دیوان مصحفی



مقدمہ دیوان مخفی

زیب النساء مخفی

ہندوستان کے مشہور و معروف تاجدار شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر کی بیٹی تھی۔ جو ۱۶۳۹ء مطابق ۱۰۴۸ھ میں دلرس بانو دختر شاہ نواز خاں صفوی کے بطن سے پیدا ہوئی اور شاہزادیوں کی طرح شاہی محلات میں تربیت پاتی رہی جب پڑھنے لکھنے کے قابل ہوئی تو اسکی تعلیم و تربیت حافظہ مریم۔ عنایت اللہ خاں کی والدہ کے سپرد ہوئی۔ عنایت اللہ خاں امرائے عہد عالمگیری میں سے ایک موقر شخص تھا۔ جو دربار شاہی میں کسی عہدے پر ممتاز تھا۔

حافظہ مریم نے پہلے اس نامور شہزادی کو رسم زمانہ کے موافق قرآن شریف حفظ کرایا۔ اسکے بعد عربی فارسی شروع کرائی گئی۔ اور اسمیں استادی کا فخر ملا سعید اشرف ماژندرانی کو نصیب ہوا۔ ملا سعید ان قابل اور لائق فخر افراد میں سے تھے جن کی ہمہ دانی اور قابلیت کا سکہ زمانے کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔ علاوہ علوم رسمیہ کی کامل دسترس کے شاعر بھی تھے۔ شاہزادی کی عمر اکیس سال کی تھی کہ اسکو شعر و شاعری کا بھی ذوق ہوا۔ اور وہ ابتدا میں انھیں بزرگ سے اصلاح لیتی رہی۔ تیرہ چودہ برس تک شاہزادی ملا صاحب سے تعلیم پاتی رہی جب اُسکو علوم ضروری میں کافی مہارت ہوگئی تو ملا مرحوم نے اپنے وطن کی معاودت کا ارادہ اُس سے ظاہر کیا۔ مگر شاہزادی نے

فیض صحبت سے محرومی وغیرہ کا بہانہ کر کے اس درخواست کو ٹالدیا۔ مُلا چونکہ ضیعف العمر بھی ہو چکے تھے اور وطن کی جدائی میں ایک کافی زمانہ گزر گیا تھا اسواسطے انھوں نے ایک قصیدہ لکھکر شاہزادی کے پاس بھیجا۔ جسکے بعض شعر یہ ہیں۔ دہلی میں یہ قصیدہ پیش کیا گیا۔

یکبار از وطن نتواں برگرفت دل	در غربتم اگر چہ فزون ست اعتبار
پیش تو قرب و بعد تفاوت نمی کند	گو خدمت حضور نباشد مرا شعار
نسبت چو باطنی است چہ دہلی چہ اصفہاں	دل پیش تست من چہ بہ کابل چہ قندہار

بڈھے استاد کی اس درخواست اور التجا کا شاہزادی پر بڑا اثر پڑا اور انعام واکرام دے کر اُن کو وطن جانے کی اجازت دیگئی۔

زیب النساء ایک آزاد مزاج اور سیاسی باتوں سے بے تعلق زندگی بسر کرنے والی شاہزادی تھی بڑے سے بڑے واقعات سیاسی میں بھی وہ دخل دینا پسند نہ کرتی تھی۔ مگر اسکے حقیقی بھائی شاہزادہ اکبر نے مخالفین کے اغواسے جب شہنشاہ عالمگیر سے مخالفت کر کے بغاوت پر کمر باندھی۔ تو شاہزادی کے دشمنوں کو ایک موقع ہاتھ آیا۔ اور انھوں نے بادشاہ کے کان بھر کر زیب النساء سے بدگمان کر دیا۔ جس کی وجہ سے چند روز کے لئے اسکی تنخواہ چار لاکھ سالانہ بند کر لی گئی اور تمام مال ومتاع ضبط کر لیا گیا۔ اسکے بعد تحقیقات ہوتی رہی جسمیں وہ بیگناہ ثابت ہوئی۔ جس کے جلد ہی میں اُسکا تمام اعزاز واکرام بحال اور اسکا ضبط شدہ مال واسباب واپس دیدیا گیا۔

عالمگیر اگرچہ فطرتاً نہایت خشک مزاج اور سخت واقع ہوا تھا۔ اور اپنی بیدار مغزی کی وجہ سے وہ مشکل ہی سے کسی کی قابلیت کا قائل ہوکر اس کو قابل عزت تسلیم کرتا تھا۔ ہر وقت اسکی زبان پر یہ فقرے رہتے تھے۔ کہ آدم خوب

پیدا نیست۔ ہردم وہ انسان کی کمیابی کے غم میں یہ شعر پڑھتا اور افسوس کرتا تھا۔

انچہ بر جستیم کم دیدیم در بسیار نیست		نیست جز انسان درین عالم کہ بسیار نیست

مگر اسی کے ساتھ وہ قابل لوگوں کا قدردان بھی تھا۔ اور انکے مرتبہ کے موافق انکی وقعت کرتا تھا۔ اسی بناپر وہ زیب النساء کو دل سے عزیز رکھتا تھا اور اسقدر عزت کرتا کہ زیب النساء باہر سے آتی تو اسکے استقبال کے لئے شاہزادوں کو حکماً بھیجتا تھا۔

جیسا کہ بیان کیا گیا زیب النساء نہایت آزادانہ اور شاعرانہ زندگی بسر کررہی تھی کہ عالمگیر دکن کے طول طویل سفر پر گیا۔ اور زیب النساء دلی ہی میں رہی۔ اسی اثناء میں سنہ ۱۷۰۲ئہ مطابق ۱۱۱۳ھ میں باسٹھ سال کی عمر پاکر شاہزادی ندکو نے انتقال کیا اور دہلی میں مدفون ہوئی۔

زیب النساء نہایت ذہین بذلہ سنج تھی تمام تذکرہ نویس بالاتفاق اسکی قابلیت کے قایل ہیں۔ اور اسکے کلام کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

مخفی کے متعلق بہت سے ایسے بے سروپا افسانے مشہور کردئے گئے ہیں۔ جو کسی طرح اسکی شایان شان نہیں اور کتب تواریخ سے کوئی ان کا ثبوت نہیں ملتا بعض لطائف ایسے ہیں کہ اگر وہ زیب النساء سے سرزد ہوے ہوں تو کچھ زیادہ بعید نہیں مثلاً

سنا ہے کہ زیب النساء نے ایک مرتبہ بکری کو بچہ دیتے ہوئے دیکھا۔ جو تکلیف کی وجہ سے تڑپ رہی تھی۔ زیب النساء نے یہ شعر پڑھا۔

اے صدف تشنہ بمیر و سوئے نیسان منگر		بہر یک قطرۂ آب کہ شکم بشگافند

ایک مرتبہ کسی نے زیب النساء کے سامنے یہ مصرع کہا۔ ؏

	در ابلق کسے کم دیدہ موجود	

اُسنے فوراً یہ دوسرا مصرع بہم پہونچاکر شعر اپنا کرلیا۔

گمر اشک بتان سرمہ آلود

ایک مرتبہ کوئی خادمہ آئینہ لارہی تھی اتفاقاً اُسکے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا اور پاش پاش ہوگیا۔ وہ غریب خوف سے کانپتی اور روتی ہوئی آئی۔ زیب النساء نے واقعہ پوچھا اُسنے اس مصرع مین اپنی خطا کی ایک مختصر داستان سنائی ع

از قضا آئینۂ چینی شکست

زیب النساء بجائے اسکے کہ خفا ہوتی۔ یا اس کو کوئی سرزنش اور تنبیہ کرتی یہ مصرع پڑھ کر ہنسکر خاموش ہورہی۔ ع

خوب شد اسباب خودبینی شکست

نعمت خان عالی کو ایک مرتبہ کچھ روپیہ کی ضرورت تھی بہت تگ و دو۔ اور بہت کوشش کی مگر اتفاق سے دستیاب نہو سکا۔ مجبوراً اپنا جیغہ مُرصّع زیب النساء کے پاس بھیجا۔ اور عرض کیا کہ یہ رہن رکھ لیجئے۔ اور ضرورت نکال دیجئے۔ وہان نوابی دربار تھا کون سنتا ہے۔ یا سنتا ہے تو یاد کون رکھتا ہے۔ مدتیں گزر گئیں کوئی جواب نہ آیا۔ تو عالی نے یہ رباعی لکھ کر بھیجی۔

اے بندگیت سعادت اختر من | در خدمت تو عیان شدہ جوہر من
گر جیغہ خریدنی است پس کو زر من | ورنیست خریدنی بزن بر سر من

زیب النساء نے رباعی پڑھی ہنسی اور پانچہزار روپیہ بھجوادئے اور جیغہ بھی واپس دے دیا۔

بہت سے ادیبوں اور شعراء کے وظیفے اُسکے یہاں سے مقرر تھے۔ اور وہ سب کے ساتھ وقت بوقت حسب حیثیت سلوک کرتی رہتی تھی۔ مگر سخت ناانصاف اور بدطینت ہین وہ لوگ جنھون نے اُسکے نام کے ساتھ ایسے لطیفے جیسے کہ

ناصر علی کا قصہ ہے جو تاریخی حیثیت سے بھی مستبعد ہے، منسوب کئے ہیں۔ زیب النساء اول تو خود ہی نہایت نیکدل عابدہ اور زاہدہ تھی۔ دوسرے عالمگیر کا زمانہ کچھ ایسا زمانہ نہ تھا کہ اسمیں ہر شخص اور خصوصیت سے اسکے محل میں آزادی برتی جاتی۔

زیب النساء کا کلام آپ کے سامنے ہے آپ خود ہی اُس سے اُس کے رنگ اور اسکی ذہانت اُسکی جودت طبع کا پتہ لگالیں گے۔ ہم نہیں چاہتے کہ انتخاب کرکے تنقید کریں اور تحصیل حاصل کا منظر آپ کے پیش نظر ہو۔ صرف اتنا بتا دینا لابدی ہے کہ اُسکے معاصرین اُس سے کبھی بازی نہ لیجا سکتے تھے اور سب کو اسکی ذہانت کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑتا تھا۔

اسی طرح متقدمین کی غزلوں پر اُسنے جو غزلیں کہی ہیں اُن میں بھی وہ کسی سے کم نہیں رہی۔ عرفی اور حافظ کے کلام کو وہ نہایت قدر کی نگاہ سے دیکھتی تھی اور کلام میں زیادہ تر انھیں کا اتباع کرتی تھی۔ چنانچہ اسکے دیوان میں اکثر غزلیں ایسی بھی ملتی ہیں جن میں عرفی کی غزل سے بہت کم فرق کیا گیا ہے۔ اور صرف چند الفاظ سے شعر کو علیحدہ کر لیا گیا ہے۔ ذیل میں نمونتاً کچھ اشعار درج کئے جاتے ہیں جنکے دیکھنے سے کم از کم یہ پتہ چلتا ہے کہ مخفی نے عرفی کی غزل دیکھ کر غزل کہی ہے

	عرفی	
کوئی عشق است و ہمہ دانہ و دام است اینجا		جلوۂ مردم آزاد حرام است اینجا
کوئی عشق است و زناموس سلام است اینجا	مخفی	صدچو محمود بہر گوشہ غلام است اینجا

نداد نور شرارے چراغ ہستی ما	عرفی	گلے نچید ز شاخے درازدستی ما
نہ رست سبزۂ شوقے زخاک ہستی ما	مخفی	نداد نشۂ ذوقے شراب مستی ما
....	•	ندیدہ دامن وصلے درازدستی ما

سر فتادگی ما بہ عرش می ساید	عرفی	کلاہ فخر بلندی ربود پستی ما
اگر بچشم حقیقت نظر کنی ۔ بینی	مخفی	ببام عرش برین این مقام پستی ما

برافشاں دست بر ناموس انگہ	عرفی	میان محرم و بیگانہ میرقص
اگر مرد رہی مردانہ می رقص	مخفی	بہ پیش محرم و بیگانہ میرقص
مشو عرفی رہین باغ و بلبل	عرفی	ببانگ جغد در ویرانہ میرقص
نہ گردد گر ترا ویرانہ معمور	مخفی	ہما آسا درین ویرانہ میرقص
مشو از بہر دانہ صید صیاد	"	چو مرغان چمن بے دانہ میرقص

دل میرود ز دستم اے دوستان خدارا	حافظ	دردا کہ راز پنہان خواہد شد آشکارا
غم میکند فزونی اے دوستان خدارا	مخفی	شاید نہفتہ ماند این راز آشکارا
کشتی شکستگانیم اے باد شرطہ برخیز	حافظ	باشد کہ باز بینم آن یار آشنارا
کشتی عمر بشکست در بحر ناامیدی	مخفی	مشکل کہ باز بینم آن یار آشنارا
در حلقۂ گل و مل خوش گفت دوش بلبل	حافظ	ہات الصبوح ہبوا یا ایہا السکارا
بگذشت موسم گل شد نالہائے بلبل	مخفی	تا کے شراب مستی یا ایہا السکارا

میں اس قسم کے اشعار کا انتخاب کرکے مضمون کو طویل نہیں کرنا چاہتا۔ نمونہ کیلئے مندرجہ شعر کافی ہیں اور انھیں پر قیاس کیا جا سکتا ہے۔ مگر یہ واقعہ ہے کہ باوجود اس اتباع اور تتبع کے مخفی کی بعض غزلیں عرفی سے بھی اچھی ہیں۔ اور اگر اچھی نہیں تو اسکی ہم پلہ ہیں۔

دیوان مخفی کے متعدد نسخے اب بھی بہت سے ملتے ہیں۔ مگر تعجب یہ ہو کہ جسقدر ہیں وہ سب غلط اور مسنح ہیں۔ دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سب نسخوں کا

منقول عنہ ایک ہی ہے۔ جسے اغلاط کا سرچشمہ کہا جا سکتا ہے۔ غالبًا اسی نسخہ کی نقل مطبع نولکشور میں بھی طبع ہوئی تھی۔ اور دوسروں کے موافق اسمیں بھی کافی غلطیاں پائی جاتی تھیں۔ مگر اس مرتبہ خاص اہتمام سے دیکھ کر اور تین چار نسخوں سے مقابلہ کرکے اسکو طبع کرایا گیا ہے۔ چنانچہ ایک نسخہ نہایت قدیم موجود تھا جسپر سنہ کتابت تحریر نہیں ہے۔ مگر ۱۲۸۹ھ میں وہ کسی رئیس فضل علی ابن نجف علی کے کتب خانہ میں داخل ہوا۔ اگرچہ یہ نسخہ کہیں کہیں غلط بھی ہے مگر اسمیں مطبوعہ نسخوں سے بہت سا اختلاف ہے۔ اور اکثر جگہ اشعار زائد ہیں۔ دوسرا ایک نسخہ ناتمام بہت قدیم کا لکھا ہوا تھا جو نہایت صحیح تھا۔ مگر ناتمام تھا۔ گو اس نسخہ پر بھی سنہ کتابت وغیرہ درج نہیں ہے پھر بھی اسکی شان کتابت اور کاغذ وغیرہ سے پتہ چلتا ہے کہ نہایت قدیم ہے۔ ایک نسخہ مطبع نظامی کا چھپا ہوا تھا۔ جسکے مقابلہ پر معلوم ہوا کہ کشوری سے بہت کم اختلاف اسمیں ہے۔ چوتھا نسخہ فرنگی محل کا مطبوعہ ہے اسمیں اور کشوری میں کوئی خاص فرق نہیں۔ الاماشاءاللہ۔

بہر صورت ان سب نسخوں سے مقابلہ کرنے کے بعد اختلافی الفاظ پر غور کرکے جس نسخے پر زیادہ رائیں قائم ہوئیں اسی کی مطابق بنایا گیا۔ اور اسی صورت سے پوری کتاب کی تصحیح کی گئی۔ مگر اس احتیاط پر بھی بہت سی جگہ قدیم اصل کے مطابق ہی چھوڑ دیا گیا۔ کیونکہ یا تو اُس غلط اور مختلف فیہ لفظ پر بیاض ہے۔ اور یا پھر اسی غلطی پر سب کا اجماع ہے۔ اس صورت میں اسکے سوا اور کیا کیا جا سکتا ہے۔ کہ کتاب کو بحالہ چھوڑ دیا جاتا۔ اور مجبورًا ہمکو بھی یہی کرنا پڑا۔

بہت سے شعر جو دوسرے نسخوں میں زائد تھے وہ اُسی غزل میں بڑھائے گئے

جو اس زمین میں موجود تھے۔ بعض حضرات کا خیال تھا کہ زائد اشعار کو الگ لکھا جائے۔ مگر اس میں بے لطفی اور طوالت کے سوا اور کوئی نتیجہ نہ تھا۔
زیب النساء کے دیوان کے مختلف نسخے ہندوستان میں موجود ہیں مگر یہ نسخہ مستند نسخوں سے مرتب کیا گیا ہے۔ ہم اُمید کرتے ہیں کہ اہل ذوق حضرات اس دیوان کی قدر افزائی فرما کر ہماری مساعی کی داد خریداری کی صورت میں دینگے اور کارکنان مطبع کو آیندہ کے لئے دوسری مرتبہ طبع ہونے پر زیادہ تر کاوش و کوشش کا موقع عطا فرمائیں گے۔

عبدالباری آسی
نولکشور پریس۔ لکھنؤ

بعون صانع مکین و مکان فضل خلاق زمین و زمان

درین ایام همایون انجام کلام فصاحت التیام سراپا مملو از شوخی معنی

دیوان مخفی

که از تیز دستی نقاد سخن سرآمد شعرای نامی اهل زبان مشتی است

در مطبع منشی نولکشور واقع لکهنؤ بطبع زرین مطبع شد

باهتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

بسم الله الرحمن الرحیم

ای ز ابر رحمتت خرم گل و بستان ما
گفتگوی حرف عشقت مطلع دیوان ما

مو بموی ما انا الحق گو ز شوق دار عشق
تشنهٔ خون محبت ظاهر و پنهان ما

العطش گویان به کشتی فنا هر گوشهٔ
صد هزاران نوح غرق موجهٔ طوفان ما

گر قبول افتد ز ما در یکدلی یکجو نیاز
چون سلیمان سر نه پیچد دیو از فرمان ما

قطرهٔ اشکی نیابد ره بروی یکدگر
بسکه خون دل گره شد بر سر مژگان ما

در شکیبائی چه نی ایدل به آه و ناله ساز
نیست چون درمان پذیر این درد بیدرمان ما

گر ز ظلمات هوس بیرون نهی مخفی قدم
ره نیابد خضر سوی چشمهٔ حیوان ما

ای بتو قائم وجود اصل هر موجود ما
وی ز نور روشن چراغ گوهر مقصود ما

چون خمیر طینت ما ز آب رحمت کردهٔ
هم بلطف خویش گردان عاقبت محمود ما

خواه در طوف حرم خواهی بدیر رو نما
هر کجا معبد کنی آنجا توئی معبود ما

نالهای دل سحرگاهی که غیر دود آه
نیست ممکن صیقل آئینهٔ مقصود ما

همتی مخفی ز سیل اشک گر سوز جگر
شعله میریزد ز دود آه دردآلود ما

تا دین جهانگیر تو افراخت علم را
بگرفت اقالیم عرب را و عجم را

بشگفت ترا غنچهٔ لب تا به تکلم
شد وردِ زبان ذکرِ تو مرغان حرم را

مانند خط صفحهٔ رخسار تو ننوشت
تا کرده بنا دست قضا لوح و قلم را

شادی جهان جمله بیک جو نستانم
آسان ندهم از کف دِل دامن غم را

در راهِ تو از خون جگر گشت گلستان
بر هر سر خارے که نهادیم قدم را

مخفی چو ترا اهل حرم راه نه دادند
محراب دلِ خویش کن ابروے صنم را

اے داغ بر دل از غم بویت نسیم را
در سر هواے دیدنِ رویت کلیم را

دِین تو نور ظلمت هر ملتے که هست
شرع تو رهنماے امید ست و بیم را

در مکرمیست کریم و شفیع خلق
غیر از کریم کس نشناسد کریم را

تا پا بفرق عرش نهادی تو کردگار
گفتا عظیم پایهٔ عرش عظیم را

مسند نشین مسند اعزاز کرد و رفت
همتائی یتیم تو دُرّ یتیم را

نومیدیم مکن ز شفاعت بروزِ حشر
چون باز بسته ام بتو عهدِ قدیم را

بے روشنی پردهٔ انوار شمع دین
مخفی به نیم جو نه ستانم نعیم را

کوی عشق ست بناموس سلام ست اینجا
صد چو محمود بهر گوشه غلام ست اینجا

طالب دانه درین دام در افتاد مدام
دانه کز خال بود دانهٔ نه دام ست اینجا

باده در کش که درین بزمگهِ حادثه خیز
هر چه جز باده بود جمله حرام ست اینجا

زهر غم نوش کن و لب بشکایت مکشا
که شکایت ز ظالم شیوهٔ عام ست اینجا

موسیا لاف مزن طاقت دیدارت نیست
پرتوِ نور تجلی چو تمام ست اینجا

در پے مستی هر شام خمارِ سحر ست
مخفیا بزم فرحناک کدام ست اینجا

بغارت دادم از غفلت متاع خانهٔ خود را
بدست خود زدم آتش من آتشخانهٔ خود را

ز سوز دل فتاد آتش چو فانوسم به پیراهن
بر آتش می‌زنم امشب دل دیوانهٔ خود را

ز بس مستغرق عشقم نمی‌جنبد ز جا دستم
که زنجیری کنم در پا دل دیوانهٔ خود را

گرفت الفت به تنهایی چنانم دل که معذورم
لب از باغ جنان گویم اگر ویرانهٔ خود را

بصد الحان داودی برابر کی کند عاشق
فغان دل خراش و گریهٔ مستانهٔ خود را

سحر من گاه هر صحرا چو مرغ دانه‌چین گشتم
بغیر از دانهٔ اشکی نه دیدم دانهٔ خود را

تسلسل باد و هشیاران شمار دور می کار خم
ز بدمستی تهی من کرده‌ام خمخانهٔ خود را

دو چشم مست پنداری بخواب آلوده شد مخفی
بیان کوته کنم دیگر من این افسانهٔ خود را

کرد جا تا غم عشقت برگ و در ریشهٔ ما
برق عشقت بجهد از شرر تیشهٔ ما

هر کجا بزم طرب تاک شود گرم بود
اشک ما بادهٔ ما دیدهٔ ما شیشهٔ ما

بی‌ستون را اثر نالهٔ ما بگدازد
شعلهٔ طور بود برق دم تیشهٔ ما

ما کجا و دل شاد و اثر نشه کجا
خون شود باده ز غم در جگر شیشهٔ ما

هر تنک حوصله را کی برسد قصد شکار
شیر را زهره شود آب درین بیشهٔ ما

فکر تا گرم کند در دل ما شعر و سخن
وای گر شعله زند آتش اندیشهٔ ما

مخفیا دل به جفا ده که نیاید هرگز
بر سر شفقت ما شوخ جفاپیشهٔ ما

ادای هست پنهانی نگاه نازنینان را
که از ذوقش گرفتار منت می‌دهد جان را

پریشان شد ز غیرت مشک را اجزای جمعیت
پریشان کرده تا چین سر زلف پریشان را

بکاوش ناله‌ام دل را جراحت در جراحت کرد
فغان بی‌قراری در جراحت نیش مژگان را

بقربان سر سودای آن بیگانه‌وش گردم
که از وی آشنا گیرد بهم دست و گریبان را

چو مجنون از سر همت قدم در وادی غم نه
که بستم تازه مخفی با محبت عهد و پیمان را

ریزد بماه جام چو ساقی شراب را
آرد ز ابر شیشه برون آفتاب را

بخت جگر بگریه برآید ز دیده ام
مستان به پختگی نه گذارد کباب را

حرف وفا ز صفحهٔ امید شسته ام
از روزگار کرده ام این انتخاب را

مخفی ز عمر لذت ذوقے که ناگهان
برهم زند نسیم بساط حباب را

نے شمع بخت خواهم نے مهر همگنان را
خواهم کشم بیک سو از مردمان عنان را

تا چشم باز گردد صحبت وجود عنقاست
فرصت شمر غنیمت دیدار دوستان را

کے وصل گل به بلبل آسان شود میسر
صد خار بوده باشد در پا چو باغبان را

خورشید حسن هر جا طالع شود ز اول
سازد ز زلف سنبل ترتیب سائبان را

تا چند بار محنت بر دل توان ز ایام
یک جور عایتے کن بیدرد ناتوان را

در چشم اهل بینش اصلا تفاوتی نیست
در فصل نوبهاران در رنگ و بو خزان را

آدر برون ز گوشت این پنبه های غفلت
در درس نکته سنجان در کام کش زبان را

در راه عشق مجنون باید گذشت از جان
نبود کنار پیدا دریاے بیکران را

مخفی به دام محنت گشتم اسیر آخر
چون مرغ تازه پرور گم کرده آشیان را

تیز دو کرشمه ریز کن نرگس نیم مست را
از ته جام جرعه ده ساقی می پرست را

مهر شهادت جهان یک نگه تو بس بود
گرم غضب به مسکینی غمزهٔ تیز دست را

تاب مده بطره ات بر دل موگره مزن
بدعت تازه منه قاعدهٔ شکست را

نے بنوا نوازیم نے بعراق و نے عجم
سوے حجاز می برم زمزمهٔ الست را

گر به گذشت می روی و به طواف کعبهٔ
یا صنم است در دل مخفی بت پرست را

دیدیم بسے دوستی شادی و غم را — از هرزه دوی پا شکسته‌ایم قلم را
برگشت چو از خاک فنا جام جم و کے — آراسته انگار تو این مسند جم را
گشتیم بیابان جهان را و گذشتیم — بر خاک مرادے نه نهادیم قدم را
تا داد ز بیداد ستانم بقیامت — از کف ندهم دامن برهان حکم را
بر خون شهیدان تو در حشر و بیت نیست — لب تشنه نهان تا بکی این تیغ ستم را

گر پاے نهی در حرم بتکده مخفی
آهسته که تا رم نه دهی مرغ حرم را

اگر ز نور تجلی شود دلیل مرا — ز لوح سینه شود محو قال و قیل مرا
علاج تشنگیم کے شود ز آتش عشق — بود برابر یک قطره رود نیل مرا
ز بسکه غرق گناهم نمی توانم رفت — اگر به کعبه دلالت کند خلیل مرا
کجاست جذبهٔ عشقے که از دیار خرد — کند برون بیک ایمان هزار میل مرا
چگونه پاے بدریا نهم که وقت عبور — ز سوز سینه بود شعله سلسبیل مرا
فلک ز بخت زبونم هر آنچه خواهی کن — که چشم مهر و وفا نیست جز اصیل مرا

گناه بخت چه باشد ببین بگو مخفی
چو روزگار شناسد ازین قبیل مرا

یار بوده جذب عشقم هوش مطلوب مرا — یا تغافل گشته سد راه محبوب مرا
یوسف گل پیرهن را پیرهن بر تن دریده — کو نسیمی تا کشاید چشم یعقوب مرا
شد چنانم دل قوی جانفشانیها که عشق — کرده قانون محبت طرز اسلوب مرا
بس بکند طالعم باید فزون بر جای خویش — باد اگر خواهد برد سوی تو مکتوب مرا
شسته‌ام صد ره ز عصیان نامهٔ اعمال خویش — وای گر خواهد بمحشر زشت یا خوب مرا
همنشینان همتی کآخر فزودنهای درد — برد مخفی از دل من صبر ایوب مرا

صد طعنه بر آتش زده دودِ نفسِ ما
آے واے اگر صبر نه بودے قفسِ ما

گر زمزمهٔ ما شنود سنگ شود موم
آید ز دلِ درد صدائے جرسِ ما

گردیم بسے از ستم و جورِ تو فریاد
جز گریه نشد یاور و نے فریادرسِ ما

بنگر به تهیدستی ما کز سرِ همت
بر سفرهٔ حاتم نه نشینند مگسِ ما

از دیده شب هجر زبس خون جگر ریخت
شد رشک گلستان ارم مشت خسِ ما

در راه وفا ما سگ عشقیم کز اول
کردند ز زنجیر محبت مرسِ ما

گر آه کشد از جگر سوخته مخفی ؛
آتش بدل بحر فتد از نفس ما ؛

ما گرفتارِیم و داغ عشق ما گلزار ما
از گلِ غم دارد این زینت سرِ دستار ما

بسکه لذت دارد از درد جراحت دمبدم
سودهٔ الماس خواهد سینهٔ افگار ما

شمع مهرت تا درون سینهٔ ما بر فروخت
طعنه بر خورشید دارد سایهٔ دیوار ما

گر نیاز این است کاهل قبله دارد در نماز
صد شرف بر سبحه دارد رشتهٔ زنار ما

همتے مخفی درین وادی که از تاثیر عشق
در بغل دارد بهارے چشم گوهربار ما

نه رست سبزهٔ شوقی ز خاک هستی ما
نه داد نشئهٔ ذوقے شراب مستی ما

بهارِ عمرِ گرامی به جستجو بگذشت
نه دیده دامن وصلے درازدستی ما

اگر نه لطف خدائے گناه ما بخشد
به پرِ کاه نیرزد خداپرستی ما

اگر به چشم حقیقت نگه کنی بینی
به بام عرش برین این مقام پستی ما

ز همرهان همه دنبال مانده ام مخفی
به روزگار نباشد بنائے هستی ما

قطع جفائی کند دلبر شوخ مست ما
ترک وفائی دهد این دلِ خودپرست ما

ما بخلاف آرزو غنچهٔ دل شکسته ایم   رنج عبث برد فلک اینهمه در شکست ما
بس که زدیم دست دل گریه کنان بفرق سر   رسته چو سبزه موی سر از رگ پشت دست ما
ما بهوای عافیت از پی دل نمی رویم   راه گذر بلا بود جا که نشست ما

منهزم ست مخفیا فوج غمی ز زدی صدق
تیر دعا اگر جهد وقت سحر ز شست ما

چند دلا آرزو دیدن گلزار را   صحن قفس گلشن ست مرغ گرفتار را
دل که گره شد بعشق از غم هجران چه باک   وعده قیامت بود طالب دیدار را
کم ز برهمن مشو در روش عاشقی   کز رگ جان می کند رشتهٔ زنار را
لازمهٔ عاشقی ست بر سر دار آمدن   شاد ز خود ساختن خاطر اغیار را
سلسله در پا چو شد ناله زبونی بود   بند گران زینت ست پای گرفتار را
کوهکن از بیدلی تیشه بخارا زند   ناله بود مرهمی سینهٔ افگار را
هر نفس از خون دل مرد طلبگار عشق   رشک گلستان کند معرکهٔ خار را
رسته بگردن کشان از پی جلاد عشق   باعث افزونی ست رونق بازار را

مخفی اگر نیستت ره بگلستان چه غم
کس نستاند ز من سایهٔ دیوار را

نبودی گر ز ترک سر کلاه کجکلاهان را   ز تارک کی ربودی تاج شاهی پادشاهان را
بپیش شمع پروانه سمندر طینتی باید   که تاب آرد شرار شعلهٔ آتش نگاهان را
سراسر وادی محشر چو دشت کربلا گردد   ز قاتل گر عوض خواهند خون بیگناهان را
گرفتم آنکه از رحمت گناه عاصیان بخشد   بمحشر بس بود داغ خجالت روسیاهان را
نباشد گر دلیل ره محبت کی برد محمل   بوادی بر سر مجنون بشب گم کرده راهان را
برافگن برقع از حسنت بآئین شهنشاهی   تسلی کن بدیداری تمامی دادخواهان را

مشو نا امید ای مخفی که در هنگام نومیدی
شود لطف خداوندی پناهی بی پناهی را

تا بسته شد به گلشن وصل تو راه ما
محرم نشد به بزم نگاهت نگاه ما

چندان به یاد گلشن وصلت گریستیم
کامد به آب دیده برون برق آه ما

ما را به جاه و منصب کس احتیاج نیست
کمتر ز تاج شاه نباشد کلاه ما

ای گریه همتی که درین دشت تشنه لب
خرم ز آب دیده نه گردد گیاه ما

مقصود قدسیان ز سوال و جواب چیست
مخفی چو هست لطف الهی گواه ما

می دهم آب از سرشک دیده باغ خویش را
تازه می دارم به بوی گل دماغ خویش را

باده چون بر لب نهم ساقی چه سان ساغر کشم
پر ز خوناب جگر دارم ایاغ خویش را

از جراحتهای دل از بسکه لذت یافتم
پنبه از ناخن نهم بر زخم داغ خویش را

در طریق عافیت از خود نمی یابم نشان
بسکه می دارم درین ره من سراغ خویش را

از پریشانی نیم آزرده چون زلف بتان
دیده ام از تنگدستیها فراغ خویش را

گر نشد روشن به بزم شمع کافوری چه باک
بر فروزد شعلهٔ آهم چراغ خویش را

دارم از باد صبا مخفی هزاران پیرهن
کی کنم آلودهٔ بوی دماغ خویش را

عشق تا زد به دلم آتش رسوائی را
برگزیدم ز جهان گوشهٔ تنهائی را

قصد من بهر نگاهی ز مروت دور است
کس گنهگار نه کرد دست تماشائی را

بوالهوس لاف محبت ز دل و خواهش جان
وای گر عشق نمی داشت تن آسائی را

بر نیاید به مراد دل من یک نفسم
تا خرد داد به من منصب دانائی را

بهر دیدار تو آئینه کند صیقل دل
تا ز حسن تو کند تازه خودآرائی را

همچو یعقوب نظر بے تو ز عالم بستم　　چه کنم دور ز دیدار تو بینائی را

مخفیا عمر عزیزت چو بخود رائی رفت
ترک کن ترک تو این شیوهٔ خود رائی را

تا به کے دارم نهان در سینه عشق پاک را　　چند دارم در جگر این آه آتشناک را
بسکه شد از سوز عشقت آه سردم شعله ریز　　تیره سازد دود آهم انجم افلاک را
از غم لیلی بصحرا لے محبت دست شوق　　تا قیامت بر سر مجنون فشاند خاک را
مرد عاشق پیشه را دیوانگی تهمت بود　　نور می بخشد محبت دیدهٔ ادراک را

شهسوار عشق مخفی هر دم از تیغ نگاه
سرخ میسازد بخون عاشقان فتراک را

چو بلبل در فغان آیم چو بینم بوستانش را　　چو گل خندان شوم هر جا که بینم باغبانش را
صبا از بوی پیراهن نگردد چشم یار روشن　　نه خیزم از سر این ره نگیرم تا عنانش را
چو بند پاسبانش در برویم رو نگردانم　　کشم جاروب از مژگان فضای آستانش را
گرفتم من که مرغ دل گرفتار قفس گردد　　چه خواهی کرد آخر شعلهٔ آه نهانش را
اگر شد عافیت عنقا که از گردون دون همت　　نشان چندانکه می جویم نمی یابم فشانش را
بزیر آب اگر دشمن چو پاے آستان گیرد　　بسوزد شعلهٔ آه من آخر آستانش را

بے بلبل باد ارزانی گل و گلشن که من مخفی
بهار زندگانی دیده ام فصل خزانش را

عشق کو کز خویشتن بینی برون آرد مرا　　با خرد همره بوادی جنون آرد مرا
تشنهٔ خون خودم عمریست خونریزی کجاست　　کز مروت بر لب دریاے خون آرد مرا
گرچه بیهوشم ز درد عشق بهر امتحان　　در تحرک ناله‌اے ارغنون آرد مرا
نیستم ایوب آما روزگارم هر نفس　　بر سر راه بلا بهر شگون آرد مرا

جذبهٔ عشقی که چون فرهاد از افراط عشق
تیشهٔ در دست سوی بیستون آرد مرا

نیست مخفی گر بمن جذب محبت را اثر
همچو یوسف بر سر بازار چون آرد مرا

بادهٔ در گلزار خوردن کی هوس باشد مرا
نشهٔ بوی گلستان تو بس باشد مرا

می کشان معذور اگر در بزم می کمتر کشم
بوی می پیوسته جاسوس عسس باشد مرا

غنچهٔ دل بشگفد مرغ دلم را در چمن
من گرفتار غمم گلشن قفس باشد مرا

بر تن من بیزبان هر موی فریادی کند
گر ز بیداد فلک فریادرس باشد مرا

بسکه در کنج قفس مرغ دلم بیطاقت ست
راضیم گر زندگانی یک نفس باشد مرا

با وجود تنگدستیها ز عالی همتی
شاهباز همت حاتم مگس باشد مرا

کوی تنهائی گزینم سالها یعقوب وار
صورت دیوار غم گر همنفس باشد مرا

تر کنم کام دل وابستگان ز آب حیات
بر مراد دل دمی گر دسترس باشد مرا

گر ز بر آورد گردونم ز پشت زین چه غم
پای من تا آخر منزل فرس باشد مرا

برفشان پای محمل در ره وادی عشق
نالهای زار مخفی چون جرس باشد مرا

رفت بر باد اگر خدمت دیرینهٔ ما
چند در سینه توان داشت نگه کینهٔ ما

دود آه دل ما تیره کند چشم فلک
وای گر شعله کشد آتشی از سینهٔ ما

بسکه بی بهره ز آسایش بزم طربم
نشه امسال دهد بادهٔ دیرینهٔ ما

در دبستان المم یک نفس آزادی نیست
روز شنبه بود اندر شب آدینهٔ ما

تیره بختیم بنوعی که بصیقل هرگز
زنگ ظلمت نرود از رخ آئینهٔ ما

با چنین مفلسی و کوتهی همت ما
سر بمهرست هنوز این در گنجینهٔ ما

برکشا دیدهٔ همت بصد الله مخفی
به بود ز اطلس شه خرقهٔ پشمینهٔ ما

گره ز کار چو نگشاد بیقراری ما — دگر چه سود دلا از فغان و زاری ما
به بیقراری ما سوز دل قرار گرفت — نتیجهٔ عجبی داد بیقراری ما
گل مراد بباغ امید ما نشگفت — قرار یافت بپاس این امیدواری ما
چو یار یار شود یار یار ما دیگر — چه احتیاج بود یار را بیاری ما
مکن تلاش خلاصی ز قید غم مخفی — که نیست مصلحت کار رستگاری ما

تا لب نگذارد لب ساغر به لب ما — افسرده شود شیشهٔ بزم طرب ما
تا زنگ زدای دل ما صیقل عشق است — خورشید برد نور ز مهتاب شب ما
از دامن امید تو کوتاه نه گردد — چندانکه کنی خرد تو دست طلب ما
تا صبح ابد نشئهٔ مستی بودش باز — هر کس که کشد جرعهٔ ماء العنب ما
چندانکه زدم تیشه چو فرهاد درین کوه — شیرین نشد از شربت مقصود لب ما
ما زادهٔ خاکیم چو خاکیم تو مخفی — بیهوده مکن فکر ز اصل و نسب ما

ریخت بر خاک مذلت بسکه آب روی ما — آبروی خود نیابد رنگ ما بر روی ما
گر بفرق ما نهد صد کوه محنت روزگار — چین پیشانی نه بیند گوشهٔ ابروی ما
پنجهٔ غم سالها شد پنجهٔ صبرم بتافت — رستم وقت خود است این قوت بازوی ما
از برای خاطر آزاری فلک تا کی توان — اینقدر سرگشته در عالم بجستجوی ما
بهر بوی پیرهن چشمم همی باشد سفید — آخر ای باد صبا یکره گذر کن سوی ما
دل ضعیف و غم قوی تنها درین عشرت‌سرا — وای گر مخفی نبودی صبر همزانوی ما

ساقی نفسی بخش دل مردهٔ ما را — از می بده آبی گل پژمردهٔ ما را

عمریست که بلبل بچمن نغمه سرا نیست
ره نیست درین باغ مگر باد صبا را

بادرد کن الفت نفس چند مسیحا
بیدرد توان بود توان داشت دوا را

ای صبح خدارا نفسی پرده نشین باش
تا آه زند بر هدف این تیر دعا را

دردا که بامید شفا با دل بیمار
مردیم و ندیدیم درین خانه شفا را

کافیست مرا خجلت جرمم ز ترحم
بگذر ز سر جرم گنهگار خدارا

مصحفی بکن اندیشه ز بیداد که در حشر
از شاه بسی بیش بود قرب گدا را

گرم غضب چه میکنی نرگس مست ناز را
ناز و کرشمه بس بود دل شدهٔ نیاز را

رشتهٔ دل گره گره شد بدرون سینه ام
بسکه بدل گره زدم آه جگر گداز را

ای که بعیش خفتهٔ درد و غمی ندیدهٔ
از دل دردمند پرس حال شب دراز را

بهر نماز هر کجا روی بقبله آورم
طاق دو ابروت بس است سجده گه نماز را

از پس کس چه میروی بانگ جرس چه میکنی
هادی ره محبت است قافلهٔ حجاز را

یا به بساط عافیت زان نه نهم که عاقبت
محرم نکته کنند محرمیان راز را

غنچه صفت شگفت دل از سخن تو مصحفیا
تقویت سخن نما طبع سخن طراز را

بی روی یار باده بنوشد کسی چرا
روی ریا بعشق فروشد کسی چرا

نی نالهٔ بسینه و نی اشک حسرتی
بر روی بلبلان بخروشد کسی چرا

بر رهگذار باد نهاده چراغ عمر
بر تن لباس فقر نه پوشد کسی چرا

روز ازل چو گشته مقدر نصیب کس
چندین بدیگ حرص بجوشد کسی چرا

مصحفی چو راز غیر نهفتن ز دانش است
راز درون خویش نه پوشد کسی چرا

کاوشِ بیهوده ای فصاد تا کی ریش را
در محبت نیست تاثیر جراحت نیش را

زخمهای دل زمرهم رونقی آرد بهم
سوزنِ الماس باید زخم بیش از بیش را

بسکه در راهِ محبت تشنهٔ خونِ خودم
تازه میسازم بناخن زخمهای خویش را

دل اگر از ناصبوری از کف ما رفت رفت
پاسبان در کار نبود خانهٔ درویش را

عمر شد صرف هوا و وقت رفتن در رسید
پیروی تا چند مخفی نفس کافرکیش را

سخت دشوارست گفتن معنی ناگفته را
سوزنِ الماس باید گوهر ناسفته را

می کند گر نالهٔ بلبل در چمن عیشش مکن
سیرِ گلشن نشگفاند خاطر آشفته را

پنجهٔ همت نگیرد دامن یاس و امید
چون زلیخا گر بچنگ آرم عمر رفته را

عمر شد صرف شمار روز عمر ای بیخبر
چند چون طفلان نگه داری حساب هفته را

مخفیا اشکی ز چشم ترک بیجا حاصل بود
گر دهد جاروب مژگان خانقاه رُفته را

چون کنی پرده نشین چهرهٔ نور افشان را
پنجه در پنجهٔ مرجان کندم مژگان را

دوش بر دوش رود دانهٔ اشکم ز نظر
حلقه در حلقه بود سلسلهٔ طوفان را

بی مه روی تو روشن نشود خانهٔ دل
بی سر زلف تو ایمان نبود ایمان را

غنچهٔ شیرین نه کند لب ز تبسم به چمن
پُر ز خوناب جگر تا نه کند دامان را

ناله آهسته که جاسوس محبت مخفی
صید صیاد کند بلبل خوش الحان را

آتش عشق تو در دل بلبل و پروانه را
بادهٔ شوق تو بر لب شیشه و پیمانه را

از شکنج زلف تو حاصل نشد آرام دل
عاقبت کردی بپا زنجیر این دیوانه را

دیده را از لخت دل گنجایش اشکی نماند
تا بکی لبریز خون دارم من این پیمانه را

هر نفس فوج غمم ملک دلم سازد خراب — چون توانم کرد آبادان من این ویرانه را
چند اے دل گفتگوے محنت و بیداد غم — تا بہ کے تکرار سازی این کہن افسانه را

بعد ازین مخفی ترا باید در آتش زیستن
کآتش افشان کردهٔ از راه سقف خانه را

آتش افروز شده تا پر پروانهٔ ما — روشنائی نه دهد شمع بکاشانهٔ ما
دیده تا چند فشاند در اشکم صد حیف — مفت رفت از کف ما گوهر یکدانهٔ ما
بسکه افسانهٔ هجر تو ز حد افزون ست — عمر شد آخر و آخر نشد افسانهٔ ما
مے عشرت بحریفان دگر ده ساقی — که ز خوناب جگر پر شده پیمانهٔ ما
بگشا سلسلهٔ زلف که از جذبهٔ عشق — غیر زنجیر نباشد دل دیوانهٔ ما
کشتی عمر فرو رفت بطوفان اجل — رفت برباد فنا عاقبت این خانهٔ ما

مخفیا تا ز جگر شعله بر افروخته آه
گشته بستان ارم گوشهٔ ویرانهٔ ما

گر پرده بر فتد ز گلستان داغ ما — آتش فتد ز رشک بگلهاے باغ ما
با آنکه سر زد از سر ما شعلهاے آه — روشن نشد ز باد حوادث چراغ ما
ما را بکوه و دشت و بیابان قرار نیست — سوداے عشق کرد پریشان دماغ ما
پروردهٔ غمیم بغم خو گرفته ایم — باشد محال عقل ز محنت فراغ ما
اوراق عمر ما همه محنت بباد داد — غمهاے روزگار همه در سراغ ما

مخفی مجو ز بادهٔ ما نشهٔ نشاط
کز خون دیده گشته لبالب ایاغ را

عافیت را نیست چون اندیشهٔ درمان ما — داغ رسوائی منه بیهوده غم بر جان ما
در شب یلدا اگر شمعے نباشد گو مباش — از آتش دل روشن ست این کلبهٔ احزان ما

جستجو کم کن دلا کز دولت دون همتان
نشئهٔ آسودگی عنقاست در دوران ما

کے گیاہ خرمی روید که در هنگام کشت
ریخته در خاک ذلت تخم با دهقان ما

مشکل ار گردد ز ما اسلام در محشر قبول
گر نبود بے همچو کفر بے شاهد ایمان ما

گشتیم ثابت نماند در محیط عافیت
بسکه هر لحظه فزون ست موجهٔ طوفان ما

ریختم مخفی زبس خوناب دیده در چمن
امتیاز بے نیست در خار و گل بستان ما

اے خدا کام دلے بخش مسلمانی را
بیش ازین داغ منه سینهٔ بریانی را

بعد ازین تاب و توانائی هجرانم نیست
ساز آزاد ز غم عاجز و حیرانی را

میتوانی که رهائی دهی از قید ستم
تو که از چاه برآری مه کنعانی را

جمع اشک من از گریه پریشان خیلی رفت
از کرم جمع نما مشت پریشانی را

بشگفاند گل امید تو مخفی به چمن
آنکه گلزار کند آتش سوزانی را

داغ نو همی نهم جان و دل کباب را
رونق تازه می دهم مملکت خراب را

خون جگر فشانده ایم در ره جستجو بسے
تا که گرفت دست دل دامن آفتاب را

مرهم زخم سینه ام روشنی دو دیده ام
گرم غضب چه میکنی نرگس نیمخواب را

جان ز دلم گرفتهٔ دل ز کفم ربودهٔ
بهر خدا اے برفگن از رخ خود نقاب را

مخفی دردمند تو دل به غمت سپرده است
صرف دو دیده کرد در رفت قطرهٔ خون ناب را

چند کنی نقاب رخ طرهٔ مشک سای را
بر در کعبه تا بکے قفل کلیسیاے را

گرم رو محبتت در ره وادی طلب
مرهم خار و خس نهد آبله هاے پاے را

خسب همه شب بیاد تو مردمکے دو دیده ام
غوطه بخون دل دهد اشک گهر نماے را

در تن تازه ام شکست ناخن سعی ام هنوز
چون ز گره نگشت سست بخت گره‌کشای را

هر نفسم کند ز اشک مردمکم ضیا سفتی
شیوهٔ مردمی بود مردم کدخداے را

ناله بهار رگ بسلد از پئے نالهٔ دگر
تا بکند دلیل ره زمزمه دراے را

نیست عجب اگر شود بندهٔ عشق کامران
سایهٔ جم نشان بود بال و پر هماے را

بر سر دار عاشقی جان بغم تو باخت دل
ره بدلم نیافت کس لذت پا بهاے را

چهرهٔ اشک لاله گون مید بدم ز دل خبر
شسته بخون دیده ام جام جهان‌نماے را

زمزمهٔ محبتم گشت فزون ز بند غم
کنج قفس چمن بود مرغ چمن سراے را

مخفی اگر نه کافری در ره عشق هان بیا
از سر صدق سجده کن آن بت دلربای را

ملن نمود گر بختم ره کوے سلامت را
ز جست و جوے خود پیدا کنم راه ملامت را

بریزم خون دل چندان بمحشر از پشیمانی
که رشک جنت الماوی کنم دشت قیامت را

ز دفترهاے عصیانم نماند نکتهٔ باقی
اگر قدرے بود در روز حشر اشک ندامت را

نهال دولت دنیا مذلت بار می آرد
بصد ملک شهنشاهی مده کنج قناعت را

برآرم گر ز دل آہے ز روی درد در محشر
دهد برباد حسرت خاک صحراے قیامت را

بمحشر گر گناهت را ببخشد شفقت ایزد
ز کف آسان مده مخفی تو دامان شفاعت را

غم میکند فزونی اے دوستان خدا را
شاید نهفته ماند این راز آشکارا

ما را چو موم بگداخت این آتش محبت
تا چند با شدت دل در سینه سنگ خارا

مُردیم و گردش چرخ رحمے نکرد بر ما
تا کے توان بدشمن صاحبدلان مدارا

مستی و تنگدستی بدنام خلق سازد
با طرز شه چه نسبت درویش بے نوا را

کشتی عمر بشکست در بحر ناامیدی
مشکل که باز بینم دیدار آشنا را

حاصل نشد چو هرگز این کام دل بتدبیر / تدبیر را گذارم گردن نهم قضا را
بگذشت موسم گل شد نالهای بلبل / تا کی شراب مستی یا ایها السکارا
برباد رفت در غم یاران ذخیرهٔ عمر / باشد که گردش چرخ فرصت دهد شما را
ای خسرو زمانه بکشاد چشم بنگر / در نامهٔ سکندر احوال ملک دارا
ای همدمان چو رفتیم بدنام این زمانه / در کوی نیکنامی یاد آورید ما را
یاران در بزم عشرت مخفی و کوی محنت / با عافیت چه کارست درویش بینوا را

تا داد نوید از قدمت ابر چمن را / بکشاد بپابوسی تو غنچه دهن را
گر پرده شود دور ز رخسارهٔ حسنت / یوسف نکند یاد گر حب وطن را
بیمار ترا نیست علاجی بجز از وصل / بیفایده کاوش مکن این داغ کهن را
گر در رهِ تو سرمهٔ آهوی خطا شد / زان نسبت زلف تو کند مشک ختن را
مقبول عزیزان شده ابیات تو مخفی / آخر تو دهی داد درین عرصه سخن را

تا کرد بنا چشم تو بیدادگری را / آتش بدل افتاد نسیم سحری را
بس خضر که سیراب شد از چشمهٔ حیوان / چون غنچه کشادی تو دهان شکری را
مثل تو نه زادست خلف مادر ایام / زین حسن نه دادست ملک را و پری را
بی واسطه سیلی زندم بر رخ امید / گویا ز تو آموخت فلک فتنه گری را
جان میرود از دست تو مخفی نگهی کن / مایوس مکن از در خود رهگذری را

ده برباد از شانه سر زلف پریشان را / مکن سرگشتهٔ وادی تو اینک دلکیشانرا
ز گل دیدم نه بلبل را ازین بستان سرافتم / دعای من صبا گوئی اگر بینی تو ایشانرا
ز بس آه و فغان کردم ز من بیگانه شد بختم / ز خود بیگانه من گردم برو در دست خویشانرا

تو میرانی مرا از پیش و من چون بید لرزانم
که بس نازک دلی باشد گروه صبر کیشان را

بہ پیش دشت پیمایان لب از گفت و شنود بند
مکن آزار اے مخفی بہ زہر آلود نیشان را

خواہم کشم بدیدہ آن خاک آستان را
تا بوسم از لب دل این پلے پاسبان را

پوشیدہ جذبۂ عشق در من پلاس محنت
سلطان لباس فاخر بخشد ملازمان را

تا کے برغم دشمن در امتحان بتابم
بشناس بہتر ک زین یاران جانفشان را

آخر دہد بطوفان بنیاد خانۂ خویش
مرغ نظر چو بنہد برآب آشیان را

مفروش دیدہ ارزان گوہر بخاطر دل
یاران روا ندارند بر دوستان زیان را

در حالِ زار بلبل رحمے کرشمۂ گل
شاہان کشیدہ دارند بہر گدا عنان را

دادت خدا اے مخفی دُرِ سخن وگرنہ
زین گونہ نیست درے در سینۂ بحر و کان را

ردیف باء

اے منور از مہ حسنت چراغ آفتاب
وے معطر از سر زلفت دماغ آفتاب

لب بسودایت صراحی بر لب ساغر نہاد
ز آتش دل ریخت مے را در ایاغ آفتاب

پرتوِ حسنت نہ گردد جلوہ گر گر در چمن
تا قیامت نشگفد یک گل بباغ آفتاب

زیر پیراہن نہان از عندلیبانِ چمن
داغ دارد ہر گلے بر دل ز داغِ آفتاب

مخفیا تا کے پریشان دامن مقصود گرد
رفت این عمرِ گرامی در سراغ آفتاب

ہنگامۂ دل گرم نکے می کنم امشب
ہم صحبتی نالۂ مے می کنم امشب

گرم ست مرا صحبت و سر بر کف دست ہست
مہمانی صد حاتم طے می کنم امشب

از دیده روان اشکم و بر کف زمیم جام
فریاد بیاد جم و کے می کنم امشب

بس جذبۂ عشق از کف من بُرد عنان را
از شوق تو صد مرحلہ طے می کنم امشب

تا چند پئے قافلۂ نفس توان رفت
این ناقہ درین بادیہ پے می کنم امشب

با آنکہ جنون ورزم و در عین دعایم
فرزانہ صفت لشت بہ حی می کنم امشب

مخفی نفسے سرد کہ دل را بشگافد
کین سخت دلی چون شب دے میکنم امشب

تا شراب لب لعل تو بجام ست امشب
کوکب بخت مرا کار بکام است امشب

آمدی جان و دل و دیدہ بشارت بادا
چون توئی مونس جان خواب حرام ست امشب

ابروانت مہ عیدست و رخت شمع فلک
مہر و مہ رسمٔ مقصود بجام ست امشب

کوکب بخت سیاہم شدہ امشب روشن
آری آری مہ من بر لب بام ست امشب

جرعۂ داد بیاد تو بدستم ساقی
زان مرا مہر و مہ چرخ غلام ست امشب

خیال چشم جادو کردم امشب
گل مقصود را بو کردم امشب

زسیلاب سرشکم گشت طوفان
بگریہ کار یک رو کردم امشب

بیادش ساغرے بر لب نہادم
بہ آب زندگی خو کردم امشب

بہ بزم بلبلان از شام تا صبح
بباغ ہجر یا ہو کردم امشب

گرفتم خاک کویت را در آغوش
نہالے را بہ پہلو کردم امشب

بغیر آرزوے جان فشانی
ہواے دل بیک سو کردم امشب

اے دیدہ سرشکے کہ بیاد وطن امشب
خواہم کہ زنم چاک گریبان بہ تن امشب

پروانۂ پر سوختہ بس بر سرہم ریخت
رہ نیست ترا شمع درین انجمن امشب

ہنگام بکام دل و دلدار در آغوش
بخشاے قدح شیشۂ مے را دہن امشب

بگشاد چو یعقوب مرا چشم تمنا   با باد صبا بود مگر پیرهن امشب
گرداد من از نالهٔ بیداد نگیرد   داماں دل غمزده و دست من امشب

بلبل به خبر باش که از نالهٔ مخفی
گل پاره کند جیب قبا در چمن امشب

گر مه حسنت برآید رو بروی آفتاب   از خجالت زرد گردد رنگ روی آفتاب
سیر دریا کرده عمری در تمنای هنوز   تر نشد از قطرهٔ آبی گلوی آفتاب
می چو در مینا بود گو شمع در مجلس مباش   روشنی نیست مه را پیش روی آفتاب
تا که جان باشد به تن پویم ره دیوانگی   سایه را پیوسته باشد جستجوی آفتاب
گر زدم لاف محبت با غمت معذور دار   ذره کی حیلی نباشد آرزوی آفتاب

رفت مخفی شعلهٔ آه تو بس بر آسمان
شد نهان در برق آتش موبموی آفتاب

برفکن از شمع حسنت ای مه خوبان نقاب   تا بصد منت نهد بر پای تو سر آفتاب
در فراقت زندگانی چون کنم یارب که شد   غم قوی محنت فزون دل ناتوان حالم خراب
آنچه حاصل کردم از سودای عشق اینست و بس   دل کباب سینه چاک و جان حزین چشمم پرآب
خو گرفتم با غم عشق تو باید بعد ازین   گریه بیحد ناله بیحد سینه بریان دل کباب

کامرانی گر کنی مخفی تمامی عمر خویش
هر نفس سالی بود پیش تو در روز حساب

دل چو بغم خو گرفت ترک وفا از طلب   غم چو بشادی نشست جور و جفا از طلب
دل چو دعا خواه شد بر در یزدان پاک   دست تمنا برآر ذوق دعا از طلب
چند تاسف خوری بهر بقای وجود   جام فنا نوش کن ذوق بقا از طلب
جانب آب حیات خضر گرت رهبر است   از لب او باز گرد جام فنا از طلب

چند به بستان روی خار بپایت شکست ‌ ‌ ‌ رشک گلستان نگر نور ضیا زو طلب

در چمن آرزو شبنم اشکی بریز
مخفی دستان سرا نشوو نما زو طلب

نیست گر ناله ترا یاد من راز امشب ‌ ‌ ‌ مرغ دل را ز چه روی سر پرواز امشب
گشت چون داغ دلم از حد اندازه برون ‌ ‌ ‌ کاوش دیده کند گریهٔ من باز امشب
گل زند چاک گریبان و فغان بردارد ‌ ‌ ‌ عندلیب ار شنود از لبم آواز امشب
باده بردار ز مجلس که ز بسیاری ناز ‌ ‌ ‌ بزم را گرم کند شعشعهٔ من باز امشب

باده لبریز کن و داد فراغت بستان
گشت مخفی چو ترا کار خدا ساز امشب

ردیف تا

در طراوت هیچ باغی به ز باغ گریه نیست ‌ ‌ ‌ پرتو خورشید روشن چون چراغ گریه نیست
می‌کشان اشک ندامت زانکه هنگام برات ‌ ‌ ‌ نشئهٔ آسودگی جز در ایاغ گریه نیست
دیده‌ها لبریز خوناب است و از افسردگی ‌ ‌ ‌ همچو ابر نوبهارا نم دماغ گریه نیست[1]
جستجو کردم بسی با عندلیبان چمن ‌ ‌ ‌ یک گل خندان بگلشن همچو داغ گریه نیست

دیده چون ابر بهارم پر ز اشک ایام را
مخفیا از بی‌دماغیها دماغ گریه نیست

گرچه[2] من لیلی لباسم دل چو مجنون در هواست ‌ ‌ ‌ سر بصحرا می‌زنم لیکن حیا زنجیر پاست

۱ در دماغ گریه افسردگی نیست زیرا که بعد از ابر بهاران خزان میشود ۱۲

۲ این غزل در هر دو نسخهٔ قلمی که برای مقابله پیش نظر بودند یافته نشد ۱۲ مصحح

بلبل از شاگردیم شد همنشین گل بباغ — در محبت کاملم پروانه هم شاگرد ماست

در نهان خونیم ظاهر گرچه رنگ نازکم — رنگ من در من نهان چون رنگ سرخ اندر حناست

بسکه از غم بردن انداختم بر روزگار — جامهٔ نیلی کرد اینک بین که پشت دو تاست

دختر شاهم ولیکن رو بفقر آورده ام
زیب و زینت بس همینم نام من زیب النساست

ز تاب آتش عشقت شمع بدن میسوخت — ز سوز شعلهٔ آهم دل سخن می سوخت

اگر نه آب دم تیغ غمزه ات خوردی — شهید عشق تو تا حشر در کفن می سوخت

بحال زار خرابم تمام شب امشب — ز دیده اشک روان شمع در لگن می سوخت

ز سوز سینه مرا مغز استخوان در پوست — بسان شمع بفانوس انجمن می سوخت

نه شمع بود بمجلس نه عشق پروانه — که شمع اهل محبت در انجمن می سوخت

سحاب دیده نمی زد اگر بر آتش آب — ز سوز عشق دل و جان مرد و زن میسوخت

کجاست آتش عشقی که از حرارت آن — نسیم باد به اندیشهٔ وطن می سوخت

غلام همت بلبل که دوش تا دم صبح — ز برق شعلهٔ آهش گل چمن می سوخت

چه آتش است محبت که روز و شب مخفی
نهان ز محرم و بیگانه کوهکن می سوخت

تا شیوهٔ نازت بدلم روز فزون است — فکرم همه رسوائی و اندیشه جنون است

ناصح ره خود گیر که مجنون غمش را — در راه طلب جیب بصد پاره خنگون است

بس خون جگر ریخته ام از سر مژگان — وادی فراغت همه آغشته به خون است

چند آنکه رفوی کنمش باز شود چاک — این زخم جگر از حد اندازه برون است

بیهوده مکن سعی که مخفی نه کند سود
آنرا که ز تقدیر ازل بخت زبون است

ناوک بیداد چندین غمزه را در کار نیست — کودکی کز یک نگاه خشمگین افگار نیست
بسته حرفی که مجنون جانب لیلی ندید — باورم ناید که عاشق طالب دیدار نیست
حسن هر جا جمع آید با پریشانی زلف — چشم اگر آئینه با خود طالب دیدار نیست
هر که در بزم محبت بادهٔ بر لب نهاد — گر فلاطون زمانست تا ابد هشیار نیست

تا بکی در زاهدی مخفی فریب خود دهی
نیستی مومن ترا گر سبحه و زنار نیست

می رسد مایهٔ صد ناز طلبگار کجاست — می فشاند نمکی سینهٔ افگار کجاست
عقل مغلوب و جنون غالب و بس حوصله تنگ — گرم شد دار انا الحق کشش دار کجاست
من گرفتم که بر افتاد نقاب از رخ دوست — کو دل و حوصله و طاقت دیدار کجاست
صبحدم باد صبا در چمن این گفت و گذشت — بلبل دل شدهٔ و رونق گلزار کجاست
با خرد بار نگردد دل سودازدگان — سر که شد بار بدن قوت دستار کجاست
ملک تا قافلهٔ عمر برد هر نفسی — یوسفی بر سر بازار خریدار کجاست

دل ز دستم شد و جان تیز بدنبالش رفت
بهر یک جرعهٔ می خانهٔ خمار کجاست

هر که با سنگ ملامت همچو مجنون خو گرفت — پیش ارباب نظر چون گوهر آب رو گرفت
دام کس هرگز نه گیرد در بیابان وحش و طیر — دست اعجاز محبت گردن آهو گرفت
بر ندارم سر اگر صد خضر آید بر سرم — بسکه راحت چشم من از گریه بر زانو گرفت
بادشاه حسن آخر شد اسیر قید زلف — تیره روزی آفتابی را بدام مو گرفت
آرزوی سایهٔ ما می کند فر همای — مرغ دل تا آشیان در سنبل گیسو گرفت
تاب پیچ و تاب خورشید جهانتابش نداشت — رفت چین زلف و جا در گوشهٔ ابرو گرفت
عاقبت از شیوه‌های چرخ کج خرام — مخفی بیچاره رفت و از جهان یکسو گرفت

مژده ای دل که ز غم وقت نجات آمده است
یا اندر خانهٔ جان شمع حیات آمده است

نیست اندیشهٔ انسان و ملک راگذری
پیش حسن تو پری بس بزکوة آمده است

گرد چاه ذقنت تشنه لب و سوخته جان
سبزهٔ خط زپی آب حیات آمده است

شربت تشنه لبان جز لب شیرین تو نیست
این دهانت ز ازل حب نبات آمده است

چیست این سوزش من شمع صفت تا بسحر
شعله را بر جگرم گریه برات آمده است

بسکه بر درد دلت شرح نوشتم مخفی
عاجز از درد دلت کلک و دوات آمده است

محنت درد جدائی که ز حد بیرون است
دیده لبریز سرشک و جگرم پر خون است

خوش فریبنده نگاهیست که در کشور عشق
هر کرامی نگرم کوهکن و مجنون است

نگسلد یاد ترا سلسلهٔ ناز و نیاز
آتش عشق من و حسن تو روز افزون است

ریخت خوناب دل از دیدهٔ مخفی چندان
در بیابان محبت که سراسر خون است

دیدهٔ کو که پر از حسرت دیدار تو نیست
سینهٔ کو که دران مرغ گرفتار تو نیست

گر ز خوناب جگر آب دهد آب حیات
رونق گل بجز از گوشهٔ دستار تو نیست

گر بود پیر حرم ما من ایمان نبود
رشتهٔ سبحه گرش رشتهٔ زنار تو نیست

برنتابد ز خجالت ز پس کوه حجاب
آفتابی که پس سایهٔ دیوار تو نیست

جان و دل داده بسودای تو مخفی دگذشت
آدمی نیست هر آنکس که خریدار تو نیست

ز دانش نام بردن ننگ عشق است
جنون زینت ده اورنگ عشق است

چه حاصل شد مرا کام دل از عشق
سر صلحم کجا با جنگ عشق است

مزن فرهاد تیشه بر دل کوه
که آتش ها نهان در سنگ عشق است

زبیرنگی مزن دم در محبت — که عالم گونه از رنگ عشق است

قدم فهمیده نه مخفی درین راه
جهان یک میل از فرسنگ عشق است

زسوز عشق تو زان گونه دردش تن میسوخت — که هر نفس ز تف سینه پیرهن می سوخت
حدیث عشق ترا تا نوشت می کردم — سپند وار نقط بر سر سخن می سوخت
درون سینه چنان در گرفته بود آتش — که آه در جگر و ناله در دهن می سوخت
شهید عشق ترا شب بخواب می دیدم — که همچو شعلهٔ فانوس در کفن می سوخت
ز آه نیم شب و نالهٔ سحر گاهی — ستاره بر فلک و غنچه در چمن می سوخت

زسوز سینهٔ مخفی شد این قدر معلوم
که همچو خس مژه اش در گریستن میسوخت

ایکه در عهد جمالت عشق بی بنیاد نیست — در جهان یکدل ز قید زلف تو آزاد نیست
هیچکس از دست جورت در جهان دادی نیافت — آری آری در طریق خوبرویان داد نیست
تهمت عشق است بر فرهاد و مجنون بسته اند — دام تزویری بود عشقی که مادرزاد نیست
نازنینان را دلا شاه و گدا یکسان بود — در محبت امتیاز خسرو و فرهاد نیست
لب ز گفت و گو ببند ایدل که از گلزار عشق — بلبلان را حاصلی جز نالهٔ و فریاد نیست

مرد مخفی از غم هجر و نکردی یاد او
یاد باد اینکه هیچ از دوستانت یاد نیست

بی گل روی تو یکدم زنده بودن مشکل است — همیشت ای شوخ ستمگر کشته بودن مشکل است
سهل باشد اشک ریزی همچو ابر نوبهار — خنده بر لب دیده خونبار بودن مشکل است
نیست مشکل همنشینی دلبران پر عتاب — پیش تیغ هجر او جولان نمودن مشکل است
بی وصال دوست دشوار است بر من زندگی — سوزن الماس را با دیده سودن مشکل است

درطریق عشق رو کردن بوادی کار نیست
رو بروی غمزهٔ دلدار بودن مشکل است

یک نظر دیدم ترا دیوانه و مجنون شدم
پیش چشم مست تو هشیار بودن مشکل است

منم که محنت و غم را ز من جدائی نیست
به بزم عافیتم هیچ آشنائی نیست

صبا به بلبل شوریده گو که در رهِ عشق
مجال دم زدن و جای خودنمائی نیست

بمجلسی که نباشد شعاع رخسارت
گر آفتاب بود شمع روشنائی نیست

من و نجات ز دام ملامتت هیهات
که در طریق محبت گره کشائی نیست

مرو بصومعه مخفی برو به میکدهٔ
که نزد اهل حقیقت چو بینوائی نیست

امشب بخیالت دل من فکر دگر داشت
مانند سمندر همه شب جا بشرر داشت

پروانه صفت سوختم از آتش شوقت
با آنکه ز چشمِ ترِ من شعله حذر داشت

امروز نسیم سحری باد سموم است
چون دوش بوادی جنون تو گذر داشت

یعقوب صفت دیده به بست از همه عالم
هر کس نفسی روی تو در مد نظر داشت

تا حشر نمیرند شهیدان ز تمنا
آب دم شمشیر تو تاثیر دگر داشت

دی لطف نمودی که گذشتم ز کنارت
امروز بخونم نگهت بسته کمر داشت

طی کرد بیک چشم زدن عالم هستی
هر کس که براهِ طلبت پای ز سر داشت

با غمت همواره بر من صحن گلخن گلشن است
آری آری بتکده پیش برهمن گلشن است

بسکه چون یعقوب گریم از غم و اندوه هجر
از سرشک دیدهٔ من جیب و دامن گلشن است

جای هر مو بر بدن صد داغ می باید ز عشق
زانکه داغِ عاشقی بر جان و بر تن گلشن است

نیست دل را آرزوی باغ و سیر گلشنی
طالبِ دیدار را وادی ایمن گلشن است

باغبان گر راهِ گلشن بست مخفی باک نیست
عندلیبان چمن را عکس گلشن گلشن است

هیچ کاری نازنینان را بجز از ناز نیست
زانکه شاهان را بکاری چون شکار باز نیست

پیش فانوس خیالت ره نیابد تا ابد
هر که چون پروانه با شمع غمت دمساز نیست

از طپیدن گر فرو ماند دلم نبود عجب
بلبل بی بال و پر را طاقت پرواز نیست

مژدهٔ وصل تو کار صد مسیحا کرد لیک
در زبانت زنده کردن مرده را اعجاز نیست

در فراق تو چه گویم می گذارم با کسی
غیر دردت نیست همدم جز غمت دمساز نیست

مخفیا بیهوده است از غیر چندین شکوه چیست
دشمنی دیگر ترا چون دیدهٔ غماز نیست

باز امروز دلم سوی خراسان رفته است
رشتهٔ کفر بدست و بایمان رفته است

ناله بر درد دلم محرم بیگانه کنند
گر بگویم که چه بیداد ز هجران رفته است

رشک بستان ارم گشت مرادامن حبیب
بسکه خون جگر از دیده بدامان رفته است

نور پیدا نه کند چشم تمنا ز نسیم
بوی پیراهن یوسف سوی کنعان رفته است

هر جفائی که بمن کرد فلک مخفی نیست
چاک باقیست مرا گرچه گریبان رفته است

مرغ دل من صید حرم خانهٔ عشق است
زنهار مپندار که بیگانهٔ عشق است

خوبان نگشایند بجز گره سر زلف
دست طلب شوق مگر شانهٔ عشق است

ای وای برآنکس که لبالب ز درد ست
ای وای بران دل که نه پروانهٔ عشق است

چندین سخن عشق که گفتند و گذشتند
در مذهب عشاق یک افسانهٔ عشق است

مخفی من و این گوشهٔ ویرانه که در دهر
معموره همین گوشهٔ ویرانهٔ عشق است

هر که در جام تمنا بادهٔ گلرنگ ریخت
بر سر اهل حسد از قصر عشرت سنگ ریخت

ناله را تاثیر دیگر بود باز امشب مگر
قطرهٔ از بادهٔ عشق تو بر آهنگ ریخت

پیش ارباب جواهر قیمت جوهر شکست
تا در معنی نگارم از دهان تنگ ریخت

گرچه خوبان جمله خونریزند اما غمزه ات
خون صد فرهاد و مجنون را بهر فرسنگ ریخت

بس بمژگان طلب کردم شگاف کوهسار
در دل خارا ز خون دیده مخفی رنگ ریخت

مرغ دل را گلشنی بهتر ز کوی یار نیست
طالب دیدار را ذوق گل و گلزار نیست

هر کرا در پای دل زنجیر از زلف تو نیست
گرچه آن منصور باشد محرم اسرار نیست

گرچه سرتاپای من درد ست اما سینه را
مثل درد هجر از درد دگر آزار نیست

گفتم از عشق بتان ایدل چه حاصل کردهٔ
گفت ما را حاصلی جز نالهای زار نیست

نه ز شادی شاد باشم نه ز غم آزرده ام
پیش اهل دیده فرقی در گل و در خار نیست

چند ریزی خون دل مخفی برای مهوشان
ریختن بر خاک گل را شیوهٔ عطار نیست

در طریق عشق آیین من و مجنون یکیست
از جنون درد دلم را نشتر و افسون یکیست

کرد خوار از بس دلم تا تلخی ایام هجر
در مذاقم زهر ناب و بادهٔ گلگون یکیست

بی سبب مجنون وطن در گوشهٔ ویرانه داشت
بر گرفتاران قفسهای خانه و هامون یکیست

ساقی و بزم و شراب و باده خوناب جگر
تشنهٔ جام محبت را شراب و خون یکیست

خواه در صحرا بود خواهی بدریا مسکنت
مخفیا اهل جنون را وادی و جیحون یکیست

یارب این پرتو خورشید ز کاشانهٔ کیست
یارب این آفت جان همدم و همخانهٔ کیست

بادهٔ لعل لبت را که بما الفت نیست
بزم آرای که در بادهٔ و پیمانهٔ کیست

یارب آن ماه رخ و بادشهٔ کشور حسن
دوش بر دوش که او گوهر یکدانهٔ کیست

گفت افسانهٔ بسیار و ندانست کسے
که درین انجمن آن مائل افسانهٔ کیست

دارد امروز بمن گرچه نگاهے گرمی
تا گرفتار که او مونس جانانهٔ کیست

عندلیبان به نگاهے دل خود باخته اند
یارب این دلبری از نرگس مستانهٔ کیست

شمع هنگامهٔ ما خنده زنان گلریز است
میهمانی که وهم صحبت پروانهٔ کیست

شد بامید همین خانهٔ عمرم ویران
گر ز سر لطف بپرسی که تو پروانهٔ کیست

گفتمش مخفی سودازده دیوانه است
گفت مخفی چه کس و عاشق و دیوانهٔ کیست

محرمی کو تا بگویم قصهٔ آن مکاره چیست
باعث چندین ستم بر خانمان آواره چیست

می رباید جذبهٔ عشق تو دل را از کفم
در جنون رسوا شدن جرم من بیچاره چیست

گر نباشد ذوق معشوقی و عاشق پروری
خوبرویان را بسوی عاشقان نظاره چیست

در دل گل گر ندارد نالهٔ بلبل اثر
در چمن این سرخی رخسار و جیب پاره چیست

گر نه ترک ناز او لب تشنهٔ خون من است
مردم از تیغ نگه بیداد آن بیچاره چیست

من ماهی آبی که حبابش همه خون است
لب تشنهٔ جامی که شرابش همه خون است

هر کس نه برد ره بسوی دشت محبت
اکلش همه زهر است و شرابش همه خون است

اے خضر تو و چشمهٔ حیوان که اسیران
نوشند ازان چشمه که آبش همه خون است

هر بوالهوسے را نرسد لاف محبت
با شبنم آن گل که گلابش همه خون است

بس ریخته خون دل مخفی تو ز بیداد
هر جا که رود یا بر کابش همه خون است

حسنت نگی تازه بداغ دل ما ریخت
سودای تو شورے بدماغ دل ما ریخت

زان بیش که روشن شود این شمع محبت
از عشق تو روغن بچراغ دل ما ریخت

مفلس شده ایام ز بس سوده الماس
بر سینهٔ مجروح و بداغ دل ما ریخت

می داد چو ساقی طرب مے بحریفان
خونابهٔ حسرت به ایاغ دل ما ریخت

هر زهر که در ساغر غم بود مهیّا
دوران همه کام فراغ دل ما ریخت

مخفی ره وادی چو گلستان ارم شد
بس خون جگر غم بسراغ دل ما ریخت

باغ و بهار آب روان این شمار چیست
دلبر بکام و باده بکف انتظار چیست

فرصت شمر غنیمت و داد نشاط ده
حیران این مباش که انجام کار چیست

ممکن چو نیست دیدن آئینهٔ مراد
چندین شکایت از ستم روزگار چیست

بهر دو روزه عمر که این نیز مبهم است
اندیشه‌هاے باطل این کار و بار چیست

گر خون دل ز دیده تراوش نداشتی
سیلاب خون ز دیده مرا در کنار چیست

اے دل بدست محنت و غم گر زبون نهٔ
چون بیدلان ز درد دلم ناله زار چیست

مخفی بقدر طاعت ما گر عطا دهند
در روز حشر رحمت پروردگار چیست

باده نوشیم و لے از کف جانانه مست
نشهٔ خاص دهد صحبت همخانه مست

نیست در صحبت دیوانه ره اهل طرب
عافیت می طلبی رَو بر فرزانهٔ مست

همه افتادهٔ و مخمور خرابات شدیم
پُر کن اے ساقی هشیار تو پیمانهٔ مست

باغبان منت مهتاب مکش در شب تار
شمع گلزار بود نرگس مستانهٔ مست

پیش اصحاب خرد تا بکی از بیخردی
نقل مجلس کنی ای مست تو افسانهٔ مست

زملامت نمکی بر دل افگار زدم
پستهٔ شور بود لازم بیگانهٔ مست

مخفی از فیض جنون شیوهٔ هشیار گرفت
تا خرد باز کند صحبت دیوانهٔ مست

دریاست بیکران و سفر غیر موسم ست
کشتی شکستهٔ و طوفان مسلم است

در جستجوی شاد روانی بملک غم
ای دیده همتی که دل از سینه عازم است

ای اشک همتی که ز دریوزه عار نیست
مفلس همیشه منتظر خوان منعم است

مخفی فریب گریه مخور دیده باز کن
محرم بنکتهٔ ز مقالات محرم است

از شعله های آه مرا خانه روشن است
روشن مکن چراغ که کاشانه روشن است

خواهی چراغ باشد و خواهی نه در چمن
گلها ز عکس نرگس مستانه روشن است

نازم بفیض باده که شبهای تیره دل
دلها ز عکس ساغر و پیمانه روشن است

افشای راز من مکن ای اشک زینهار
دردم به پیش محرم و بیگانه روشن است

تا آفتاب حسن بعالم طلوع کرد
مخفی چراغ عاقل و دیوانه روشن ست

نیست محراب دلم را جز خم ابروی دوست
هر کسی را قبله باشد قبلهٔ ما روی دوست

مطلبی دیگر ندارم ز آمد و شد در چمن
میکنم عمر گرامی صرف جستجوی دوست

گوش کن ایدل ز من حرفی چو در گوش کس
قوت روح آمد شنیدن حرف گفت و گوی دوست

در شکنج زلف مرغ دل چنان گیرد قرار
گر نسیم غمزه گرداند پریشان موی دوست

گر برنجد خلق و عالم از تو مخفی باک نیست
باشدت یکجو امید لطف اگر از سوی دوست

تا باد صبا را بگلستان گذرے ہست — مرغان چمن را بره گل نظرے ہست
نومید نباید شدن از گردش ایام — ہر شام که آید ز پئے آن سحرے ہست
بنشین نفسے بلبل شوریده که امروز — با نالۂ زارے دل من ہم اثرے ہست
گر شربت وصلت بلب تشنه ندادند — بیمار غم عشق ترا چشم ترے ہست
چشمم بره قافلۂ بوے وصال ست — در کوے تو از باد صبا تا خبرے ہست

بیداد مکن این همه بر جان اسیران
اندیشه نما غیر تو ہم دادگری ہست

آن غنچه که نشگفت بباغ ہوس ماست — مرغی که ندیده رخ گل در قفس ماست
مادر دکشان ره عشقیم درین راه — آن ناله که جانسوز بود در جرس ماست
نے روے بپس گشتن و نی رفتن پیش ست — آگر فته ز پس محنت و غم پیش و پس ماست
ہان ہمنفسان ما سگ عشقیم که دائم — زنجیر جنون زینت طوق مرس ماست

ہر شام و سحر تیر دعا بر ہدف از چیست
مخفی نه اگر مرغ دعا در قفس ماست

مرده باد آن دل که از جام بقا مدہوش نیست — بسته به آن لب که از گفت و شنو خاموش نیست
نوعروس عافیت ہرگز نگیرد در کنار — دست خواہش ہر کرا با سرو قد آغوش نیست
نیست یکجو ہم اگر گر بنده پیغمبر بود — پنبۂ غفلت اگر بیرون ترا از گوش نیست

چند روزی با غم و محنت بساز و لب ببند
ہیچ نیشے نیست مخفی کز پئے آن نوش نیست

ره بوادی چون نہادم عشق باکم بهتر است — نالہاے زار و آه درد ناکم بهتر است
دل که در راه محبت پیشۂ مجنون گرفت — دیده پر اشک ندامت سینه چاکم بهتر است
غم قوی محنت فزون و دل بغایت ناتوان — اے اجل زین زندگانی بس ہلاکم بهتر است

منکه بیمار شرابم بر لبم شربت چه سود
جاے شربت بر لب من آب تا کم بهتر ست

گشته ام چون از امید خویش مخفی منفعل
با هزاران حسرت اندر زیر خاکم بهتر ست

آفتاب عشق شمع ما فسرد آتش است
سرخی رخسار ما از آب خورد آتش است

پرتو نور تجلی وادی ایمن بسوخت
عشق هر جا جلوه گر شد آب در آتش ست

ساقیا در بزم مستان گرمی بازار چیست
انچه در مینا نشست از صاف دُرد آتش ست

چون سمندر جا بآتش کن که مخفی روز حشر
هر که رو آرد بجنت بیم خورد آتش است

مجنون ترا خانهٔ بویرانهٔ عشق است
هر جا که وطن ساخت جنون خانهٔ عشق است

هر کس بتکلم لب رازے بکشاید
گر محرم راز است که بیگانهٔ عشق است

گر زهر هلاهل خورد آن آب حیات است
آنرا که بدل نشئهٔ پیمانهٔ عشق است

تسکین ندهد آب حرارت کش مے را
این شعلهٔ جانسوز زخمخانهٔ عشق است

هر ذرهٔ موجود که در ملک وجود است
در پرده همان بلبل و پروانهٔ عشق است

در انجمن شوق نیا بد ره مقصود
دیوانه صفت هر که بویرانهٔ عشق است

از سینه برون آر و ته خاک برافگن
مخفی دل افسرده که بیگانهٔ عشق است

کو دلی تا تو کنم با ناله پیمانی درست
در چمن یک گل نمایم با گریبانی درست

چاک زد چندان صبا پیراهن گل را که نیست
عندلیبان چمن را آه و افغانی درست

بس تنور گرم همت سرد شد در روزگار
نیست ارباب محبت را ته نانی درست

دید و محو جلوهٔ خود دل شکنج دام زلف
تازه میخواهد کند با کفر ایمانے درست

خون دل باید ترا نوشید مخفی همچو کوه
تا برآری گوهر سیراب از کانی درست

بسینه ز آتش عشقت چه داغهاست که نیست
بدل ز ناوک هجرت چه زخمهاست که نیست

مرا بسوی تو هر نامهٔ که باید هست
همین نوشته در آخر مدعاست که نیست

ز هر چه یاد نمایم بعهد تو پیداست
به دور حسن تو پیدا همین وفاست که نیست

بسی ز محرم و بیگانه با تو شد همراز
ولیک محرم راز تو آشناست که نیست

هزیر خاک نهانی ره تو خواهم دید
بچشم اهل نظر سرمهٔ حیاست که نیست

فسانهٔ غم مجنون بدهر مشهور است
دگرنه در خم زلفت دلی کجاست که نیست

ز پایمال حوادث گلی نشد خندان
بباغ عیش تو مخفی ره صباست که نیست

چشمم بجمالیست که آتش شرر اوست
خورشید جهان ذرهٔ از خاک در اوست

پروانه باز آتش فانوس بسوزد
افروخته صد شمع نهان زیر پر اوست

محمل نکند گم به بیابان ره مقصود
تا جذبهٔ سودای جنون راهبر اوست

آزرده مشو از ستم یار که از ناز
بیداد در آئین محبت هنر اوست

یک مو ز میانش به کفم بیش نیاید
عمریست که دست هوسم در کمر اوست

بجز خون نچکد اشک ز چشم تر مخفی
تا حشر ز بس زخم بهم در جگر اوست

جستجو کم کن که راه عشق را منزل گم است
لب ببند از گفتگو کانجا جرس را دل گم ست

محمل لیلی نه تنها بر سر مجنون شتافت
راه عشق است اینکه در هر گام صد محمل گم ست

جان باعجاز محبت ده که از تیغ نگاه
ریخت خون عالمی واز نظر قاتل گم ست

چشم معنی بر کشا ای دل که مثل آفتاب
زیر هر یک خرقهٔ صد مرشد کامل گم ست

لاف دانائی مزن مخفی که در وادی عشق
زیر هر سنگی چو افلاطون بسی کامل گم است

در مذهب ما دم زدن از ذوق حرام است
بیگانه زاندوه شدن شیوهٔ عام است

در گوشهٔ ویرانه وطن ساخته گانیم
چون جغد ندانیم که معموره کدام است

ساقی بده آن باده که از روز نخستم
لبریز ز خون جگرم ساغر و جام است

ما شیشهٔ ناموس شکستیم حریفان
کوته نظرست آنکه گرفتار بنام است

در دهر ز قید تو نماند دلے آزاد
چون یاد تو صیاد و سر زلف تو دام است

دادیم به سودائے تو مردانه دل خویش
ارباب خرد راز جنون باز سلام است

مخفی بستان کام دل از ساغر و ساقی
امشب که ترا دور ایام بکام است

منم که پرتو حسنت روان جان من است
بجاے مغز محبت در استخوان من است

همائے همت شوقم چو بال بکشاید
صفائے کنگرهٔ عرش آشیان من است

مبین بچشم حقارت مرا که وقت سخن
حدیث کون و مکان رائج از دکان من است

ز بهر نام چه جدو برائے ننگ چه جهد
چو عنقریب نه نام ست و نی نشان من است

درون خانهٔ هستی چو نقش دیوارم
که مهر لا و نعم زینت مکان من است

زبان بشکوه کشودن ز غیر بیخبر دلیست
مرا که دشمن جانی همین زبان من است

مبین رواج ز جنس کساد بازاری
که نقد کون و مکان رائج دکان من است

نغان بلبل شوریده در چمن مخفی
ز روے درد و الم صبح از فغان من است

باز طوفان سرشکم ره صحرا برداشت
از دلم مشق جنون نقش تمنا برداشت

کودکان سنگ ملامت بکف آرند که باز
عشق زنجیر گرفتاریم از پا برداشت

آفتابیست محبت که بدستیاری آن
از ته زاغ توان بیضهٔ بیضا برداشت

حسن چون باغ جنانست که در آن نگاه
هر که شد محو نگه فیض تماشا برداشت

سر فرو بردن آبست که جز غواصی / چین ابرو نتوان از رخِ دریا برداشت

سرگرانم ز خمار مئے عشقی که اجل / از گرانی نتواند سرم از جا برداشت

تهمت عشق نه پیراهن یوسف بدرید / پرده از عصمت ناموس زلیخا برداشت

سایه افگند همایش نه تنها بر سر / هر که چشم طمع از دیدن عنقا برداشت

ره بمنزل نبرد تا به قیامت مخفی / هر که امروز نه زاد ره فردا برداشت

مرغ دل را در محبت قید صیادی بس است / طفل صاحب فهم را تعلیم استادی بس است

نشگفد گر غنچه و گل در چمن گو نشگفد / بهر فغان عندلیبان سرو آزادی بس است

گر بود مردی تصرف از برائے شوهری / نوعروس دهر را دیدار دامادی بس است

طرهٔ حسن بتان را حاجت مشاطه نیست / شانهٔ گیسوی سنبل جنبش بادی بس است

ازدیاد دوستی در نامه و پیغام نیست / دوستان را دوستی از دوستان یادی بس است

ضعف اگر غالب نباشد از هجوم غم چه غم / تشنه گر باشد جهان سیلی غور بادی بس است

نالهاے کوهکن در بیستون از بید لیست / درد مند عشق را انداز فریادی بس است

چون بنائے طاق کسری رو بویرانی نهاد / طاق ایوان هوس را طرح بنیادی بس است

گر تهیدستم ز اسباب جهان مخفی چه غم / حاصل کون و مکان عشق پریزادی بس است

شراب جذب محبت به محمل افتاد است / که ذوق دیدهٔ مجنونش در دل افتاد است

ز آب دیدهٔ مجنون نهان بهر گامے / هزار ناقه درین راه در گل افتاد است

چرا نه شعلهٔ آهم بود جهان افروز / بسینه آتش عشقی مقابل افتاد است

میان آتش و آبم چو شمع پروانه / ز سوز و گریه مرا کار مشکل افتاد است

نسیم غنچه کشا را مجال رفتن نیست / بصحن باغ ز بس مرغ بسمل افتاد است

گذشت فصل بهار و هنوز نرگس ما | بباغ مست غرورست و غافل افتادست

چگونه صحبت مخفی بعقل آید راست
که خودپرست و تهیدست و جاهل افتادست

ای آنکه ز حسنت برخ شمع شعاع است | پروانهٔ سودای تو سرگرم سماع است
چون پنجه زند شانه دران زلف که از ناز | بس گشته مسلسل خط تعلیق و رقاع است
چون تیغ کشد عشق بخونریزی عشاق | هر کس که نهد سر بکف دست شجاع است
رو پنبه ز گوش و دهن شیشه برون کن | وانگه بگشا لب که دهن تشنهٔ صداع است
نقد آر ز لیخا بکف شوق که بسیار | در قافلهٔ شوق ازینگونه متاع است
نازم بسر همت پروانه که در عشق | جان دادهٔ و پر سوختهٔ و گرم سماع است

نور بصر و قوت پا رفت تو مخفی
در فکر سفر باش که هنگام وداع است

نرگس اسیر خواب ز نیم نگاه اوست | سنبل به پیچ و تاب ز زلف سیاه اوست
بلبل ز عافیت بگلستان نشان مخواه | باغیست باغ عشق که محنت گیاه اوست
نازم بحکم عشق که هر سو ز افتخار | بر مرگ سر نهاده شهان از کلاه اوست
اندیشه را بدرگه ناز تو راه نیست | از بس فتاده بر سر هم دادخواه اوست

کنعان دهر خانه خراب ست کز ستم
چندین هزار یوسف مخفی بچاه اوست

تا زلف تو پیچ و تاب بشکست | رنگ از رخ آفتاب بشکست
حسنت نمکی بزخم دل ریخت | پیمانهٔ خورد و خواب بشکست
ساقی طرب ز بزم ما دوش | صد شیشه ز اضطراب بشکست
بدست من از تنگ شرابی | خمهای پر از شراب بشکست

پاے طلسم بگل فرو ماند — پس آبلۂ پر آب بشکست
در موج خیال کشتی عمر — مانند دل حباب بشکست

مخفی بہ ہواے باغ تا کے
بازار گل و گلاب بشکست

بارہا شب آتش شوق تو داغم کردہ است — بادۂ عشق تو از نو درد ایاغم کردہ است
بوے سوداے جنون می آید امروز از صبا — دوش گویا رہگذر بر طرف باغم کردہ است
نیم تاریکی نہ دارم در شب یلداے غم — کاتش سوز درونم چون چراغم کردہ است
آشنائی با غم جانان مرا امروز نیست — در عدم این بادہ را غم در ایاغم کردہ است

بر تنم بی داغ غم مخفی سر موے نماند
آتش غم ہر نفس صد بار داغم کردہ است

ز آتش عشق تو بر دل تازہ داغم آرزوست — درد سوداے تو از نو درد ماغم آرزوست
بسکہ در دل شعلۂ عشق تو دارم شمع وار — از بن ہر موی روشن یک چراغم آرزوست
تا ز دردِ ہجر فریادے بکام دل کنم — دیدہ لبریز سرشک و صحن باغم آرزوست
زان شراب بیخودی خواہم کہ لا یعقل شوم — کز شر و شور جہان یکدم فراغم آرزوست

نیست مخفی نشۂ آسودگی در جام مے
پر ز خوناب جگر بر لب ایاغم آرزوست

زخم ست زخم عشق کہ مرہم پذیر نیست — زخم محبت ست بلی زخم تیر نیست
ذوق بہار وصل نیابد تمام عمر — آن بلبلے کہ در غم ہجران اسیر نیست
بیحاصل ست ہمچو کلوخ کنار کشت — خاکے کہ از شراب محبت خمیر نیست
اے کوہکن میا بہ بیابان کہ نزد عشق — خوناب دل بجوی روان کم ز شیر نیست
بستر ز بوریاے حقیقت [illegible] نمی سزد — آنکس کہ در لباس شریعت فقیر نیست

مخفی زگفتگوے حقیقت خموش باش
چون عندلیب گلشن عفت صفیر نیست

هیچ بلبل زگلے بوے وفا نشنیده است — بلکه این بو ز چمن باد صبا نشنیده ست
دیده نگشاے بجز دیدن آئینهٔ صنع — که دران هیچکس از روے ریا نشنیده ست
همتم بین که شد از دست مرا کار و هنوز — گوش دل از لب من حرف دعا نشنیده است
پیر شد عمر من در عشق تو گردید جوان — در خزان کس بچمن نشو و نما نشنیده است

مخفیا جاذبهٔ شوق رساند به مشام
بوے وصل ارچه کس از باد صبا نشنیده است

درد یکه در آئین وفا همره جان نیست — دردیست که این قابل پیدا و نهان نیست
از بخت سیه شکوه مرا نیست که چون نیست — روز طربم همچو شب ماتمیان نیست
اے خاک بران سر که براه تو نشد خاک — اے واے بران دل که ز دردت بفغان نیست
گر قدر شناسی در اشک سحری را — زینگونه درے در صدف سینه دکان نیست
باز لف دل آشوب زیبا سلسله مگسل — کین قاعده در سلسلهٔ پیر و جوان نیست
تا چند زنی تیر نگه از خم ابرو — مجروح ترا حوصلهٔ تیر و کمان نیست
خوش باش دلا! همه غمها که درین دهر — شه را و گدا را ز دم مرگ امان نیست
رو سوے قفا پر شده از اشک ندامت — آن دیده کدامین که بحسرت نگران نیست

نومید مشو مخفی و مردانه قدم نه
هر چند که از منزل مقصود نشان نیست

هنوزم ز آب دیده دجله هست — نهان در دود آهم شعله هست
بسر هر خار مجنون غزاله هست — بوادی تا ز آهو گله هست
زپا منشین که منزل شد نمایان — که از تو تا بمنزل پلّه هست

تهی شد گر ز اشکم کاسهٔ چشم
نهان از دیده در دل دجله هست

مکن مخفی طمع در اطلس شاه
ترا از دلق کهنه جامهٔ هست

پروانه صفت ز آتش دل بال و پرم سوخت
چون شمع شب هجر ز پا تا بسرم سوخت

در بزم وصالت دلم از ساغر حیرت
نوشید شرابی که ز گرمی جگرم سوخت

بس آتش سودای تو سر زد بدماغم
در آب روان مردمک چشم ترم سوخت

بلبل ره خود گیر که در گلشن امید
کز بوی گل تازه ز آهِ سحرم سوخت

مخفی ز شرر بوده مگر باده ات امشب
کز شعلهٔ آن مشت خس خشک و ترم سوخت

بروز واقعه صبر از کمال دانائی ست
بکهنه کار نظر کردن از شناسائی ست

نظر بعیب کسان از کمال بی بصریست
بعیب خویش نظر کن که عین بینائی ست

بجستجوی ره محنت گزین که طالب را
مقیم کوه و بیابان شدن تن آسائی ست

درِ مراد چو بستد بجهد نکشاید
کلید قفل در آرزو شکیبائی ست

بهر دیار که مخفی ز روی استغنا
جنون بجلوه در آید خرد تماشائی ست

باز در سینهٔ من نالهٔ آوازی هست
عشق را با دل من خفیه مگر رازی هست

ای خزان دست ستم باز کش از رونق دل
که هنوزش بچمن زمزمه پردازی هست

مرغ دل باز نماند ز طپیدن بقفس
نیست گر بال و پری حسرت پروازی هست

دل عشاق بجز ساز و نوائی نه رسد
تا بقانون جرس زمزمه سازی هست

ره نوردان رهِ عشق جنون را مخفی
نیست گر هیچ دگر دیدهٔ غمازی هست

باز مرغ دل گل آشفتگی بو کرده است — مردم چشم ز گریه کار گیرو کرده است

در محبت شربت راحت مرا بر لب چه سود — عاشق آن باشد که باز هر بلا خو کرده است

زاهد خلوت نشین تا طرهٔ زلف تو دید — رشتهٔ زنار را تسبیح هندو کرده است

وا نشد از ناخن سعیم گره از تار بخت — تا گره از کار من آن چین ابرو کرده است

گاه فرهادم بکوه و گاه مجنونم بدشت — بیخودم مخفی چنین آن چشم جادو کرده است

باز آتش غمزه آتش روی زیبا آتش است — بوالهوس ننشیند که آن بدخو سراپا آتش است

تا نه سوزد خویش را پروانه ننشیند ز پای — مرغ آتش خواره را آری تمنا آتش است

خواه در آتش برد پروانه خواهی رود در آب — از ثری مر عاشقان را تا ثریا آتش است

گر سمندر طینت است و گر بود ماهی مزاج — در سر اهل هوس از عشق سودا آتش است

کی تواند چشم موسی تاب دیدار آورد — کز تجلی شعاع کوه سینا آتش است

هیزم بس شعله در دل آتش سودای عشق — بلبلان را در نظر تصویر گلها آتش است

دل کباب از سوزش او دیدهٔ لبریز آب — معجز عشق است یکجا آب و یکجا آتش است

شعله می خیزد ز خاک وادی ایمن هنوز — بسکه از درد جگر از عشق موسی آتش است

زد چنان مخفی محبت آتشی در دل مرا — کز حرارت بر لب من آب دریا آتش است

گر نزد در هجر چشم مختنم از گریه نیست — ناله در دل اندر سینه کم از گریه نیست

خواه ریزد خون دل از دیده خواهی آب چشم — دردمندان محبت را الم از گریه نیست

هجر شد از حد فزون ای دیده اشک حسرتی — درد چون غالب شود بر مرد غم از گریه نیست

او سر ناخن چرا بر پاره‌های دل زند — دوستان گر ناله مرغ حرم از گریه نیست

اشکفد از سیر گلشن زان دل مخفی که هیچ — خندهٔ گل نزد اهل دیده کم از گریه نیست

می روم راهی که هستی رهزن این راه نیست — راه عشق است این دلا گنجایش همراه نیست
از چه رو بر خلق می بندد در بیت الحزن — پیر کنعان گر ز اسرار نهان آگاه نیست
خسروا از خسروی دورست بر فرهاد سنگ — در محبت امتیازی در گدا و شاه نیست
هر که سازد راز پنهان حقیقت آشکار — پیش اهل دانش از اسرار حق آگاه نیست

بر فروزد آه عالم سوز و مخفی شعله‌ای
کآتشی از بهر دشمن همچو برق آه نیست

دلم ز ناله فرو مانده آه من باقی است — بهار رفته و سرسبزی چمن باقیست
به پیش شمع رخت سوختم ز پروانه — هنوز طعنهٔ ارباب انجمن باقیست
مقیم کوی تو جانان کجا رود چه کند — که گر نجا رود لذت وطن باقیست
اگرچه گرگ صفت چرخ یوسف عمرم — ربوده از کف من بوی پیرهن باقیست

ز زخم ناوک مژگان منال ای مخفی
که تیغ غمزهٔ جادوی صف شکن باقیست

آفتاب حسن تو تا عرصهٔ دوران گرفت — رونق بازار حسن از یوسف کنعان گرفت
بر سر هر خار مژگان دستهٔ گل بسته است — بسکه خوناب جگر جا بر سر مژگان گرفت
بر فتاد از گوشهٔ ابروی جانان تا نقاب — آتش شوق محبت شمع را در جان گرفت
ریخت خون بیگناهان بسکه تیر غمزه‌ات — چشم مستت رفته رفته مذهب مژگان گرفت

یافت مخفی در بساط زندگانی کام خویش
هر که کار دهر را بر خویشتن آسان گرفت

بت پرستانیم با اسلام ما را کار نیست — غیر تار زلف ما را رشتهٔ زنار نیست
پیش ازین ای عقل بر من طعن رسوائی مزن — زانکه مستان محبت را ملامت عار نیست
هوسی باید که پای دل نهد بر دار عشق — بوالهوس بنشین که راه کوچهٔ بازار نیست

همدمی گر نیست ای دل روز محنت گو مباش   مونسی زندانیان را بهتر از دیوار نیست
آشنایان را چه پیش آمد مروت را چه شد   کز وفا و آشنائی در جهان آثار نیست
لذّت دردِ محبت را ز بیدردان مپرس   قدر صحت را نداند هر که او بیمار نیست
صبحدم باد صبا می گفت با مرغ چمن   ناله را تاثیر نبود گر دلِ افگار نیست
زادهٔ دردیم و از خون جگر پرورده ایم   کوه هاے غم اگر آید جوی آزار نیست

مخفیا گر وصل خواهی با غمِ هجران بساز
کاندرین گلزارِ عالم یک گل بیخار نیست

این دل غمدیده را امشب نواے دیگر است   زین سر شوریده را در سر هواے دیگر است
الحذر اے نوح از طوفان چشمم الحذر   کاندرین دریاے ما طرز آشناے دیگر است
صد مسیحا عاجز آیند از دواے درد من   زانکه بیمار محبت را دواے دیگر است
نیست آئین شهادت فانی مطلق شدن   کشتگان عشق را هر دم بقاے دیگر است
در سرِ راه محبت بر امید پیرهن   دیدهٔ یعقوب را هر دم ضیاے دیگر است

گرچه دارند عندلیبان هاے و هوی در چمن
مخفیا مرغ دلت را هاے هاے دیگر است

اے حسن تو آرایش صحراے قیامت   وے ناز تو برهم زنِ غوغاے قیامت
گر چهره نمائی ز پس پردهٔ محشر   هنگامه شود گرم تماشاے قیامت
چون وعدهٔ دیدار تو افتاد بمحشر   کار همه افتاد بفرداے قیامت
بر سینهٔ هر کس ز غم عشق تو داغ است   سر دست بران آتش گرماے قیامت

هر روز قیامت گذرد بر دل مخفی
تا چند توان وعدهٔ بفرداے قیامت

دوشب بسینه مرغ دلم اضطراب داشت   با خود ز درد زیست همه شب بپیچ و تاب دخسته

بنما بما جمال و برافگن نقاب خویش
تا کے بزیر پرده توان آفتاب داشت

تا کے توان ز دیده نهان در ضمیر خویش
لخت جگر بر آتش سودا کباب داشت

از اشک دیده شعلهٔ آهم نشان نیافت
امشب ز گریه بس بدویدن شتاب داشت

مخفی شد آنکه دل بامید طرب مدام
در سر هوای گلشن و بر کف شراب داشت

ناقهٔ اهل دلان از دگران در پیش است
که بوادی طلب محمل شان در پیش است

بلبلان فصل بهار است غنیمت شمرید
که پریشانی گلها ز خزان در پیش است

ره بسر منزل مقصود برد هر که ز عشق
در پس قافله پیدا و نهان در پیش است

سود آن جمله زیان است و زیانش همه سود
هر کرا فکر و غم سود و زیان در پیش است

جستجو کرد بسے لیک بجائے نه رسید
در ره عشق تو مخفی که ز جان در پیش است

هر دل که نه در سینه ز عشق تو کباب است
چون آبله بر کف بادان که پر آب است

زلفے که بود بر مه رخسار مسلسل
در گردن خورشید جهانتاب طناب است

دل بند بنقاش که این نقش سراسر
چون نقش حباب است که بر چهرهٔ آب است

گر نقش نوشت است در بتخانه بیندیش
این خانه بیک چشم زدن خانه خراب است

عمریست که در حسرت دیدار تو مخفی
پوشیده ز دل دیدهٔ وافتاده بخواب است

آن دم که خیال تو مرا پیش نظر نیست
با مردمک دیدهٔ من نور نظر نیست

معذورم اگر گوشهٔ دیرینه گزینم
یعقوبم و از یوسف من هیچ خبر نیست

از باد صبا بوے وصالت نه شنیدم
آن نکهت جان بخش بهمراه سحر نیست

ببریدهٔ و آلوده بخون باد زلیخا
اے دوست که با دوست در آغوش کمر نیست

خون آر برون از جگر و بر لب دل ریز
ای دیده که در عشق بجز خون جگر نیست

تا شمع نگرید دل پروانه نه سوزد
در عشق تو لیلی بجز از دیده تر نیست

مخفی مشو افسرده دل از محنت و اندوه
این محنت و اندوه تو میراث پدر نیست

غیر سفلی با وجود افلاک هرگز بر نداشت
مردم و نقش مرا از خاک هرگز بر نداشت

سوختم از آتش هجر و دو چشم اشک ریز
از دل من آه آتشناک هرگز بر نداشت

خون دل افشاندم و تخم محبت کاشتم
حاصل کشتم بجز خاشاک هرگز بر نداشت

عمر شد صرف دعا و طالع دون همتم
دست آمین در دعا ز امساک هرگز بر نداشت

هر چه کارے بدردی مخفی بهنگام درو
باغبان از انگبین تریاک هرگز بر نداشت

نے بمیخواری همین اندوه دوری دشمن ست
هم صبوری دشمن و هم ناصبوری دشمن ست

دوست گر گردد فلک هرگز نگردم کامیاب
بسکه با من از ولادت مشعوری دشمن است

دوستی معنوی اے دوستان ناید بکار
بخت بد با هر که در آئین صوری دشمن ست

آبرو ریزم به پیش هر کسے در احتیاج
از ضرورت با دلم فکر ضروری دشمن ست

دشمنی با ما ندارد چرخ و بخت و روزگار
مخفیا با ما همین رسم کزوری [لہ] دشمن ست

گر بهار انیست آخر تو بها خواهد شکست
عشق سودائے جنون زنجیر پا خواهد شکست

در درون کعبه گر بندی تو احرام نماز
طاق ابروے بتان محراب ها خواهد شکست

چهره گلگون شیشهٔ مے راز خون دل بود
گر نگردد خون دل تا رنگ ما خواهد شکست

بشگفاند گر صبا گل را و لیکن عاقبت
رونق این گلستان هم از صبا خواهد شکست

لہ بروزن ضروری بمعنی بازگشتن و واگردیدن مراد از گردش افلاک ۱۲

باده لبریزست و ما بدمست و ساقی زود رنج
عاقبت بدمستی ما شیشه‌ها خواهد شکست

بر سر من گر کشد لشکر غم دوران چه غم
شهسوار صبر و آهم فوجها خواهد شکست

حسن گر اینست روز افزون ز لف پیچ تاب
کفر و دین هم کعبه و بتخانه‌ها خواهد شکست

مخفیا بیطاقتی کم کن که اندر دور خویش
شیشه‌ها بر سر نهم هم جامها خواهد شکست

در آن بتخانهٔ ارباب دل که جا اینجاست
طریق مردم بیگانه آشنا اینجاست

بجستجوے مسیحا مرو که از سر صدق
هزار درد بود گر ترا دوا اینجاست

شگفتن دل بلبل بباغ ازان باشد
که صبح و شام بامید گل صبا اینجاست

کجاست اهل دلی تا بسامری گوید
مس عیار بیاور که کیمیا اینجاست

بجستجوے وصالت دلم بتخانهٔ چشم
ز راه اشک درآید که نقش پا اینجاست

مجوز باد صبا دیده بوے پیراهن
که گرد قافلهٔ مصر توتیا اینجاست

مشو بکعبه روان از پئے دعا مخفی
بیا بیا که اجابت گه دعا اینجاست

وه چه خوش باشد که بینم بار دیگر روے دوست
در سجود آیم بمحراب خم ابروے دوست

هر نفس از رشتهٔ کارم کشاید صد گره
پنجه کو یک زخم چون شانه در گیسوے دوست

دیدهٔ یعقوب اگر روشن شود نبود عجب
دیدهٔ دل را کند روشن نسیم کوے دوست

غنچهٔ دل بشگفد در سینه چون گل در چمن
مژدهٔ وصلی که آرد قاصدے از سوے دوست

باده را لبریز کن ساقی و صحبت بر شکن
تا بکام دل نشینم ساعتی پهلوے دوست

جوے خون آرد بجاے شیر مخفی کوهکن
نشنود در بیستون گر تشنهٔ از بوی دوست

دوش آهم نالهاے زار در دنبال داشت
بر لب از سوز دل من نالهٔ تبخاله داشت

با رقیبان چون نشستی دوش اشک حیرتم
تا سحر در زیر دست و پا مرا پامال داشت

گر نگفتم راز دل عیبم مکن هنگام وصل
خواهش دیدار وصل تو زبانم لال داشت

تا بجولان بود پای طالع من در رکاب
بخت بود از پی دولت و دولت استقبال داشت

چون ز بزم وصل شد مایوس مخفی سوی دشت
نامهٔ ننوشت و از خون جگر ارسال داشت

با گلشن غم ساز که باغی به از این نیست
خون خور عوض می که ایاغی به از این نیست

پروانه تحمل کن و مهتاب نشین باش
در خانهٔ مفلس که چراغی به از این نیست

هنگامه کنم گرم من از نشئهٔ صحبت
در مذهب احباب دماغی به از این نیست

معشوق و می و گلشن و جمعیت خاطر
خوش باش که اسباب فراغی به از این نیست

سوز جگر شعله بفانوس بدن زد
بر سینهٔ عاشق گل داغی به از این نیست

مخفی نه نهد گام برای که بود کام
در راه طلب هیچ سراغی به از این نیست

منم که داغ غمت باغ و بوستان من است
بجای مغز محبت در استخوان من است

منم که درد جدائی و محنت دوری
بهر کجا که روم یار همزبان من است

مرا زمانهٔ وصل تو گرچه دور انداخت
خیال روی تو در دیده میهمان من است

نهان ز دیدهٔ مردم ز تیر مژگانت
هزار زخم برین جان ناتوان من است

ببین بنالهٔ زارم که در چمن مخفی
نوای بلبل شوریده از فغان من است

مرهم زخم محبت غیر آه و ناله نیست
ای دریغا نالهٔ زارم مرا دنباله نیست

سوختم پروانه وار از آتش عشقت هنوز
از تب گرم محبت بر لبم تبخاله نیست

جستجو کردم بسی مخفی چه در گرداب هند
نسخهٔ آسودگی بجای بجز بنگاله نیست

گر نه درد آلودهٔ این دیدهٔ نمناک چیست
ورنه دل آزردهٔ این خاطر غمناک چیست

گر نمی نالد درون سینه دل این ناله چیست
ورنه میسوزد جگر این آه آتشناک چیست

کشتنم را دلبرا این چین ابرویت بس است
اینقدر آتش مزاجی با خس و خاشاک چیست

عاشق و معشوق باهم با محبت همرهند
نیست گل را گر غم بلبل گریبان چاک چیست

ای دل غمدیده گر آه مرا تاثیر نیست
هر نماز شام پر خون دامن افلاک چیست

نیست گر آن نازنین را مخفیا قصد شکار
بسته چندین صید دل با دامن فتراک چیست

ما ئیم و گریه که بطوفان مصاحب است
مژگان دیده که بمرجان مصاحب است

مجنون صفت ز دوری وصل تو دور نیست
دستم بچاک گریبان مصاحب است

بلبل هزار نالهٔ و زاری که بی نوا
مرغ دلم بزلف پریشان مصاحب است

خواهی حریر بستر و یا خواه بوریا
پهلوی بخت با مغیلان مصاحب است

زاد رهی بساز بباید براه عشق
عاشق همیشه بر سر و سامان مصاحب است

نازم بصبر و حوصلهٔ دل که عمرهاست
در تنگنای سینه با فغان مصاحب است

مخفی ز سوز آتش عشق تو سالهاست
با من همین دو دیدهٔ گریان مصاحب است

ترک نازت بر سر عشاق بر فتراک بست
نقش گل از خون مردم بر جبین خاک بست

از برای جستجوی کوکب حسن تو عقل
بر زمین شد تا رصد بر گنبد افلاک بست

صد گره از رشتهٔ بخت دل غمگین کشاد
خدمتت را تا کمر مخفی ز عشق پاک بست

از خمار تو بمیرم بادهٔ گلگون کجاست
تازه میسازم دماغ و دیدهٔ پر خون کجاست

دل به تنگ آمد درون سینه از بیطاقتی
گریهٔ بی اختیار دیدهٔ پر خون کجاست

باغبان مرغ چمن در پرده می گوید بگل
ناز لیلی و نیاز خاطر مجنون کجاست

فروغ جلوهٔ حسنت نه جان آدم سوخت ‌‌ ‌ جهان و هر چه دران بود جمله درهم سوخت
بسوزش پر و بالے مناز پروانه ‌ ‌ ‌ که پیش شمع محبت تمام عالم سوخت
فگنده آتش عشقت بسینه ها سوزے ‌ ‌ ‌ که کام تشنه لبانت ز آب زمزم سوخت
بسینه آتش عشق است گر حرارت آن ‌ ‌ ‌ بروے داغ مرا پنبه هاے مرهم سوخت
ز سوز سینهٔ بلبل نهان بگلشن دوش ‌ ‌ ‌ بروے سبزه و گل قطره هاے شبنم سوخت
کجاست شبنم اشکے که شعلهٔ بیداد ‌ ‌ ‌ بسینه ام نفس ز درد داغ من دم سوخت

بنوش باده ز جامے که تیزیش مخفی
اداے ناز و نشاط کرشمهٔ غم سوخت

آنرا که نه دل در گرو باده فروش ست ‌ ‌ ‌ هم دشمن بیهوشی و هم دشمن هوش است
امروز نه گرم است ز مَی صحبت مستان ‌ ‌ ‌ زین سلسله همواره درین جوش و خروش است
دل بر نکنم از مے و میخانه و مستی ‌ ‌ ‌ تا قطرهٔ میخانه ز آتش بر دوش است
در مجلس من راه نیابد اثر صبح ‌ ‌ ‌ پر سوخته پروانهٔ بس دوش بدوش است
تا کے نه نهد بر لب ساغر لب مینا ‌ ‌ ‌ مجلس همه افسرده و مطرب همه گوش است
در راه طلب یک نفس از پا ننشینم ‌ ‌ ‌ تا زمزمهٔ عشق مرا حلقه بگوش است

مخفی بکش از گوش خودی پنبهٔ غفلت
عمریست که این پنبه مرا حلقه بگوش است

میروم امشب ترا بیدار خواهم کرد و رفت ‌ ‌ ‌ نقد جان را صرف یک دیدار خواهم کرد و رفت
بسکه گریم در فراقت همچو ابر نو بهار ‌ ‌ ‌ وادی هجران گل و گلزار خواهم کرد و رفت
نشترے دارم نهان در سینهٔ هر نالهٔ ‌ ‌ ‌ بس دل اهل ستم افگار خواهم کرد و رفت

دین اگر اینست و ایمان این و اهل قبله این　　رشتهٔ تسبیح را زنار خواهم کرد و رفت

میزنم لاف اناالحق بر سر بازار عشق　　تازه منصوری دگر بر دار خواهم کرد و رفت

چند روزی گر دهد فرصت مرا پیک اجل　　فکر بر حال دل بیمار خواهم کرد و رفت

باغبان منشین درین گلشن بکام دل که من　　همچو بلبل ناله‌های زار خواهم کرد و رفت

درد دل را چون درین بازار درمان نیست یافت　　درد دل ارزان درین بازار خواهم کرد و رفت

کی برون آید بافسون از سر سودای عشق　　سر چو مجنون در سر این کار خواهم کرد و رفت

تا کنم حال دل روشن ز چشم اشک ریز　　وقت رفتن گریهٔ بسیار خواهم کرد و رفت

چون بآسانی نمی‌گردد میسر کام دل　　مخفیا بس ترک این دشوار خواهم کرد و رفت

بس عشق تبان خاک جنون بر سر ما ریخت　　دل قطرهٔ خون گشت ز چشم تر ما ریخت

لب تشنه بسی بادیه گشتیم ولیکن　　بر آتش دل آب دو چشم تر ما ریخت

بر تربت ما روشنی شمع محال است　　پروانه ز بس بر سر خاکستر ما ریخت

صد غوطه بدریا چو زنم پاک نگردد　　بس گرد نحوست بسر اختر ما ریخت

مجروح شد ای بخت مرا پهلوی امید　　تا چند توان خار برین بستر ما ریخت

ما بلبل عشقیم که در عالم پرواز　　بگرفته هوای همه بال و پر ما ریخت

ساقی ز تو هنگامه که مخفی ز تو مینا　　خونابهٔ دل را همه در ساغر ما ریخت

رازیست مرا که گفتنی نیست　　وین راز ز کس نهفتنی نیست

زان پنبهٔ غفلتم بگوش ست　　کان راز نهان شنفتنی نیست

پژمرده چو گشت غنچهٔ دل　　از آب و هوا شگفتنی نیست

قصدم چه کنی چه خون ناحق　　پنهان شدنی نهفتنی نیست

مخفی چو جرس بنالہ خو کن
این درد دل ست رفتنی نیست

دشت پرورد جنونم سر بیکارم نیست
زہر آشام فراقم بوطن کارم نیست

شربت وصل کجائی کہ ازین پیش مرا
طاقت تشنہ لبی با دل بیمارم نیست

یوسف مصر چو برگشتم واز بے ہنری
صد عزیز ست بہر شہر خریدارم نیست

جمع زلف پریشان مکن از بہر دلم چ
کہ پریشانی زلف تو چو دستارم نیست

در تہ سنگ ملامت شدم از عشق ہنوز
نیست سنگے کہ درین راہ طلبگارم نیست

نخل اندیشہ ام و بار تفکر دارم
میوۂ تازہ ترا ز بار گرانبارم نیست

گردلم گشتہ گرہ راز تو مخفی چہ کنم
کہ زبان در دہنم محرم اسرارم نیست

ہنم کہ پرتو خورشید دود آہ من است
چراغ شام ابد آہ صبحگاہ من است

قسم بکعبۂ حاجات و احمد مرسل
کہ بگناہی من باعث گناہ من است

رسید کار بجائے کہ ہر گدا سطبعے
ز روے قدرت بیداد بادشاہ من ست

ز درد خود بکہ گویم شکایت کہ کنم
کہ دشمن دل و جانم ہمین نگاہ من ست

بجز زبونی طالع مرا گناہے نیست
درین معاملہ یک جو خدا گواہ من است

ز حادثات جہان یک دمم رہائی نیست
کہ حادثات جہان کہربائے کاہ من است

شہ ولایت عشقم و لے مرا بہ سر
بجاے تاج ہمین سایۂ کلاہ من ست

عمر یکہ نہ با روے خوش و بادۂ ناب ست
در مذہب ما خانۂ آن عمر خراب ست

پیمانۂ دل پر کن و در جام نگہ ریز
کین گرمی ہنگامہ ز گرمی شراب ست

غافل نشوی از مزۂ عشق کہ در عمر
ایام طفولیت و ہنگام شباب است

بنیاد شش وچار دو عالم بحقیقت / چون موج حباب ست که بر چهرهٔ آب است
پیرسیت کتابے که بود حرف تو اریخ / مضمون حروفش همه اجزاے کتاب است
کَے خانه نشین میشود م مردمک چشم / بے روے تو این خانه چو بر موجهٔ آب است
تا پیک خیالت بنظر آمده مخفی / هم دشمن بیخوابی و هم دشمن خواب ست

تا باد صبا را بگلستان گذرے هست / گل را نظرے جانب صاحب نظرے هست
هشیار ستمگر که بهر نالهٔ مظلوم / پوشیده ز چشم تو خدنگ اثرے هست
تا هست به بستان جهان فیض سحابی / از شجرهٔ امید امید ثمرے هست
غم نیست اگر روشنی دیدهٔ من رفت / با چشم ترم شعلهٔ آهِ جگرے هست
مخفی و همین بر دل تو بار فراق است / هر جا پدرے هست فراق پسرے هست

ایکه سروے در چمن چون قد رعنائی تو نیست / ایکه در گلشن گلے چون روے زیبائی تو نیست
روشنی دیدهٔ هر دیدهٔ بینا توئی / کور بادا دیدهٔ هر کس که بینائی تو نیست
حیف باشد در درون سینه پنهان داشتن / حقهٔ هر دل که پر نقد تمنائی تو نیست
پُر ز خاک یاس بادا زیر خاک آن سرنگون / کاسهٔ هر سر که پر از مغز سودائی تو نیست
چون نسیم ار بگذرم مخفی بر اطراف چمن / خار محنت دامنم گیرد که این جاے تو نیست

کاروان عمر رفت و نقش پاے برنخاست / از درائے ناقهٔ هستی صداے برنخاست
تعتنهٔ تنها دپاے خویش جاے بر زمین / کز براے درد مندانت بلاے برنخاست
روزگارم از پئے محمل بگمراهی گذشت / در بیابان تمنا رهنماے برنخاست
شد چنان کوته زبان همت از اهل کرم / بر سر خوان مروت ها صلاے برنخاست

شد خزان فصل بہار عمر و بر شاخ گلے
یکشب از مرغ نشاط من صدائے برنخاست

تیشہ بر سنگے نزد فرہاد بر کہسار عشق
کز میان سنگ آہے مبتلائے برنخاست

آہ مخفی سوخت عالم را ولیکن آشکار
در جہان از گریہ اش دودے زجائے برنخاست

دل کہ شد ہمراز جان موی بدن بیگانہ است
رازداران را درون جان سخن بیگانہ است

در محبت صادقی از ما و من بیرون خرام
زانکہ در بزم محبت ما و من بیگانہ است

گر ز آہم نیست روشن خانۂ دل باک نیست
در حریم خاص شمع انجمن بیگانہ است

کشتۂ عشق توام از خاک خونم کن کفن
کاندرین محرم سرا با من کفن بیگانہ است

حسن بزم آرائے شیرین گشت بر عکس مراد
خسرو آنجا محرم است و کوہکن بیگانہ است

نیستم آزردہ خاطر گر نہ کردی یاد ما
آشنائی غربت از اہل وطن بیگانہ است

کے شود باد صبا محرم چو از نامحرمی
با نسیم بوئے یوسف پیرہن بیگانہ است

با خیال دوست مخفی در دل شبہائے تار
خلوتے دارم کہ شمع انجمن بیگانہ است

کو دمے کز دل مرا آہِ پریشان برنخاست
از دو چشم خونفشانم موج طوفان برنخاست

گریہ ام دست طلب از دامنم کوتہ نکرد
موجۂ طوفان اشکم تا ز دامان برنخاست

پائے سعی از کار رفت و دست کوتہ ہمتی
از برائے خاطر چاک گریبان برنخاست

تا عنان اختیارم بردہ چشم اشک ریز
از بزم ہرگز کسے بے چشم گریان برنخاست

تا نشد از ناتوانی نالہ ام در دل گرہ
در درون سینہ از مرغ دل افغان برنخاست

دیدۂ یعقوب کنعان در فراق از کار رفت
اے صبا گردی ز راہ این بیابان برنخاست

شد بسے سرگشتۂ وادی بے پایان عشق
رہ نوردی ہمچو مجنون زین بیابان برنخاست

تا طلبگار سخن شد نکتہ سنج معرفت
ہمچو طالب طالبی از خاک ایران برنخاست

هر که چون مخفی بدشواری بکام دل نشست
با غم جانان زجاے خویش آسان برنخاست

من بوالهوس عشقم و با من هنری نیست
گم گشتهٔ این راهم و از من خبرے نیست

خورشید جهان تابم و نشناخت مرا کس
افسوس که صاحب نظر از نظرے نیست

روزے که زند موج محیط کرم دوست
خجلت زدگان را ز معاصی اثرے نیست

آنم که در آئینهٔ اسرار الٰهی
چندانکه نظر میکنم از من اثرے نیست

بلبل بفغان کوش که در گلشن امید
از داغ درین باغ گلے تازه ترے نیست

گاهے بجرس همره و گاهے بفغانم
در قافلهٔ عشق ز من پیشترے نیست

نومید نباید شدن از گردش افلاک
شامی بجهان نیست که او را سحرے نیست

دل در قفس سینه کند سیر گلستان
هان مرغ چمن شوق کم از بال و پرے نیست

اے دیده سرشکے که بهنگامهٔ عشاق
سامان نشاطی بجز از چشم ترے نیست

افسرده و پژمرده چو گلهاے خزان باد
از آتش عشقت که بهر کس شررے نیست

مخفی به تگاپوے هوس چند توان بود
حاصل ز جهان هیچ بجز دردسرے نیست

سوداے تو تا بر سر سودا زده جا داشت
خورشید جهانم بجهان قبله نما داشت

بخشید به یعقوب پئے روشنی چشم
زان نکهت پیراهن یوسف که صبا داشت

بر یاد گل روے تو دوش از گل اشکم
در باغ خرد داغ جنون نشو و نما داشت

گر نالهٔ من پرده نشین بود ز تاثیر
در پردهٔ هر پرده دو صد پرده کشا داشت

شد جنگ میان غم و شادی بسرم دوش
شادی طرف شادی و غم جانب ما داشت

از دست بد و نیک جهان چند شکایت
هر صبح جهانتاب چو شامی ز قفا داشت

مخفی بدل حوصلهٔ صبر تو نازم
کین شیوه نه ایوب در آئین جفا داشت

مجنون جنونی ز تو این نام و نشان چیست
بی کام و زبانی ز تو این کام و زبان چیست

جان و دل و دین زلف و خط و خال تو بردند
ای بیخبر از خویش دگر دعوی جان چیست

شد تجربه صد بار که سود تو زیان است
ای دل دگر اندیشهٔ این سود و زیان چیست

بردید ترا پردهٔ عصمت چو ز عصیان
ظاهر شده بر خالق و از خلق نهان چیست

مخفی غرض دوست گر اظهار کرم نیست
مقصود ز پیدائش این کون و مکان چیست

در چمن باز نگر نرگس بیمارے هست
که اسیران چمن را سر گفتاری هست

باغبان دست ستم باز کش از چیدن گل
که نهان در کف گل هم بچمن خاری هست

نیست گر زلف ترا سبحهٔ اسلام بدست
بر کمر حسن ترا رشتهٔ زناری هست

مشو آشفته ز آشفتگی طرهٔ زلف
که نهان با سر هر موے گرفتاری هست

عیب مجنون مکن ای دوست که از شوق جنون
عاشق دل شده را گرمی بازاری هست

تشنه لب نیست کسے ورنه درین دشت سراب
شربتی نیست بهر جا دل بیماری هست

دیده گر کرد ز دیدار تو محروم مرا
شکر شد که بدل حسرت دیداری هست

نیست گر هیچ دگر حاصل رسوائی عشق
گرمی معرکه و مجمع بازاری هست

نقد جان چند فروشی به تفاخر مخفی
این متاعیست که در هر سر بازاری هست

ماییم و دیده که نظرها در و گم است
در دیده دجله که گهرها در و گم است

صبح امید گر نه کشاید نقاب خویش
شادم بشام غم که سحرها در و گم است

مجنون بزیر سایهٔ بیدت چه حاصل است
نخل جفا گزین که ثمرها در و گم است

تنها براه عشق نه فرهاد سر نهاد
راهیست راه عشق که سرها در و گم است

همچون جرس بسینهٔ عشاق می رود
همواره ناله که اثرها در و گم است

داغ عبث زمانه مرا در جگر نهد
داغیست بر دلم که جگرها درو گم است

مخفی مبین بعیب کسان دیده باز کن
بنگر بعیب خود که هنرها درو گم است

کدامی دل که پر از ریش غم نیست
ولے آن ریش بر ریشش الم نیست

نباشد غنچهٔ در پردهٔ ناز
که جیبش چاک از خار ستم نیست

زبان در کام کش بلبل که امروز
گل مقصود در باغ ارم نیست

بباید همتے اے دیده ورنه
به بحر دل دُرِ ناسفته کم نیست

بر او برزند چین حاتم طے
بهنگام دهش زاهل کرم نیست

به نزدِ ره نوردان رهِ عشق
رهے آسان تر از راهِ عدم نیست

چو عهد دوستی بستی وفا کن
که یار بے وفا در دهر کم نیست

برافشان دست همت را که هرگز
کف همت بلندان بیدرم نیست

قدم فهمیده مخفی نه درین راه
که هر بیگانه را ره در حرم نیست

دوش در چشمم خیال آن قبا گلگون گذشت
حیرتے دارم بروے آب آتش چون گذشت

می چکد خون جگر از دیده مینا را بجام
تا بدل آنرا خیال آن لب میگون گذشت

بسکه در راه طلب اشک ندامت ریختم
موجهٔ طوفان اشکم از سر جیحون گذشت

ریخت خون بیگناهان بس اجل بر خاک راه
از سپهر لاجوردی موجهاے خون گذشت

ره چنان پایم که هرگز نقش پاے برنخاست
در بیابانی که بهر سیر صد مجنون گذشت

از سیه بختی نشد روشن چراغ من شبے
باوجود آنکه برق آهم از گردون گذشت

در سراے آرزو تا چند باشی منتظر
کاروان عمر مخفی از ره بیرون گذشت

باز عشقم مرہمی بر ریش از نشتر گذاشت
درجنون تاج شہنشاہی مرا بر سر گذاشت

محسن را ہر جا محبت بر قع از رو بر فگند
چشم زخمش را سپند دیده بر آذر گذاشت

ترک سر کن بوالہوس وانگہ بوادی نہ قدم
کاندرین وادی بجای پای باید سر گذاشت

پیش شمع بزم ما بال و پر پروانہ دوش
نی نشان آتش و نی نام خاکستر گذاشت

در طریق رہروی بیگانہ است از کفر و دین
ہر کہ در دین پیروی آلِ پیغمبر گذاشت

مرغ فکرت را چہ قدرت کاندرین رہ پر زند
ہمچو جبریلؑ امین مخفی درین رہ پر گذاشت

دلم بسینہ ز شوق تو بی طپیدن نیست
نصیب مرغ گرفتار آرمیدن نیست

چگونہ سیر توان دید آفتابی را
کہ دیدہ را ز شعاعش مجال دیدن نیست

ز بسکہ آتش ما ہم بسینہ داغ نہاد
شگفتہ گلشن امید و دست چیدن نیست

زبان ناطقہ مکشا ز درد دل مخفی
کہ گفتگوی ترا طاقت شنیدن نیست

پیش از ان کز گل خزان را دست بیرون نیست
جرعۂ پر درد کن ساقی ترا گر صاف نیست

عندلیب از شوق گل شد نالہ پرداز چمن
باغبان گل چیدنت در باغ از انصاف نیست

سیم خالص را خریدارند در بازار عشق
سیم ما قلب است مقبول دل صراف نیست

عارف اہل خرد این بس کہ در آن وجود
نون کن را نسبتی پیوستگی با کاف نیست

مخفیا آئینۂ مقصود کی روشن شود
گر غبار دود آن آئینہ گر شفاف نیست

دریغ عمر عزیزم بہ بینوائی رفت
شبم بغفلت و روزم بخود ستائی رفت

ز قرب نسبت خویشم ز جملہ بیگانہ
چہا کہ بر سرم از قرب آشنائی رفت

نشد ز ناخن سعیم گرہ ز رشتۂ بخت
تمام عمر مرا در گرہ کشائی رفت

بطوف کعبه و دیرش چه حاصل اے مخفی
کسیکه بر در جانان بجبهه سائی رفت

هر کجا شیوهٔ نازست طلبگارے هست | هر کجا اهل نیازست ستمگارے هست
از ملاحت چو نمک بر دل افگار زنی | چشم امید مرا هم دل افگارے هست
طوق گردن ز کمند سر زلفت باید | ورنه بر هر کمرے رشتهٔ زنارے هست
بلبل دل شده در خواب نه بیند رخ خواب | تا بر او رنگ چمن نرگس بیمارے هست
باز آرایش گلشن مکش اے باد صبا | که چو بلبل بچمن مرغ گرفتارے هست
شمع گر پرده نشین شد ز تو پروانه چه غم | شکر لله که آنهم پس دیوارے هست

مخفی از نقد دو عالم بکفم روز جزا
هیچ گر نیست دگر حسرت دیدارے هست

دائم اسیر درد ز گردون دل من است | در بزم غم پیالهٔ پر خون دل من است
از جستجو نشان وصالت نه یافتم | وصلت مراست لیلی و مجنون دل من است
خون دلم گذشت ز جیحون و کم نه شد | از صد محیط قطرهٔ افزون دل من است
هر کس شنید نالهٔ زارم ز هوش رفت | فرهاد عشق و بادهٔ گلگون دل من است

مخفی دلم بنغمهٔ شوق آشنا نه شد
بیگانهٔ شکایت و افسون دل من است

امشب که عنان مے و مینا بکف تست | مستان ترا جمله نظر بر طرف تست
از شست نگه ناوک نازی بمن انداز | عمریست که در سینه دل من هدف تست
بر هم زن هنگامه مشو صبح که امشب | مائیم و نواے که عنانش بکف تست
آن دُر گرانمایه که در سینهٔ کان است | اے دیده نهان از تو درون صدف تست
مخفی مکش از دامن غم دست طلب را | در عشق جفا و غم جانان شرف تست

تازه سازد گلبن امید را پیغام دوست
بشگفاند غنچهٔ دل را نسیم نام دوست

گر غبار خاطری از دوستان بینی مرنج
کز دعای دشمنان بهتر بود دشنام دوست

نی خمار آید نه بد مستی و نی درد سری
نشئهٔ آب حیاتی در سرم از جام دوست

در جفا افزون کن ای دل رسم آئین وفا
کز برای دانه آید مرغ دل در دام دوست

چین اگر افگند در ابرو مه من باک نیست
التفات محض باشد مخفیا ابرام دوست

بر رخ ماه محبت خط و خال دیگر ست
آفتاب عشق را روشن جمال دیگر است

لب مبند ای بوالهوس از گفتگوی درس عشق
درس عشق ست این جوابی و سوال دیگر است

چشم هر کوته نظر را در نیاید در نظر
ابروان عشق را نازک هلال دیگر است

زخم ناسور محبت زان نیارد رو بهم
کز جفا معشوق را هر دم خیال دیگر است

بر سر هر سرو چون قمری منال ای مرغ دل
زانکه بستان محبت را نهال دیگر است

از نگاهی کی شود دل با غریبان آشنا
در گذرگاهی که در هر دم غزال دیگر است

تا گل رویت شگفته در بهارستان حسن
مخفی دیوانه ات را قیل و قال دیگر ست

این چه حسن ست کز ان رونق باغ و چمن ست
وین چه زلف ست که زنجیر سراپای من ست

این چه ابرو و چه چشم ست که از غایت ناز
با لب دلشدگان زیر زبان در سخن ست

این چه مستانه نگاهیست که از مستی ناز
هر طرف می نگرم سرخ ز خونین کفن است

این چه تابنده عذار ست که از آتش او
داغها بر جگر سوختهٔ مرد و زن است

این چه خویست که در هم شده بازار گلاب
این چه بویست که بر هم زن مشک ختن ست

این چه راز ست که کس واقف اسرار نشد
وین چه حرف ست که افسانهٔ هر انجمن ست

بندهٔ تیغ نگاهی که به هر معرکهٔ
در پی فوج اسیران جفا صف شکن ست

آن جفا دیدهٔ ایام خیالم که مرا
چاکها از ستم هجر بجیب بدن ست

شعلهٔ آتش عشق است بفانوس خیال
که منور ز شعاعش شب تاریک من است

مخفیا چند بدل حسرت دیدار وطن
عنقریب ست که در خاک فنایت وطن است

آب حیوان نه اگر در تهٔ چاه ذقن است
طرهٔ زلف چرا بر لب آن چه رسن ست

همنشین چون بخیالت نشود مردم چشم
پرتو شمع رخت روشنی چشم من ست

از سرم تا بقدم گشته همه جوهر تیغ
بسکه پیکان خدنگ تو نهان در بدن ست

بعد مرگم به لحد خجلت عریانی نیست
کشتهٔ عشق ترا جامهٔ خونین کفن است

بعد ازین وصف رخ و زلف بتان خواهد کرد
مخفیا بر سر موئیم که با عضای تن ست

میان دیدهٔ و دل روز و شب همین جدل ست
که کار هر دو در افشای راز در خلل ست

میان عالم و جاهل برابر سر موے
تفاوتے نبود تا که علم بے عمل است

خیال خام برون کن ز سر بره و لیلی
که مستی دل مجنون ز بادهٔ ازل است

بهار و باده و بزم طرب غنیمت دان
که روز حادث و ایام عمر بے بدل است

ز آه و ناله ترا منع تا بکے مخفی
تسلی دل بلبل بصوت با غزل است

دردمندان محبت را نشان دیگر است
کوکب کوکب شناسا نرا مکان دیگر است

مغز دانش میگداز داز سر دانشوران
پرتو این آفتاب از آسمان دیگر است

گشت سامان زلیخا صرف یک سودای عشق
تاجران عشق را سود و زیان دیگر است

گر کند قصد شکارے بخطا آرد بچنگ
باز صاحب دولتان از آشیان دیگر است

از محبت دم زدن با گلرخان بازیچه نیست
مزد این سودا ز اقلیم جهان دیگر است

کشتهٔ تیغ محبت را نشان زخم نیست
زور بازوے محبت را کمان دیگر است

دردمندی را نباشد با فراغت الفتے — طالب این راه را بر رو نشان دیگر است
خواه خون دیده کن در شیشه خواهی خون دل — نشهٔ مستی سے از ارمغان دیگر است
در محبت دیدهٔ باید چو ابرِ نوبهار — کین چمن را هر نفس از نو خزان دیگر است
بوے خون می آید از گلہاے باغ عاشقی — بلبل این باغ را آه و فغان دیگر است
دست بر افتادهٔ را گیر و برآور ز خاک — گوهر بالا خداوندان ز کان دیگر است
شهرهٔ آفاق شد منصور ورنه هر زمان — بر سر دارے انا الحق گو جوان دیگر است
عکس آن روشن کند در شب چراغ آفتاب — گوهر لعل لب جانان ز کان دیگر است

ز سخن تاثیر بر قانون ایما می زند
مخفی این بانگ جرس از کاروان دیگر است

درس عشقت را بیان دیگر است — این مدرس را زبان دیگر است
اخترِ اختر شناسانِ ترا — با فلک هر دم قران دیگر است
تا بکے سرگرم کار این جهان — این جهان را هم جهان دیگر است
از شراب عشق می سوزد جگر — نقل این مے از دکان دیگر است
در میان خلق می جویند و نیست — طالب حق را مکان دیگر است
رهروِ راه طلب را هر قدم — همرہے با کاروان دیگر است
همچو خورشید جهان هر ذره را — با غمت راز نهان دیگر است
کس نمی داند که منزل در کجاست — هر کسے از کاروان دیگر است
در نیابد غیر چشم حق شناس — مرد میدان را نشانِ دیگر است
در نیابد هر کسے اسرار حق — این معلم را زبانِ دیگر است

پرتوِ اقبال صاحب همتان
مخفیا از آسمانِ دیگر است

این عشوه بتان را نه باندازهٔ نازست — وین رشته مسلسل شدهٔ ناز و نیازست
از روی هوس پنجه مزن شانه دران زلف — کاین سلسله هر چند کشائی تو درازست
چون عشق عنان گیر شود در ره معشوق — محمود غلامے ز غلامان ایاز است
نومید مشو با همه عصیان ز خداوند — کائین خداوند جهان بنده نواز است

مخفی بفغان کوش که در گلشن امید
دل مرغ گرفتار و هوس چنگل بازست

سنبل بر روی آتش طرهٔ گیسوے تست — فتنهٔ در خواب مستی نرگس جادوے تست
یوسفے اما چه یوسف بادشاه ملک حسن — روشنی کشور دل ز آفتاب روے تست
گل ز سودایت گریبان چاک دارد در چمن — غنچه را چشم تمنا بر نسیم کوے تست
خواه سوے کعبه باشد روے خواهی سوے دیر — طاق محراب گرفتاران خم ابروے تست

لاف دین تا چند مخفی در لباس کافری
شاهد حال تو در محشر سر هر موے تست

روزگاریست که مقصود فراموش من ست — مهر نشنیدن و گفتن بلب گوش من است
نسبتم با غم هجران تو امروزی نیست — عمر باشد که خیال تو هم آغوش من ست
پاے دل آبله و ضعف قوی وه چکنم — بار سر سخت گرانبار برین دوش من ست
نشهٔ مستی مے راز دماغم ببرد — زهر آن نیش که نهان بدل خوش من است

مخفی از گوش مرا پند تو بیرون نرود
تا بود گوش مرا پند تو در گوش من ست

ای دل اندر عشق نادِ نالهٔ و فریاد نیست — بادشاه عشق را آئین و رسم داد نیست
جوے خون آرم برون از دل بسوی چشم خویش — در محبت محنت من کمتر از فرهاد نیست
تا بکے در آتش هجران شکیبائی کنم — بیمروت این دل من ز آهن و فولاد نیست

چند ترک عشق را تعلیم خونریزی کنم / شحنهٔ عشق ست او را حاجت استاد نیست

ناله کمتر کن ز غم مخفی درین دیر کهن
شادمانی و غم ایام را بنیاد نیست

ما اهل جنونیم بیابان وطن ماست / مجنون سر شوریدهٔ و دل کوهکن ماست
رشک گل و گلزار شود دشت قیامت / آغشته بخون دل ما بس کفن ماست
روشن نشود شمع مرادی بشب قدر / جز آتش آن شمع که در انجمن ماست
بوئے که به یعقوب خبر داد ز یوسف / پنهان ز صبا در بغل پیرهن ماست

مخفی بجز آن ساز که در راهِ محبت
هر جا که بود خار مغیلان چمن ماست

گرم غضب گر نه چهره چو عناب چیست / نیست گرت قصد ما زلف چو قلاب چیست
گر تو نه مے خوردهٔ شب بهولے کسے / نرگس مستِ ترا وقت سحر خواب چیست

مخفی رسواے عشق گر نه چو مجنون شدی
دل همه تن غرق خون دیدهٔ پر آب چیست

زلفت که اسیر پیچ و تاب است / شرمنده ز روی آفتاب است
در سینه دلی هر آنکه دارد / از آتش عشق تو کباب است
مغرور مشو که چشم مستت / از جام غرور مست خواب است
ما مست شراب جام عشقیم / بدمستی ما نه از شراب است
بر روے تو طرهٔ پریشان / چون موجهٔ باد روے آب است
دنیا که نشیمن من و تست / بر موجهٔ آب چون حباب است
غافل نشوی که خانهٔ عمر / تا چشم کشودهٔ خراب است
تا دم زدهٔ ز جذبهٔ عشق / مخفی سخن تو لاجواب است

در سلسلهٔ عشق چو قانونِ وفا نیست — خوبان جهان را بجز آئین جفا نیست
بر دیدهٔ او پرتو دیدار حرام است — هر کاسهٔ چشمے که پر از آب بکا نیست
یعقوب صفت دیده منه بر رهِ امید — کان رائحهٔ یوسفے همراه صبا نیست
عاشق که نشد کشتهٔ تیغ نگه دوست — در مذهب عشاق بران گریه روا نیست
تا گشته سر زلف پریشان تو بر رو — جمعیت خاطر بدل باد صبا نیست
زاهد تو و تسبیح و من و رشتهٔ زنار — در تبکدهٔ دل که دران روے ریا نیست
چون گشت پریشان سر آن زلف پریشان — بر چهرهٔ زیبا اگرش گرد دغا نیست
جان در کف اندیشهٔ و اندیشه پئے جان — آشفته ولے در همه آفاق چو ما نیست
بر کس منه انگشت تعرض که نهانی — با هیچ کسے نیست که اسرار خدا نیست

مخفی منشین بر سر ره گوش بر آواز
در قافلهٔ عمر جرس را چو صدا نیست

عندلیبان وصل گل بے ناله و فریاد نیست — یک گل خندان بگلشن بے جفائے باد نیست
تا نباشد کمتر از شاگرد شاگردان حسن — ناتمام است از محبت هر کرا استاد نیست
از پریشانی ما دشمن پریشان میشود — خون شیرین ریخت خسرو خون از فرهاد نیست
مجمع گل را نسیم آخر پریشان می کند — زلف را بر هم نزد چون سایهٔ شمشاد نیست

رنج و راحت را از آن مخفی تفاوت نشمرم
این فنا آباد را بنیاد جز بر باد نیست

شب ز آهم خرمن انجم همه بر باد رفت — هر چه بد در خاطر گردون من از یاد رفت
فهم صورت چون کند مجنون که در درس جنون — صد هزاران معنی بکر از دل اُستاد رفت
زنگ ظلمت بس گرفت آئینهٔ عدلِ جهان — روشنی در زنگ ظلمت از دلِ فولاد رفت
میکشد آخر فلک از هر که باشد انتقام — دید خسرو عاقبت زان آنچه بر فرهاد رفت

از گل این بوستان چشم وفاداری مدار
کاندرین گلشن بسی بر بلبلان بیداد رفت

رفت مخفی گر ز دستم نیم نانی باک نیست
چون بهشت جاودانی از کفِ شدّاد رفت

بسکه الفت گریه را با چشم خونبار من است
ریختن بر خاک ره خون جگر کارِ من است

با وجود آنکه آزارم ز سر تا پا هنوز
گردش گردون دون در فکر آزار من است

نیست در بازار راحت گرچه یکجو قیمتم
شکر للہ محنت عالم خریدار من است

بار منت می نهد بیهوده بر گلزار ابر
رونق این بوستان از چشم خونبار من است

فتنهٔ هر جا برآرد سر ز آغوش فلک
جستجویم دارد و در فکر آزار من است

کرده ام تا طوق گردن رشتهٔ زنارِ زلف
عقدها تسبیح را در دل ز زنار من است

مخفیا زنهار خودبینی و خودرائی مکن
کین پریشانی من بر من ز پندار من است

زلف چو خط بارُخِ دلبر گرفت
دل ز مسلمان و ز کافر گرفت

ناز تو با حُسن چو شد دست باز
طرزِ ستم پیشگی از سر گرفت

آتش غم بسکه بدل شعله زد
از سر من تا بقدم در گرفت

عاشقم اما دمی بی یار نتوانم نشست
مست جام عشقم و هشیار نتوانم نشست

غم گرانبار است و من بیمار و دل جای دگر
دوستان معذور اگر بسیار نتوانم نشست

گه سرشک از دیده ریزم گاه خوناب جگر
در غم هجران دمی بیکار نتوانم نشست

آفتابم آفتاب کشور دیوانگی
همچو سایه در پس دیوار نتوانم نشست

راهب بتخانه و حاجی کعبه زانکه من
بعد ازین با صورت دیوار نتوانم نشست

دل اسیر دام غم سیر گلستان چون کنم
در حریم کعبه با زنّار نتوانم نشست

این دلِ افسرده را خواهم برآرم از بدن
پیش ازین من بر سرِ بیمار نتوانم نشست

یا تو خواهی بود با من یا غمِ جانان رقیب
همچو بلبل پیشِ گل با خار نتوانم نشست

داده ام دل با پریروی که مخفی یک نفس
در گلستان بی گلِ رخسار نتوانم نشست

خوکن بگلِ داغ که باغی به ازین نیست
گم شو ز پیِ خود که سراغی به ازین نیست

نورِ نظرِ خانهٔ دل شعلهٔ آه است
هجران زده را چشم و چراغی به ازین نیست

مینای گلگون صنم و سبزهٔ ساقی
در خانهٔ تاریک فراغی به ازین نیست

لب بر لب پیمانه و سر بر سر مینا
مستان ترا هیچ دماغی به ازین نیست

گر شیشه تهی گشت ترا از می گلگون
خون دل خود خور که ایاغی به ازین نیست

بشگاف بناخن دهن داغ که مخفی
بر سینهٔ ما پنبهٔ داغی به ازین نیست

در چمن خار جفایش همدمی با گل گرفت
آتش حسرت ز غیرت بر دلِ بلبل گرفت

مرغ دل را پرتو حسنت چنان بیتاب کرد
کز حرارت آشیان در سایهٔ سنبل گرفت

قطع با دادست بیدردی که از روی هوس
گه سرِ زلفِ پریشان و گهی کاکل گرفت

وا نشد چون غنچهٔ دل در بهارستان هند
رفت مرغ روح مخفی گوشهٔ کابل گرفت

نه هر سر تاج و تخت سروری یافت
نه هر اسکندر سر پیغمبری یافت

نه در هر چشمهٔ آب حیات است
نه هر خضری درین ره رهبری یافت

نه هر جامی جهان جام جهان شد
نه هر آیینهٔ اسکندری یافت

ردیف الثاء المثلثه

چو نیست اہل کرم را کرم دعا باعث
عطاے دوست نخواہد بجز خطا باعث

بغیر خواست کرم کن کہ ہست از ہمت
بہ پیش اہل کرم نالۂ گدا باعث

چہ باک دست مروت اگر زمانہ کشد
بکارسازی ما بس بود خدا باعث

وجود ما عدم آرا شد و عدم فرسا
در آفرینش ما بین چہ چیزہا باعث

بپاے سعی نیاید بدست چون دولت
محال عقل بود جستجوے ما باعث

ز روزگار شکایت نہ طرز انصافست
چو در غبار دلم گشتہ مدعا باعث

رواج سکۂ عشقم کہ بر سر بازار
مس وجود مرا نیست کیمیا باعث

بروز واقعہ از ہمگنان مروت خواہ
وصال یوسف و یعقوب شد صبا باعث

ز باز پرس قیامت چہ بیم اے مخفی
چو بہر عفو گناہ است مصطفیٰ باعث

ردیف الجیم

توئی در ملک خوبی صاحب تاج
بپا بوس تو خوبان جملہ محتاج

بدست کس نیاید چین زلفت
رسیدہ پایۂ حسنت بہ معراج

سر حسن تو با زلف پریشان
متاع کفر و دین را کردہ تاراج

اگر خواہی خراج از حسن گیری
بمنت یوسف مصری دہد باج

اگر پابند عشقت دل نمی بود
ز اقلیم بدن مے کردم اخراج

بخون بے گناہان سعی کم کن
مکن روشن چراغ ظلم حجاج

ز طوفان سرشک دیدہ مخفی
شد آخر دامن من بحر مواج

بے شبنم رویت بچمن تشنہ نما ہیچ
بے پرتو رویت برخ شمس ضیا ہیچ

روزیکه محیط کرمت موج برآرد
بر موجهٔ هر موجه دو صد کوه خطا هیچ

گر خون جگر در رهت از دیده بریزد
بی حسن قبولت ز سمک تا بسما هیچ

بی روی تو کونین بیک جو نستانیم
بی جلوهٔ حسن تو مرا هر دو سرا هیچ

رفتیم ازین غمکدهٔ و جز غم ایام
در بدرقهٔ خویش ندیدم بقفا هیچ

آنرا که بجز روی تو روشن نشود چشم
آوردن بوی و خبر باد صبا هیچ

مخفی بفغان کوش که در گلشن مقصود
بی زمزمهٔ مرغ چمن ساز و نوا هیچ

ناز و ستم یار خریدار دگر هیچ
مائیم و غم و گوشهٔ دیوار دگر هیچ

شیرین دمی و خسرو عشرتگه مقصود
فرهاد و غم و تیشهٔ و کهسار دگر هیچ

فردای قیامت بکف از نقد دو عالم
مائیم و همین حسرت دیدار دگر هیچ

از ما نستاند غم عشق تو اگر جان
رسوائی ما و سر بازار دگر هیچ

بلبل بفغان ست که زین باغ گل داغ
مخفی زده ام بر سر دستار دگر هیچ

ردیف الحاء المهمله

مشاطهٔ صبا چو کشاید نقاب صبح
گردد خجل بپیش رخت آفتاب صبح

ما آبروی خویش نه ریزیم پیش غیر
مشکل کشای ماشده چشم پرآب صبح

چون خضر کی رود ز پی آب زندگی
هر کس که یافت نشهٔ جام شراب صبح

یار و کرشمه ناز و ادا و غرور حسن
مخفی و آه و درد دل و اضطراب صبح

تازه میسازد گل تر مرده را نام صبوح
روح می بخشد روان مرده را جام صبوح

غنچه تا کے خواب غفلت گوشهٔ چشم بمال — دیده روشن میکند در باغ پیغام صبوح
باده را لبریز کن ساقی که بر میخوارگان — طرفة العینی بود آغاز و انجام صبوح
بهر صید عندلیبان احتیاج دام نیست — در گلستان برگ گل شد حلقهٔ دام صبوح
از فروغ روے شب خیزان بسان آفتاب — نور می بارد چو باران بر در و بام صبوح
بزم ما را نیست گر شمعے سحرگه گو مباش — طعنه بر خورشید دارد بادهٔ جام صبوح

کم نهٔ از بلبلے مخفی بر آور نالهٔ
بر خردمندان حرام ست خواب و آرام صبوح

دم مسیح بود در دم دمیدن صبح — حرام محض بود خواب و آرمیدن صبح
سزد که پہلوِ شوکت بر آفتاب زند — شب سیاه ز نور چراغ روشن صبح

شگفته بلبل عشقیم مخفیا بچمن
گل نسیم سحر چینیم از دمیدن صبح

ردیف الخاء المعجمه

چگونه نام تو رانیم بر زبان گستاخ — که نام تو نتوان برد بر نهان گستاخ
طواف کعبهٔ امید از برون کردم — درون خانه من شد چو میهمان گستاخ
بغیر قوت بازوے عشق قدرت نیست — که مرغ روح نشیند بر آشیان گستاخ
شب وصال نگهدار دیده پاس ادب — که عندلیب نباشد به گلرخان گستاخ
چه حکمت ست ندانم که با سپهر دو رنگ — ستارگان همه محجوب آسمان گستاخ
تو یوسفی و چه یوسف که مصریان یکسر — نثار حسن تو کردند نقد جان گستاخ

محال عقل بود عرض حال خود مخفی
بدرگهے که دران نیست پاسبان گستاخ

بدام زلف تو زد پنجهٔ صبا گستاخ
سرشک دیده روان شد بروی ما گستاخ

ادب مجوز اسیران که از نهایت حسن
بدور عشق تو شد دیدهٔ صبا گستاخ

ز چشم زخم خیالت چه بید لرزانم
که بیدریغ در آید بدیده ها گستاخ

ز انفعال شده زرد رنگ گلگونش
نهاده روی بپای تو تا صبا گستاخ

ادب ز مردم بیگانه کسب کن مخفی
که بی ادب نشود با کس آشنا گستاخ

ز عکس روی تو شد چهرهٔ گلستان سرخ
ز آب روی تو شد آبروی مرجان سرخ

تو آن گلی که به بستان عشق روز ازل
ز رشک داغ تو شد لالهٔ گریبان سرخ

قسم به نور جبینت که دیدهٔ خورشید
ندیده مثل لبت لعل در بدخشان سرخ

فشانده خونِ دل از دیده آنقدر مخفی
بجستجوی تو در ره که شد بیابان سرخ

ردیف الدال المهمله

باز عشق آمد و آرام و قرار از ما برد
مشق سودای جنونم طرفِ سودا برد

صحرا

دود آهم علم افراشت بایوان فلک
رتبهٔ کار مرا مشق جنون بالا برد

کشتی دیده ترا کار بطوفان افتاد
مشق این گریهٔ من کار ترا بالا برد

نیش اندیشه رگ دیدهٔ سودا بکشاد
سیل خوناب جگر ره بسوی دریا برد

مخفیا شعر دل آویز تو چون مژدهٔ وصل
تیرگیهای دل از دیدهٔ نابینا برد

باز سودای جنونم بر دماغم می خورد
ناخن آشفتگی بر زخم داغم می خورد

میرود بی اختیار از کف عنان اختیار
هر کجا یادِ محبت بر دماغم می خورد

رو بہر سو آورم از منجنیق روزگار / سنگ طفلان ہمچو مجنون بر ما غم میخورد

تیرہ بختی بین کہ اندر خانۂ وہم و خیال / سیلی بادِ حوادث بر چراغم میخورد

بس ضعیفم کرد غم از من نمی ماند نشان / خون دل چندانکہ در فکر سراغم می خورد

عنچۂ امید من مخفی چسان خواہد شگفت / جاے آب از دیدہ چون گلہاے باغم میخورد

ز زلف عشق بگردون طناب اگر باشد / چہ باک بر رخ دلبر نقاب اگر باشد

بغیر پرتو حسنت نمی شود روشن / درون خانۂ دل آفتاب اگر باشد

مباد دیدن وصلت نصیب دیدۂ من / بدیدہ ام شب ہجر تو خواب اگر باشد

آہے کہ ز دل بے اثر درد بر آید / گر آتش جانسوز بود سرد بر آید

گر خواہش پروانہ ندارد ز چہ رو شمع / در پیرہن سرخ چنین زرد بر آید

گر تخم طرب کاری و از دیدہ دہی آب / در باغ محبت الم و درد بر آید

گر بر رہ بزلف از رخ زیبات بر افتد / دود از دل خورشید جہان گرد بر آید

مخفی جگر کوہ شگافد دم صبحے / آہے کہ نہان از جگر مرد بر آید

غم ترا نہ ندانم چہ مدعا دارد / کہ روز و شب بتگاپو تقاضای ما دارد

ز سینہ نالۂ زارم بلب نمی آید / شکستہ بس بکفت پای خارہا دارد

دلم ز گریۂ بیداد و از جفاے فلک / نہان بہ دیدۂ خونبار دجلہ ہا دارد

ز گریۂ دیدہ ندارد تفاوتی شب و روز / مرا فراق ز وصل تو تا جدا دارد

ز زخم ناوک نازت نہان بہ ہر سوئے / روان ز خون دلم دیدہ چشمہا دارد

دلم ز مژدۂ وصلت شگفتہ می گردد / نسیم کوے تو خاصیت صبا دارد

چه مقصد ست ندانم مه ترا مخفی
که خفیه سوے تو هر دم نظاره ها دارد

باز امشب نالهٔ زارم پریشان میرود
سیل اشکم دست در آغوش طوفان میرود

بسکه در راه محبت اشک حسرت ریختم
کشتی عمرم بروے موج طوفان میرود

غصه پیشا پیش محنت از قفا مجنون عشق
سوی وادیِ محبت خوش بسامان میرود

مهر یوسف کرده بینا دیدهٔ یعقوب ع را
ور نه کے از مصر بوے تا به کنعان میرود

باعث برهمزن جمعیت دل مے شود
گفتگو هر جا که از زلفِ پریشان میرود

جذب عشق ست آنکه محمل از میان کاروان
بر سر مجنون مجرد در بیابان میرود

بسکه گشتم ناتوان از ضعف مخفی زیر لب
نالهٔ من با نفس دست و گریبان میرود

من و آن نماز شامی که زپے سحر ندارد
من و آه آه سردے که یکی اثر ندارد

ز سرشک دیده هر دم دُر لاله گون برآرم
چه کنم که بحر دیده به ازین گهر ندارد

تو ز بوستان حسنے که نسیم ره نیابد
من و نالهاے زارے که بلب گذر ندارد

بهوای سرشک دیده ز خیال ناله بگذر
که دگر ز ناتوانی هوس سفر ندارد

تو و شیوهٔ تغافل من و زخمهاے تیغے
که بر بخیت خون خلقے و دمش خبر ندارد

دل من اسیر مخفی به بلاے هجر تا کے
بجز از هواے وصلت گنه دگر ندارد

من و آن شعلهٔ آهے که شمعِ انجمن گردد
من و آن نالهٔ زاری که زیب صد چمن گردد

زبس گریم شب هجران من تنها ز تنهائیُ
ز خون دیده دامانم به از رشک چمن گردد

پریشان خاطری دارم ز سودای سر زلفی
که چندان میکنم جمعش پریشان تر ز من گردد

توی آن شمع رخساری که هر جا چهره بکشائیُ
چه پروانه بلا گردان دل صد مرد و زن گردد

بگلشن عندلیبان را سحر گه در فغان آرد   دل غمدیده ام هر گه که همراز سخن گردد

چو نقطه از خط هستی قدم بیرون نه ای مخفی
دلت کاوش تا کی بگرد خویشتن گردد

دلم تا کی چو پروانه بگرد شمع غم گردد   شرار شعلهٔ آهم بفرق سر علم گردد
نیاید شمهٔ تحریر از شرح غم هجران   محرر بر سر انگشت گر مثل قلم گردد

نگردد راست ای مخفی نهال قامتی کز غم
بهنگام طفولیت چو تار زلف خم گردد

تو گر از روی معشوقی می اندر جام خواهی کرد   جهانی را بعاشق پیشگی بدنام خواهی کرد
کمند زلف گر دام است و آن خال سیه دانه   بسی مرغ دل و جان را اسیر دام خواهی کرد
اگر آئین ناز این است و این طرزی که تو داری   تو کار صد مسیحا را بیک دشنام خواهی کرد
عنان ناز کمتر کش خدا را جانب وادی   که از جذب محبت وحشیان را رام خواهی کرد

غم مهجوری دوری نمی گنجد بصد نامه
مگر مخفی تو همراهی صبا پیغام خواهی کرد

برزبان هر گه سخن زان جامه گلگون میرود   در هوایش مرغ دل از سینه بیرون میرود
آن پری از ناز صید مرغ دلها میکند   هر طرف افگنده بر رخ دام شبگون میرود
ریختیم خون جگر چندانکه در وادی عشق   هر طرف بینی چو جیحون دجلهٔ خون میرود
می کشد جذب محبت ناقه را بی اختیار   ورنه کی از ناز لیلی سوی مجنون میرود

خواه افسون کن تو مخفی خواه داغم نه بسر
کی باینها از سر من عشق بیرون میرود

من و آن شعلهٔ آهی که در جان کباب افتد   من و آن ناله زاری که در دل اضطراب افتد
نباشد بو العجب گر من ز عشقت مضطرب گردم   حرارت آب را در دل ز عکس آفتاب افتد

زهر زنجیرهٔ موجے هلالی چهره بنماید
ز رخسارت اگر عکسی شبی بر روی آب افتد

گره بندد بهر تارے سر زلفِ پریشانی
بقصد صید مرغ دل چو اندر پیچ و تاب افتد

زند بر آتش هجران پر امید پروانه
بروی شمع هر مجلس ز رخ آن نقاب افتد

ز بس آلودهٔ جرمم ازین آلودگی ترسم
که هنگام سوال از من ملک اندر عذاب افتد

بذوق بزم می نوشان سری از شعله افزاید
بر آتش قطرهٔ خونی که از سیخ کباب افتد

شکیبائی شکیبائی که در راه طلب مخفی
کسے کو تیز رو باشد درین وادی شتاب افتد

باز از سودائے عشقم کار از تدبیر شد
رشتهٔ فرزانگی در پائے دل زنجیر شد

عشق را نازم که هر جا سنگ زد بر شیشهٔ
خون دل در شیشهٔ مے سنگ جو اوت شیر شد

شد حریم دل مرا رشک نگارستان چین
بسکه نقش آرزو در خاطرم تصویر شد

کاروان عمر مخفی بار رحلت را ببست
سر بر آر از خواب غفلت موسم شبگیر شد

تا آتش سودائے تو ما را بسر افتاد
جز نقش خیالت همه چیز از نظر افتاد

شد رشک گلستان ارم وادی هجران
بس خون دل و دیده که از چشم تر افتاد

نازم بخدنگ ستم یار که هرگه
از شست نگه رفت درون جگر افتاد

دیگر

هر که دم در عاشقی از نام و ننگی میزند
هر نفس با نفس کافر کیش جنگی میزند

می رباید دل ز دستِ اهلِ دل هر جا که هست
ناخن آشفتگی بر تار چنگی میزند

گردشِ گردون دون گر زیر دست آزاده ایست
سنگ ناکامی چرا بر پای لنگی میزند

دعوئے دانائی داز ابلهی طرز دگر
هر نفس شیطان به نفست ریو و رنگی میزند

نغمهٔ شادی سر آید نشنود گر گوش ما
زخمهٔ هر جا که غم بر تار چنگی میزند

از محیط آرزو آرد برون در یتیم — هر که چون غواص خود را بر نهنگی میزند

گر نهم تیر محبت را هدف مصحفی چرا
عشق پنهان بر دلم هر دم خدنگی میزند

مریض عشقم و ترسم طبیب ا نبض من گیرد — ز گرمی تنم آتش بدست خویشتن گیرد
از آن نبضم نمی بیند طبیب من که میداند — که از سوز جگر آتش مرا در پیرهن گیرد
مکن بطاقتی چندی تحمل کن تو پروانه — که شمع از چهره افروزی نشاط انجمن گیرد
ز آهم می جهد برقی ز سوز سینه می ترسم — که چون برقی جهد از تیشه اندر کوهکن گیرد
بگوش از تربت مجنون رسد یا حسرتا لیلی — شهید عشق کے آرام در گور و کفن گیرد
سر جنگ ست با مجنون از آن اہل شریعت را — که در درس محبت نکتهٔ بر ہر سخن گیرد
تنک ظرفی بود ورنه شرار سینهٔ آهم — رهِ آمد شدن نظاره را بر مردمان گیرد
تو خواهی در فغان باشی و خواهی بسته لب بلبل — محال است اینکه گل را باغبان اندر سخن گیرد

زبان در کام کش مصحفی و پای صبر در دامن
که آخر پنجهٔ شاه ولایت دست من گیرد

بریاد تو شب سیل سرشکم جگری بود — در موجهٔ خون کشتی چشمم سفری بود
هر طرف که اندیشهٔ من ساخت شکستم — چون کار مرا عمر همین شیشه گری بود
از آتش غم گرم نشد این دم سردم — از بسکه با آهم اثر بی اثری بود
بگسیخت نفس سلسلهٔ آه وگرنه — این سلسله تا کنگرهٔ عرش بری بود
انگشت تاسف بگزیدیم و گذشتیم — بر عمر تلف کرده که در بیخبری بود
گردیده مرا دیدهٔ یعقوب ع کجا رفت — آن بود که آغوش نسیم سحری بود

مصحفی برخست پردهٔ امید و دریدند
از یاس چو کارت همه هم پرده دری بود

آن دلی باشد که گرم از نشه هاے مے شود
دل بود آن دل که گرم از نالهاے مے شود

برنخیزد از زمین افسرده دِل کز زنده دل
در مے و عطش سراپا نعرهٔ یاسے شود

یک قدم از خواهش دنیا اگر بیرون نهی
بر سرت ترک کلاه فقر تاج کے شود

ره خطرناک ست و منزل دور مقصد ناپدید
آه یارب اینچنین وادی چگونه طے شود

از بناے عمر ریزد هر نفس خشتے برید
بیخبر این خشت ریزی زین بناتا کے شود

نشهٔ راحت به بخشد فی المثل گر یک هند
ثانی آنچنین هواے بوستان کے شود

مخفیا بزمت نشد گرم و گذشت هنگام وے
باز داری چشم خود را باز فصل دے شود

دردم ز درد کوهکن افزون نوشته اند
رزق مرا بدیدهٔ پُر خون نوشته اند

از حرف مدعا ز منجم نشان مخواه
کین راز سر بمهر بافسون نوشته اند

دیوانگیست سعی بتدبیر عقل ورائے
آنرا که سرنوشت چه مجنون نوشته اند

نازم بقدرتے که ندانست هیچ کس
بر صفحهٔ زمانه چه مضمون نوشته اند

مخفی بدرد خو کن و درمان مجو ز کس
کین نکته در کتاب فلاطون نوشته اند

ز روے پرتو نورے اگر بر آسمان افتد
فغانی روز رستاخیز در کون و مکان افتد

فروغ حسن اگر اینست و استغنا چنین باشد
بانداک فرصتی آتش بجان انس و جان افتد

چو با اغیار نشینی بکام خویش از عبرت
مرا آتش مثال شمع اندر استخوان افتد

کشید آخر برسوائی ز عشقم کار می ترسم
که آخر راز پنهان در زبان مردمان افتد

سیداوی

بصد افسوس و نومیدی ز عمر رفته یاد آرد
چو مخفی را نظر بر چشمهٔ آب روان افتد

باز از گریه مرا کار بطوفان افتاد
وعدهٔ وصل به بیداری هجران افتاد

چشم بر راه تو بس گریه کنان بربستم
لخت لخت جگرم از سر مژگان افتاد
گر گرفتم ره وادی سلوکت چه عجب
کار مجنون ز تغافل به بیابان افتاد

مخفی از دام غم آزاد نه گردد هرگز
هر که در حلقهٔ آن زلف پریشان افتاد

نه اگر سر تعشق سر زلف یار دارد
سر سنبل پریشان ز چه تار تار دارد
بیکی نباخت نردے سر زلف بر دو لها
بخدا که داد گیرے نه چنین قمار دارد
شب عیش باده کم خور بهواے کامرانی
که نماز شام مستی سحر خمار دارد
بچه خوشدلی بخندد لب غنچهٔ امیدم
که هزار خار حسرت بدل نگار دارد

بهواے شادمانی منشین شگفته مخفی
که هنوز محنت و غم بدل تو کار دارد

لب لعل تو خون ساغر و پیمانه می ریزد
گل روے تو آتش بر دل پروانه میریزد
ز خال و خط مهرویان مباش ای مرغ دل غافل
که صیاد از براے صید پنهان دانه میریزد
بمحفل ز آتش دل شمع زان مستانه میسوزد
که پنهان شعله از بال و پر پروانه میریزد
ز روے یار مینالم که قصد جان من دارد
که بر من ناوک بیداد را مستانه میریزد
نماند بعد ازین رونق بدریا ابر نیسان را
بدامان صدف از اشک بس دردانه میریزد

درین دیر کهن مخفی ز مجنون ست این آئین
که از هر سو ملامت سنگ بر دیوانه میریزد

در وفا آئین و رسم دوستدارانرا چه شد
من اگر دیوانه گشتم هوشیارانرا چه شد
روز نومیدی ہی پرسد ز حال من کسے
همنشینانم کجا رفتند یاران را چه شد
ظلم و بیدادی این دوران دون از حد گذشت
منجنیق چرخ و طرز سنگ بارانرا چه شد
در گلستان تمنا یک گل سیراب نیست
تازه کاریهاے ایام بهاران را چه شد

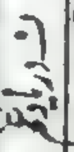
از زمین دل نمی روید گیاه خرمی — ابر رحمت راچه آمد پیش و باران راچه شد
نیست مجنونی که از روی رونق بازار عشق — طرهٔ شبگون وحسن گلعذاران راچه شد

ز محبت نالهٔ وزاری نمی آید بگوش
مخفیا خار انگاف کوهساران راچه شد

کسیکه عاشق خودبین وخود نما باشد — همیشه بردر معشوق چون گدا باشد
دراید غنچه زبیداد صبح پیراهن — رواست مرغ چمن راکه بینوا باشد
زحسن روز فزون تو دیده می گویم — که گر نثار شود عالمی روا باشد
چهاکه بر تو کنم ثابت از ستمگاری — میانهٔ من و تو حاکم ار خدا باشد

دل گرفتهٔ مخفی شگفته مے گردد
زمانهٔ که دران حرف آشنا باشد

بر سینه زبس درد وغم هجر جفا کرد — از ناله فرو ماند دل و ترک دفا کرد
شب دیده بدل قطرهٔ خونی نه نگهداشت — اے هجر چه گویم که بمن گریه چها کرد
در راه طلب همرهٔ ما کس نتواند — غم بدرقهٔ وغصه قفا رهبر ما کرد



بلبل بچمن نالهٔ حسرت زده دارد — گل باز مگر دست در آغوش صبا کرد

دیگر

از درد دلم مرغ هوا راکه خبر کرد — در باغ دلم باد صبا راکه خبر کرد
بخت سیاهم بود نهان از نظر خلق — شب راکه نشان داد غدا راکه خبر کرد
با جور وجفا بود دلم راسر لطفت — زین واقعه ارباب وفا راکه خبر کرد
برهم شدن زلف تو جمعیت دل بود — باشرم که این گفت وحیا راکه خبر کرد
از روی ریائے که جفائے تو مرا بود — غماز که شد روی ریا راکه خبر کرد
من بودم واندیشهٔ اقلیم قناعت — که عرض لشه کرد وگدا راکه خبر کرد

مخفی تو در خواب نمودند دوائے
بادرد چه کس گفت بلا را که خبر کرد

دل که همدم شد بغم الفت بشادی کم بود
شادی غمدیدگان در حلقهٔ ماتم بود

برامید وصل عمری میتوان در هجر زیست
گر بنائے عمر بے بنیاد و نا محکم بود

ناصحا از گریهٔ بسیار منع ما مکن
کز سر شک دیده باغ آرزو خرم بود

بے پری روئے نباشد نشئهٔ در بزم مے
اگر آب حیات و جام جام جم بود

مخفی از غمهائے هجران ناشکیبائی مکن
کز شکیبائی دل ناشادمان خرم بود

فتنهٔ عشق بهر خانه درون مے آید
تیغ بیداد بکف از پئے خون می آید

خانهٔ دیده ازان ست منور که نهان
دمبدم شمع خیالت به درون می آید

دل که عشق تو زمن برد یقین دانستم
کز سر زلف بتان بوے جنون می آید

بهوائے گل روئے تو بهنگام بهار
لاله با داغ دل از خاک برون می آید

مخفیا در غم ایام ز اغیار منال
هر چه آید بسر از بخت زبون می آید

شدم ز دست و دل دلربا نمی آید
اسیر دردم و تیر بلا نمی آید

نقود در یتیمی دیده صرف دل کردم
هنوز بر سرم آن بیوفا نمی آید

شدم بکوی محبت ز خویش بیگانه
بگوش من سخن آشنا نمی آید

تمام عمر بکنعانم از جدائی رفت
ز سوے مصر نسیم صبا نمی آید

زدم دفاتر ایام را بسے برهم
بچشم من سخن مدعا نمی آید

کشاده نافهٔ زلف تو تا گره از زلف
نسیم صبح ز سوے خطا نمی آید

بعزم کعبهٔ جانان سفر گزین مخفی
که مفلس از در شاهان گدا نمی آید

چه شد که اشک ز چشم برون نمی آید — چه شد که ناله من از گلو نمی آید

بحیرتم که ز شوکت چه جیب چاک نم — چه چاک سینه مراد رفو نمی آید

خمار از سر مستان نمی رود مخفی — بمجلسے که مے اندر سبو نمی آید

بس لذت درد هجر انفاسم پریشان می شود — هر که بیند رویم از دیدن پشیمان می شود

مدعی از چشم گریان دلم غافل مباش — قطره قطره رفته رفته موج طوفان می شود

می رود خون جگر از بس زراه دیده ام — گوشه ویرانه ام هر دم گلستان می شود

خانه عمر تو می ریزد شب و روز از فلک — تا بکے غافل نشینی خانه ویران می شود

مخفیا زنهار از درد پریشانی منال — کز صبوری کار دل آخر بسامان میشود

روز نومیدی چو آید آشنا دشمن شود — غم جدا شادی جدا دولت جدا دشمن شود

هر که پیش از وقت درمان خواه درد دل شود — گر حکیمش بوعلی باشد دوا دشمن شود

چون ز بلبل بخت برگردد بزعم باغبان — حسن گل را جنبش باد صبا دشمن شود

رو بسوے هر که آرم رو بگرداند ز من — بخت چون گردد زبون بر من قبا دشمن شود

بر مراد ما وزد در خشم اگر باد مراد — در محیط عافیت هم ناخدا دشمن شود

نیست مخفی در دل ما با کسے چون دشمنی — هر که با ما دشمن ست او با خدا دشمن شود

هر کجا موج غم عشق تو شبخون دارد — پاے خود عقل از ان سلسله بیرون دارد

لاف دانش نزنی کز غم نادانی خود — دل پر داغ ته خاک فلاطون دارد

گشت تکرار بسے نامه عشق تو ولے — کس ندانست که این نامه چه مضمون دارد

ناقه گر کرد غلط راه حرم باکے نیست — فیض صد کعبه سر تربت مجنون دارد

روز و شب دود فلک دست در آغوش من است
الفت انیست بمن گردش گردون دارد

میرسد دم زدن از عشق کسی را که مدام
دیده از گریهٔ مستانه چو جیحون دارد

دیده از اشک تهی زان نشود مختفی راه
که شب و روز نظر بر دل پرخون دارد

باز موج سیل اشکم دم ز طوفان میزند
چشمه سار دیده ام پهلوی عمان میزند

این سر شوریده سودای جنونی میزند
وین دل دیوانه ام دم از بیابان میزند

هر کجا خواهم نشینم از پئے برخاستن
خاطر آشفته ام دستے بدامان میزند

جمع جمعیت چه سود از دل که راه عاقبت
فتنه هاے گردش دوران پریشان میزند

بسکه درد آلوده ام پنهان بزیر پیرهن
بر تنم هر مو که بینی زخم پیکان می زند

بندهٔ عشقم که هرگه پا گذارد بر رکاب
بے محابا خویش را بر قلب ایمان میزند

آتش افروزان حذرها از سینه مختفی که باز
آه آتشناک آن آتش بدامان میزند

جانب اهل نظر گر نظرے بکشایند
از در غیب بروے تو درے بکشایند

طالبان بر هدف چرخ زنند تیر دعا
از کمان خانهٔ دل گر سحرے بکشایند

شاهبازان تو بر کنگرهٔ عرش پرند
بهر پرواز اگر بال و پرے بکشایند

دوش میگفت خبردار حرم در گوشم
کے در خانه بهر بیخبرے بکشایند

گر در کعبه برویم بکشاید مختفی
صبر دارم که بروے دگرے بکشایند

از جفا اهل وفا را نقض پیمان کے شود
جان سپار تیغ استغنا پشیمان کے شود

عاشقان را خواهشی جز خواهش معشوق نیست
تا گلستان نشگفد بلبل غزلخوان کے شود

تا پریشانی نگیرد در پریشانی کمال
جمع جمعیت بهم دست و گریبان کے شود

نیستی آمد وجود هستی اهل وجود / کافر از حرف مسلمانی مسلمان کی شود

گریه را داروی غم گویند حرفی بیش نیست / بر جراحت سودن الماس درمان کی شود

تلخی زهر شکیبائی کلید قفلهاست / کار بی سامان و بی صبری بسامان کی شود

تا نگردد شعله افروز آتش دیگ حسد / نرخ یوسف بر سر بازار ارزان کی شود

در ندانی درد نیاید تا طعام بی نمک / حاجت دست تطاول با نمکدان کی شود

لذت دردی اگر یابم بصد جان میخرم / جنس نایابست ای مخفی فراوان کی شود

چنانکه در حرم خاص کس نمی گنجد / درون سینهٔ تنگم نفس نمی گنجد

بهر دیار که فریاد عشق برخیزد / دگر نشستن فریادرس نمی گنجد

گرفته تنگ چنانم غم تو در آغوش / که مرغ روح مرا در قفس نمی گنجد

بذکر آن لب شیرین لب ادب بکشاد / که با حلاوت ایمان مگس نمی گنجد

دراز گردن محمل برآورد ای لیلیٰ / که در طریق محبت جرس نمی گنجد

نهاده پای خیال تو تا بخانهٔ دل / مرا بدیده خیال هوس نمی گنجد

شراب عشق کشد بر ملا زمان مخفی / که در بلاد محبت عسس نمی گنجد

سرشک دیده ام امشب چنان مستانه می آید / که پنداری برون از تن دل دیوانه می آید

بخون آغشته دل چندان بزیر خاک پنهان شد / که بوی خون دل از خاک این ویرانه می آید

ازان بر دل مرا هر دم شکستی بر شکست آید / که سنگ درد و غم بر سینهٔ دیوانه می آید

مشو مغرور جاه ای دل که هر سو گوش اندازی / صدای گنج قارون زین کهن ویرانه می آید

بپای شمع شد عمری نمی بینم پر و بالی / نهان از دیدهٔ مردم مگر پروانه می آید

ز بس شوق جنون دارد ز راه بیخودی هر دم / بطوف مشهد دیوانه ات فرزانه می آید

گرفتم آنچنان الفت بہم چشم غم مخفی
کہ در چشمم خیال عافیت بیگانہ می آید

برمراد ما نہ این گردون دون کم میرود
برمراد دیگران ہم گردن خم می رود

این دل آزاری فلک با ما نہ تنہا می کند
رسم و آئین ست کز دوران آدم می رود

نیستم آزردہ خاطر چون بدور روزگار
شادمانی دست در آغوش ماتم می رود

نازنینان پا نہند از ناز ہر جا بر زمین
ہمچو مجنون صد ہزاران را فراہم می رود

نیست آن بیداد زخم عشق را لذت شناس
کز پئے عیسی مریم بہر مرہم می رود

شیشہ را بکشا دہن ساقی کہ اہل ذوق را
حیف می آید بران عمرے کہ با غم می رود

ترک خود رائی نما ای دل کہ در درگاہ عشق
ہر کہ می آید ز خود بیگانہ محرم می رود

مخفیا نزدیک اہل ہمت از دون ہمتی ست
ہر زمان آنرا کہ ذکر نام حاتم می رود

بسکہ بیداد و ستم بر من ز گردون میرود
مرغ روحم از قفس ہر لحظہ بیرون می رود

خوردہ ام خون جگر چندانکہ چون مینائے مے
جائے آب از دیدۂ من اشک گلگون میرود

آنچنان جا کرد مہرت گرد درون سینہ ام
نے بہ پند و نے بجور و نے با فسون میرود

بے جراحت نیست یکدل اندرون سینۂ
بسکہ در دلہا خیالت بہر شبخون میرود

آب حیوان گر شود دریا و خضرش ناخدا
کشتی بخت زبون در موجۂ خون میرود

مطلب از جاہ و بزرگی دل بدست آوردن ست
ورنہ مخفی در زمین ہم گنج قارون میرود

آفتاب حسن ہر جا آتش افشان میشود
سایۂ کاکش طرۂ زلف پریشان میشود

گر بچشم تربیت بیند فروغ آفتاب
ہر کجا سنگے بود لعل بدخشان میشود

با رقیبان ترک صحبت کن کہ در گلزار عشق
از ہجوم عندلیبان گل پریشان میشود

از صبا بیهوده گلشن بار منت می کشد
خون چشم بلبلان زیب گلستان می شود

شد ز دست گریهٔ آخر خانهٔ چشمم خراب
سیل چون آید بنای کعبه ویران می شود

حق بمجنون ست ترک کوی لیلی گر کند
عشق چون غالب شود مسکن بیابان می شود

غم کز حد شد فزون باشد نشاط خرمی
خار چون همچشم شد با غنچه خندان می شود

گر بجوش آید تنور دیدهٔ غم دیدگان
ناخدا گر نوح باشد غرق طوفان می شود

مخفیا چون عندلیبان از پریشانی منال
صبر کن کز صبر کار آخر بسامان میشود

چنانم دل ز بیم مدعی در سینه می لرزد
که طفل از روز شنبه در شب آدینه می لرزد

بوقت عرض اگر دست و دلم لرزید معذورم
که بیخود رعشه دار از رعشهٔ دیرینه می لرزد

ز باد فتنه در گلشن ز چشم بلبلان پنهان
درخت بید مجنون را دل نگینه می لرزد

ز ضعف و ناتوانیها که از بخت زبون دارم
مرا امسال دل از محنت پارینه می لرزد

ز بس از گردش گردون دل بی‌همت هراسانم
دلم چون عکس آئینه درون سینه می لرزد

گرفت او گر ز بیدادی بطرز دشمن او دست
که مفلس در پلاس خرقهٔ پشمینه می لرزد

بزیر خاک اگر مخفی بیابد یکدرم مورے
ز عدل روزگار از تهمت گنجینه می لرزد

من و آن سر که صد سودا ز جانان در بغل دارد
من و آن دل که صد ناوک ز مژگان در بغل دارد

ز دستت گر برون شد دل مکن اندیشه ای بلبل
بجای دل اسیر عشق افغان در بغل دارد

ملک را در فلک پنهان بدام عشق اندازد
اداهای که آن زلف پریشان در بغل دارد

تو بیرحم و جفاجو و من آزرده می ترسم
که آه سینهٔ مجروح پیکان در بغل دارد

دو چشم گریه آلود و دلم چون بید می لرزد
که اشک در دامندان موج طوفان در بغل دارد

گل هر بوستانی را که بینی زیر پیراهن
گلستانی ز داغ یاس پنهان در بغل دارد

زآهی سر مظلومان حذر مخفی که هر آهی
بزهر آلود صد پیکان پنهان در بغل دارد

راز تو کلامیست که تفسیر نه دارد — ناز تو پیاییست که تقریر ندارد
بشکست خرد خامهٔ و بگرفت دواتم — در کنه کمال تو که تحریر ندارد
مسجود کواکب شدن یوسف حسنت — روشن شده خوابیست که تعبیر ندارد
صد سال درین ره نکند مرحلهٔ طی — گر راهرو عشق تو شبگیر ندارد
رنجیدن معشوق بغیر گنه از ناز — تقدیر الٰهیست که تدبیر ندارد
سودای سر زلف تو در سینه نهانی — در پای دلی نیست که زنجیر ندارد (نا تمام)
در مذهب ما دم زدن از عشق حرامست — مرغی که هوای گل کشمیر ندارد
یا عدل ترا گوش اجابت شنوا نیست — یا نالهٔ من پیش تو تاثیر ندلدد
از جنبش بادی که ترا خانه خرابست — این خانه خراب این همه تعمیر ندارد

مخفی بخزان ساز که بستان تمنا
چون نقش خیالیست که تصویر نلدد

محبت تا بوادی جنونم رهنما باشد — دلم در قید زنجیر سر زلف دوتا باشد
بریدم از وطن الفت بغربت زان گرفتم خو — که در تنهائی غربت خیالت آشنا باشد
گشاید دیده گل را که بیند نالهٔ بلبل — اگر بوی ز پیراهن بهمراه صبا باشد
زناکامی بدرد دل نه تنها من گرفتارم — بعالم هر کرا بینی بدردی مبتلا باشد
مکن اندیشهٔ ماضی مشو در فکر مستقبل — غنیمت دان همین دم را که این دم کیمیا باشد

چو تدبیر خداوندی برون از حد تدبیر است
اسیر فکر غم مخفی کسی چندین چرا باشد

بوی جان از نفس سوختگان می آید — که نسیم سحری مشک فشان می آید

سر ما ماند همه در دل غم پرور ما | راز شمع است که از دل بزبان می آید
نوح را معجزه آنوقت مسلم دارم | که ز طوفان محبت بکران می آید

دیگر

من و آن حلقهٔ زلفی که زنجیر صبا گردد | ولے آن پرتو حسنے که عالم را ضیا گردد
نیاید بوے پیراهن بغیر از جانب یوسف | همه عمرے اگر یعقوب دنبال صبا گردد
بنازم زلف خوبان را که بهر سایه افگندن | گهے سنبل شود بر رو گهے بال هما گردد
سها بیگانه بنشیند نه دارد الفت خویشان | ولے کو با سر زلف پریشان آشنا گردد
سپردم دل بسودایت که شاید با نوا گردم | چه دانستم کزین سودا دلم هم بینوا گردد
ز تاثیر جنون گشتم چنان مشهور در عالم | رسد با کیمیا چون مس وجودش کیمیا گردد
بکش دارو ی بینائی صبا بیهوده در چشمم | که در چشم گرفتاران غبار تو تیا گردد
مجنون چنین مشهور عالم شد | بکام خویشتن مخفی محال ست آنکه بنشیند
| کسے کز همنشین خود بناکامی جدا گردد
دلے که محرم درد تو دلربا گردد | چسان بمردم بیگانه آشنا گردد
بهر دیار که گرد بلا برانگیزد | مرا بدیدهٔ امید تو تیا گردد
مکن تکبر جاه و مناز بر دولت | که از ادائے مخالف غنی گدا گردد
ز داغ درد جدائی دل ملک سوزد | دران زمان که دلی از دلی جدا گردد
من و محبت ودر سر هوای سودائی | که سایهٔ اش بسر مهسایه هما گردد

دیگر

شب گذشت و شمعے روشن بزم ما نشد | صبح شد در خواب غفلت چشم بینا نشد
بر خمار آلوده می آب است و بدست آتش است | آب و آتش جز به بزم میکشان یکجا نشد
ظاهر و پنهان ز بهر خاطرم در روزگار | فتنهٔ کو کان مکرر هر زمان پیدا نشد

بوی یوسف کرد بینا دیدهٔ یعقوب را — ورنه با بادِ صبا چشمِ کسی بینا نشد
بی مربی هیچکس در هیچ جا کاری نساخت — بی مددگاری ابری قطرهٔ دریا نشد
نی مرا آرام در شهر و نه در وادی قرار — همچو من در عشق مجنون دگر پیدا نشد
شد چنان مخفی ز دستم دل که چندان جستمش — در درون سینه زان نام و نشان پیدا نشد

غنچهٔ لعل لبت گر از تغافل نشگفد — بشگفم چون بلبلی کز دیدن گل بشگفد
گر صبا آرد شمیم پیرهن سوی چمن — غنچه را دل در درون سینه چون گل بشگفد
بر دماغم میخورد از بید باغی بوی گل — خاطرِ آشفته ام از نشئهٔ مل بشگفد
غنچهٔ طبعم نمی خندد بشورستان هند — همتی یاران که از گلزار کابل بشگفد
پا بدامان محبت کش که مخفی عاقبت — در بیابان لاله را دل از تحمل بشگفد

تحمل

نومید ز دیدار تو تا چند توان بود — تا چند بامید تو خرسند توان بود
لب تشنهٔ و دل خسته و سرگشته و حیران — با درد و غم هجر تو تا چند توان بود
گر گفت و شنود غم هر روز نباشد — صد سال بزنجیر بلا بند توان بود
پیمانهٔ امید تو بشکست دلا چند — بیهوده ز اندیشهٔ پیوند توان بود
مخفی قدح توبه شکن بر لب دل ریز — آشفته چنین چند ز سوگند توان بود

در دلم تا کی خیال جام مینا بگذرد — بر سرم تا چند این آشوب سودا بگذرد
بگذرد هر گه خیال عاقبت در خاطرم — شعلهٔ آه دلم از سقف مینا بگذرد
بر محبت میفزاید بر سر بازار عشق — بر سر عاشق ز رسوائی چه غوغا بگذرد
شب شود هر روز بر امید فردا روز من — حیف زین عمری که بر امید فردا بگذرد

بعد ازین مخفی من و پاس دل فارغ ز غم
تا بکے عمر گرامی در تمنا بگذرد

ستم از حد گذشت آه سحر افراختن دارد
ز زهر آلوده تیرے ناله انداختن دارد

ستمگاران نمیدانم کرا غارت کنند امشب
سپاه ناله و آهم هوای تاختن دارد

دل افسرده ام تا کے درون سینه ام باشد
چو گل پژمرده شد از دست خود انداختن دارد

اگر پروانه را سوزد پر و بالے عجب نبود
درین آتش سراپا شمع جان بگداختن دارد

ببردی داد دل اے فلک از من دغا کردی
ز بهر امتحان یکبار دیگر باختن دارد

بنای می نهی هر روز بر قصر امل از نو
ز بهر دین محقر خانهٔ هم ساختن دارد

ترا صرف غم دنیا تمامی عمر شد مخفی
بکار آخرت هم ساعتی پرداختن دارد

مستان شب مستی در میخانه به بندند
در را برخ محرم و بیگانه به بندند

تا راز نهان مے و ما فاش نگردد
دل دهن شیشه و پیمانه به بندند

در بزم طرب شمع اگر نور نه بخشد
خاکستر من بر پر پروانه به بندند

ارباب سخن عمر گرامی به عبث رفت
تا کے سخن پیچ چو افسانه به بندند

تا عهد وفا صورت نقصان نپذیرد
مخفی بتو غم عهد بزرگانه به بندند

دل ز دستم رفت یاران فکر جان و دل کنید
مرغ دل را یا بدست آرید یا بسمل کنید

پیش لایعقل ز دانش دم زدن نیکو نیست
گفتگوے عقل را با مردم عاقل کنید

دل درون سینه دارد دل نمی یابم نشان
نکته سنجان معانی حل این مشکل کنید

زندگانی غافلان خواب و خیال بیش نیست
حیف اوقاتی که صرف صحبت جاهل کنید

بسکه بر دل داغ دارم لاله روید از زمین
بعد مردن گر مرا مدفون بزیر گل کنید

میکشان ساغر بدستم جمله پی در پی دهید
تا ز جام آرزویم مست و لایعقل کنید

شد تباهی کشتی عمرم بطوفان بلا
دیدهٔ و دل تا بکے اندیشه ساحل کنید

من و عشقی کزان آتش بشمع جانمن گیرد
من و دستی که خار محنتش دامان من گیرد

زبس اشک ندامت ریختم از دیده می ترسم
که عالم را مبادا موجهٔ طوفان من گیرد

چنان شد روشنی در دهر ناپیدا که در دیده
چراغم روشنی از ظلمت زندان من گیرد

غریق بحر اندوهم باین امید خرسندم
که شاید دست من بار دگر جانان من گیرد

زسینه شعلهٔ آهی پریشان کرده ام مخفی
که شاید آتشے در خرمن هجران من گیرد

کدام دل که پے فتنهٔ نگه نه رود
کدام دیده که آتش بخاک ره نه رود

دلے که جرعه کش بادهٔ محبت شد
بسیر بتکدهٔ و طوف خانقه نه رود

بآب زمزم و کوثر اگر بشویندش
زروے بخت سیه گونه سیه نه رود

بزور جور و ستم ملک دل خراب مکن
که بر ولایت ویران امور شه نه رود

ز گفتگوے رقیبان مرو ز جا مخفی
کسیکه محو نگه شد ز جا بگه نه رود

هیچگه باد صبا زاره بباغ ما نه شد
تازه از بوے گلے هرگز دماغ ما نشد

خون دل چندانکه بلبل ریخت بر طرف چمن
یک گل خندان بگلشن همچو باغ ما نشد

بسکه دارد تیرگی بخت سیاه ما شبے
از براے امتحان روشن چراغ ما نشد

نشئهٔ مستی چسان باشد که از میناے بخت
غیر خون دل شرابے در ایاغ ما نشد

مخفیا از بهر الفت در بساط روزگار
کو غم و درد دے که اول در سراغ ما نشد

بسینه آتش شوق تو تا وطن دارد
دلم ز داغ محبت چمن چمن دارد

زتیغ غمزهٔ جانان درون سینه نهان ⁂ چه زخمها که دل ناتوان من دارد

زدست جور حوادث دلم چو غنچه شگفت ⁂ هزار چاک بهر طرف پیرهن دارد

بزیر خاک تنم را چه حاجت کفن است ⁂ شهید تیغ محبت زخون کفن دارد

دماغ جان سخن تازه می کند مخفی ⁂ میان زلف سخن نافهٔ ختن دارد

گرفتاری که داغ دل به زیر پیرهن دارد ⁂ زخون دیده دامان را به از رشک چمن دارد

زخان و مان چه بگذشتی چه در گلشن چه در گلخن ⁂ گرفتار محبت هر کجا افتد وطن دارد

کهن زالیست این دنیا بمکاری که از هر سو ⁂ نهان در زیر هر سنگی هزاران کوهکن دارد

سبز و صحرای محشر را که رشک گلستان گردد ⁂ اجل پنهان بزیر خاک بس خونین کفن دارد

دل غمدیدهٔ مخفی زبار غم همی نالد ⁂ فغان از ناتوانیهای جان خویشتن دارد

سودای عشق گر ز دماغم برون کشند ⁂ یارب چسان زگلشن و باغم برون کشند

گیرم که زخم سینه بمرهم شود علاج ⁂ از دل چگونه آتش داغم برون کشند

نی همدمم به بلبل و نی محرمم بگل ⁂ خواهی ز راغ خواه ز باغم برون کشند

گشتم چنان ضعیف که از ضعف خویشتن ⁂ مخفی درون خانه سراغم برون کشند

در تمنای لب مینا اگر ساغر کشد ⁂ لخت لخت دل بیادت از دو چشم برکشد

هر که بریاد تو می نوشد بر آن باشد حلال ⁂ گر درون کعبه مستی آید و ساغر کشد

بسکه با پروانه دارد کینه در دل باز شمع ⁂ گر بسوزد انتقام خود ز خاکستر کشد

بوی خون آید ازان هاولای سودای جنون ⁂ سبزه گر از تربت من بعد مردن سر کشد

هر که لب بر لب نهد جام محبت بادش ⁂ همچو مخفی می زعکس شعلهٔ او در کشد

گر باد صبا صد ره پیغام بگوش آرد
بیهوش محبت را مشکل که بهوش آرد

گر بزم طرب این ست گنجائش آن دارد
خورشید صراحی را بر کرده بدوش آرد

من بندهٔ آن زلفی کز سلسلهٔ آزادان
در قید گرفتاری صد حلقه بگوش آرد

ساقی قدحی پُر کن زان باده که از عکسش
در سینه ز بدمستی دل را بخروش آرد

مخفی به درون دل از آتش مایوسی
تا چند تمنا را چون دیگ بجوش آرد

فغان بلبلان امشب بهر گلشن اثر دارد
مگر دردِ دلم آهی بدنبال سحر دارد

کمین من کمر بسته مگر این بخت برگشته
که از روز دگر هر روز زحالم را بتر دارد

گهی پروانه میسوزد گهی شمع از جدائیها
بعالم هر کرا بینی تو داغِ بر جگر دارد

بجانم کی شود حاصل بآسانی که شد عمری
ستم از روی قدرت دست با منِ کم دارد

مگر خشم ست سرتاپای این چرخ جفا پیشه
که هر جا میروم این کج نهادم در نظر دارد

شدم یعقوب هجران و نیامد بوی پیراهن
پسر را نیست آن مهری که در خاطر پدر دارد

جفا جویا ستمگارا حذر از آه مظلومان
که تیر آه مظلومان نهان در سنگ اثر دارد

بکار کس نمی آید هنر مخفی درین عالم
خرِ عیسی هنرمند ست گر در کیسه زر دارد

دیده را با دل بگردش اتفاق افتاده بود
کز فغانم چرخ گردون در فراق افتاده بود

بر سر هر خار مژگان لختی از دل بسته بود
چاشنی درد هجرم در مذاق افتاده بود

بسکه از درد جدائی بیقراری داشتم
نالهای زار من تا صبح طاق افتاده بود

دفتر دانشوری را من مرتب ساختم
ورنه این اوراق عمری بی سیاق افتاده بود

چشم خون آلوده مخفی ز دل شب تا سحر
امشب از بیطاقتی با طمطراق افتاده بود

تا ز خاکم بتہ خاک نشان خواہد بود
چشم امید براہت نگران خواہد بود

بر امید گل وصل تو بہر شام و سحر
مرغ روحم بہ بدن نعرہ زنان خواہد بود

نقد جان را بدہ و جنس محبت برگیر
تا بکے فکر و غم سود و زیان خواہد بود

تا بود گردش ایام بہم ناز و نیاز
ہمچو زنجیر وفا کش بکشان خواہد بود

رفت ہنگام بہار و گل داغم نشگفت
تا بکے غنچہ درین پردہ نہان خواہد بود

باغبان غرہ بخوبی گلستان نہ شوی
آخر اے موسم گل فصل خزان خواہد بود

عنقریب ست کہ از اشک اسیران ستم
سر بسر دشت جہان آب روان خواہد بود

بر سرِ راہ فنا باش بامید بقا
کہ برین راہگذر پیر و جوان خواہد بود

آخرِ دور شد و نشہ بما یار نہ شد
گر این نشہ بدور دگران خواہد بود

تا ز جان ہست رمق در رہِ جانان مخفی
بندۂ بندۂ عشق از دل و جان خواہد بود

از آنم مرغ دل امشب سوے گلزار می آید
کہ با باد صبا بوے ز زلفِ یار می آید

مشو آزردہ دل مجنون ز سنگ کودکان ہرگز
کہ زینسان بر سر عاشق بلا بسیار می آید

ز بس فرہاد زد تیشہ بہ کوہِ بے ستون عشق
ہنوز از بیستون آن نالہاے زار می آید

سرِ آسودگی داری سرِ اہل ملامت مجو
کہ بر سر ہر چہ آید بر سر دستار می آید

چہ غم گر بر سر کویت بزنجیر جنون آیم
برہمن ہم بگرد کعبہ با زنار می آید

زبون تر نیست گر ہر روز از ان روز دگر طالع
چرا چندے مرا امسال یاد از پار می آید

گروہِ عافیت کیشان حذر از موجۂ طوفان
کہ از دریاے چشم بوے خون بسیار می آید

بطرف کعبۂ لیلیٰ از ان مجنون سر نے آید
کہ لیلیٰ ہر نفس در دیدہ اش صد بار می آید

سرِ دار محبت را شریعت دان مہیا کن
کہ منصور دگر اینک بپاے دار می آید

بوقت ناتوانیہا ز بالینم مکش دامن
کہ قوت از عیادت در تن بیمار می آید

نمی دانم چه سرّست اینکه در دیر و حرم مخفی
بگوش از هر طرف آواز استغفار می آید

گر سنبل زلفت بخریدار فروشند
صد جان بستانند و یکی بار فروشند

بیگانهٔ عقلند گروهے کہ مئے ناب
در کوچه و بازار بدینار فروشند

بردار نقاب از رخ و شورے بجهان ریز
کین اهل نظر دیده بدیدار فروشند

زاهد بگسل سبحه و زنار بدست آر
کین مغبچگان سبحه و زنار فروشند

کوته نظران هست وطن اهل همم را
جائیکه غم و درد بخروار فروشند

تا چند صفت ساکن دیر نه خم گشتیم
گو خلد برین جمله باغیار فروشند

مخفی بجوے خلد برین را نه ستانند
آنانکه دل و دیده خونبار فروشند

فراقم تا بکے از دیده خوناب جگر ریزد
سرشکم چند چون آتش دراز راهِ نظر ریزد

مروت می کند با من غم هجران که بر زخمم
فشاند ریزهٔ الماس وانگه نیشتر ریزد

به بلبل باد ارزانی گل و گلشن که پنهانی
گل حسرت بدامانم ز مژگان چشم تر ریزد

خم میخانهٔ صبرم زخون دیده لبریزست
تنکظرفی کند ساقی اگر جام دگر ریزد

بسینه آتشے دارم ز سوز داغ هجرانت
که از تاثیر مکتوبم شرر از نامه بر ریزد

تماشا کے توان کردن گلستان محبت را
که آتش از زمین روید و شبنم از شرر ریزد

غنودن تا بکے مخفی سرت بردار از بالین
که فیض عالم بالا در آغوش سحر ریزد

باز امشب نالهٔ زارم پریشان می رود
دست بے صبری من سوے گریبان میرود

تحفهٔ اشکے اگر داری بیا اے چشم تر
قاصدِ چاک گریبان سوے دامان میرود

دست قدرت کوته است و پاے در زنجیر ظلم
فطرتِ دونِ همم دنبال شوخان میرود

ناخدا اگر نوح باشد در محیط عافیت
کشتی بخت زبون در موج طوفان میرود

راز خود افشا مکن مخفی که در راه طلب
قاصد زندانیان از خلق پنهان میرود

خانه غارت شده را شمع و چراغی نبود
مرد ماتم زده را ذوق دماغی نبود

نشگفد غنچهٔ دل تا نبود فیض چمن
باده زهرست اگر گوشهٔ باغی نبود

نیست آرام دل غمزده ام را بفغان
در جگر تا که مرا سوزش داغی نبود

سرگرانی نرود از سر او تا دمِ صور
هر که او مست بدامان ایاغی نبود

نیست بے روی تو در دیدهٔ من پرتو نور
بے زروے تو مرا چشم و چراغی نبود

ز بس طوفان اشک از گریه ام در چشم تر پیچید
نفس در دل کند تنگی و آهم در جگر پیچید

برآرد دود آهم سر اگر از سر کنم عیسیم
که بیخود عشق پیچان در بهاران سحر پیچید

رضا را با قضا در ده که بس امر محالست این
که از تدبیر دست ما سرِ دستِ قدر پیچید

ازان گرد نیاز من بنازت هر زمان افزون
که صید تازه زیر دام بر خود بیشتر پیچید

کند صیدِ بسے دلها چو صیاد مه حسنت
بقصد صید بگشاید سر زلف کمر پیچید

زهندو بوسے کفر آید اگر در هر نفس خود را
بآب زندگانی شوید و در مشک تر پیچید

زاشکم چهره گلگون شد نماز شام را ترسم
که مخفی شعلهٔ آهم بناگه در سحر پیچید

نشترے کو تا که ریش سینه را مرهم نهد
شادی و غم را دمے روئے بروئے هم نهد

نیست کام دل میسر در رهِ آوارگی
شاد باشد هر که دل در حلقهٔ ماتم نهد

در گلستان تمنا هر سحر بر روے گل
از سرشکِ بلبلان باد صبا شبنم نهد

ناله بے تاثیر گردد چون برون ایند دل
کو دلے تا در هجوم درد لب بر هم نهد

دستخط

دفتر امید را گیرد چه مخفی در کنار
هر که بند صبر را بر پاے دل محکم نهاد

باز جمع اند بگرد تو پریشانے چند
لاف عشق تو زنند بیسر و سامانے چند

تا بکے شمع صفت گرمی بازار کنی
محو دیدار تو اند عاجز و حیرانے چند

بسکه در هجر تو لخت جگر از دیده فشاند
آورم تحفه بگلزار تو دامانے چند

تاب جور تو نه دارند خدارا بگذر
باز دیگر ز سر جرم پشیمانے چند

رفت از دیدهٔ مخفی همه اطفال سرشک
راه کوے تو گرفتند پریشانے چند

خوشا آندل که پابند سر زلف پریشان شد
چو غنچه دامنش پر خون چو گل چاکش گریبان شد

مکش ایدل ز دامان محبت دست همت را
که دست هر که کوته شد ازین دامان پشیمان شد

سر خود گوے میدان محبت کرده ام روزے
که حسن تو سوار اسپ و تار زلف چوگان شد

ز بس خون جگر در هجر تو از دیده می ریزد
بیا در کشتی چشمم نشین جانان که طوفان شد

نگر دیدی بخواب امشب جمال دوست را مخفی
که هر کس دید امروزت تعجب کرد و حیران شد

دوش دود هوسم باز سرم بر می شد
لب امید من از خون جگر تر می شد

باز سوداے غمم تازه جنون ساخته بود
نغمهٔ شوق تو تا صبح مکرر می شد

باهمت نالهٔ دل دست و گریبان شده بود
مشق سوداے تو بر هر دو مظفر می شد

چون جرس مرغ دلم ناله پریشان می کرد
هر نفس دفتر انفاس من ابتر مے شد

بسکه طفل آرزویم نوک خنجر می مکد
در گمان افتم که شاید شیر مادر مے مکد

حرف عشقت به زبان فکر هر کس بگذرد
از زبان شعله لذت چون سمندر مے مکد

از لب شیرین جانان هر که شیرین لب کند — تا قیامت از لب خود شیر و شکر می کند
در ره کوے محبت از ملامت خارهاست — ره نورد عشق نوش از نیش نشتر می کند

مخفیا گردد بدولت شهسوارے هم رکاب
کاب تیغ از دیدهٔ خوناب جوهر می کند

دلے کز غم هراسد او مروت را نمی شاید — ندارد زخم دل هر کس شهادت را نمی شاید
بمحشر هر کرا نبود ز تار زلف زنارے — بود بیگانهٔ دین و شفاعت را نمی شاید
نخواند هر که از عشقت سبق در مکتب معنی — امام عصر اگر باشد امامت را نمی شاید
بخون آغشته گر نبود کفن در خاک عاشق را — شهید اکبر ار باشد زیارت را نمی شاید

ره عشق است ای مخفی بجر بایدت رفتن
که گر عیسیٰ بود همره رفاقت را نمی شاید

بناکامی بغربت رو نهادم تا چه پیش آید — عنان دل بدست هجر دادم تا چه پیش آید
بسے کردم تگاپوی و نبردم ره بمقصودے — بگرداب محبت اوفتادم تا چه پیش آید
خریدم درد عالم را به نقد زندگی آخر — متاع دل درین سودا نهادم تا چه پیش آید
شدم مجنون و سرگردان بجستجو از کون آخر — درین وادی بجان نامرادم تا چه پیش آید

نشد گر تازه کام من بجام عافیت مخفی
بجام غم لبے بر لب نهادم تا چه پیش آید

هر که روے طلب از خاک درت بر گیرد — خاک گردد به کفش گر مثل زر گیرد
تا بمحشر بود از بادهٔ شوقت بیهوش — هر که یک جرعه بیاد تو ز ساغر گیرد
سوزش سینه دلا از اثر آه مپرس — که بیک شعلهٔ آن کون و مکان در گیرد
خواهم از سوز فراق تو نویسم ترسم — کاتشے در سخن و نامه و دفتر گیرد
مخفیا نیست دگر تاب و توانائی غم — واے گر چرخ ستم را ز بن از سر گیرد

ز استغنا نگاهی گر ترا بر ما نمی افتد ‌ ‌ ‌ نمی رنجم هما را سایه چون هر جا نمی افتد
خیال عشق از چشمم نمی آید از آن بیرون ‌ ‌ ‌ که در عالم در مکنون بجز دریا نمی افتد
چو از شستِ نگه ناگه کشائی ناوکِ نازی ‌ ‌ ‌ درون سینهٔ ما جو که دیگر جا نمی افتد

ز هجران شد قد مخفی مثال حلقهٔ قوسی
دلی از قوت شوقت هنوز از پا نمی افتد

ترا هر گه گرِه از طرهٔ طرار بکشاید ‌ ‌ ‌ دل باد صبا را عقدها از کار بکشاید
نمی دانم چه سحرِ سامری دارد سرِ زلفت ‌ ‌ ‌ که گر بیند برهمن رشتهٔ زنار بکشاید
بهار از خود چه می نازی که خونِ چشم فرهادست ‌ ‌ ‌ که گل با داغ دل در دامنِ کهسار بکشاید
نهد بر پای افغانم سرِ تسلیم را بلبل ‌ ‌ ‌ ز درد عشق اگر مرغ دلم منقار بکشاید
تو به گلزار ای بلبل که مستان محبت را ‌ ‌ ‌ گل مقصود از لعل لب دلدار بکشاید

ز لوحِ دل فرو شوید حدیث عشق را مخفی
کسی کو نامهٔ دردِ ترا یکبار بکشاید

تا بگلزار جهان آن گل رعنا سر زد ‌ ‌ ‌ رونق عشق فزون گشت و تمنا سر زد
در عدم روز ازل طنطنهٔ حسن تو بود ‌ ‌ ‌ که بمیدان جهان اینهمه غوغا سر زد
جلوهٔ حسن تو بر دامن کهسار گذشت ‌ ‌ ‌ آب و آتش ز دل و سینهٔ خارا سر زد
نه همین در کفِ موسیٰ بود اعجازِ عصا ‌ ‌ ‌ صد چو اعجاز عصا زان ید بیضا سر زد
پرتو حسن ترا دید چو خورشید از دور ‌ ‌ ‌ به در و بام بر آمد به تماشا سر زد
غنچه سان تا لب میگون تو خندان گردید ‌ ‌ ‌ لعل از سنگ و ز یم لولوی لالا سر زد

تا تو کردی بچمن نغمه سرائی مخفی
نرگس و سنبل ترا از دل غبرا سر زد

شب مرا ز هر غمت در استخوان جا کرده بود ‌ ‌ ‌ درد و داسی درد من کار مسیحا کرده بود

همچو پروانه دلم برگرد فانوس خیال
تا سحر می گشت دیدارت تمنا کرده بود

از محبت دور باشد در طریق عاشقی
آن ستمهائے که یوسف با زلیخا کرده بود

در سر کوے ملامت راهها طی کرده ام
دشت پیمائی همین مجنون نه تنها کرده بود

دوش شد هم بزم من آن نازنین مخفی دلے
فتنه هاے تازه را از ناز برپا کرده بود

تا چشم تو فتنهٔ جهان شد
تیغ ستم تو جانستان شد

شد سینهٔ عاشقان نشانه
تیر نگهت چو در کمان شد

جان گشت اسیر شحنهٔ عشق
دل بند کمند مهوشان شد

بشگفت ترا چو غنچهٔ لب
مرغ دل روح در فغان شد

بے روے تو نو بهار ایام
در دیدهٔ آرزو خزان شد

از بسکه ز هجر ناله کردم
هر موے مرا سر زبان شد

گفتی که ز غم بمیر مخفی
المنة لله آنچنان شد

گردت چو بروے ما نشیند
آتش بدل صبا نشیند

تیرے که ز شست چرخ آید
در دیدهٔ بخت ما نشیند

خارے که بدشت دهر روید
در پاے امید ما نشیند

هر دل که بدرد آشنا شد
حیف است ز غم جدا نشیند

مخفی چو دلے اسیر غم شد
آزاد دگر کجا نشیند

بسینه گر غمت را جا نباشد
بعالم همچو من تنها نباشد

چراغ زندگانی از تو روشن
چنین شمعے بمحفلها نباشد

بیا در چشم من چون نور جا کن ؎ کہ بے تو مردمک را جا نباشد
بدرد عشق اے شوخ جہانسوز کسے را عقل پا برجا نباشد

زبس نالم ز درد ہجر مخفیؔ
چو من مرغے بگلشن ہا نباشد

گر سحر بوے ازان زلف دوتا برخیزد دل عشاق چو بلبل بہ نوا برخیزد
ہر کہ در حلقۂ دام سر زلف تو فتاد تا قیامت نتواند کہ زجا برخیزد
گر برانی نہ روم از سر کویت ہرگز ہر کہ بنشست بمقصود چرا برخیزد
رفت اگر دیدہ چو یعقوب دل از پا منشین بو کہ یکبار دگر باد صبا برخیزد

خرمن انجم و افلاک بسوزد مخفیؔ
آہ سردے کہ نہان از دل ما برخیزد

ہر کہ از عشق راز می گوید حرف سوز و گداز می گوید
نالۂ زار عندلیب چمن از ادا ہاے ناز می گوید
شرح شوق تو میکند تقریر ہر چہ در پردہ ساز می گوید
جذبۂ عشق با دل محمود شرح زلف ایاز می گوید
دام زلفت نہان مرغ دلم قصۂ کبک و باز می گوید

مخفیا راز عاشقان باشد
ہر چہ بانگ نماز می گوید

بیا بیا کہ مرا تاب انتظار نماند عنان دل ز کفم رفت و اختیار نماند
نشست ناوک بیداد بر دلم چندان کہ چشم اہل قلم را سر شمار نماند
صبا بیا بتماشا کہ در حدیقۂ ما کہ باد حادثہ اش غنچہ و بہار نماند
فشاند خون دلم آنقدر کہ اندر خاک کہ باغ عیش مرا حاجت بہار نماند

دلا ز گردش ایام بیقراری چیست — به چو دور خسرو و شیرین بیک قرار نماند

ز گلستان محبت نشان مجو مخفی
که غیر داغ دل و سینهٔ فگار نماند

بیا که بی گل رویت بدیده آب نماند — ز سوز آتش هجرت بسینه تاب نماند
ز بسکه خون جگر خوردم از پیالهٔ چشم — به بزم عافیتم لذتِ شراب نماند
صبا ز زلف تو بوی بصحن باغ آورد — ز شوق روی تو یک غنچه در نقاب نماند
نشست بر گل روی تو چون عرق ز حیا — بریخت رنگ گل و رونق گلاب نماند

بیا بیا که ز بیداد هجر مخفی را
بسینه طاقت صبر و بدیده خواب نماند

باد باغی که گلش حلقهٔ ماتم باشد — نخل امید ز خون مژه خرم باشد
لب چسان در بغل خنده کشایم که مدام — رونق کار من از اشک دمادم باشد
نروم از پی درمان و بمیرم ز الم — گر دوا بخشش مرا عیسی مریم باشد
رنج بیهوده چو بلبل مکش ای دل هرگز — بهر آن گل که در آن بوی وفا کم باشد

نه کشد منت پژمردگی از غم مخفی
هر کرا چشم پر از اشک چو شبنم باشد

ز قانون طرب امشب مرا صوتی بگوش آمد — که از تاثیر آن مرغ دل من در خروش آمد
نشد ساقی میسر بادهٔ گلگون به آسانی — ز بس خون جگر خوردم که این آتش بجوش آمد
ز ان افتاد در گلشن ز مستی بیخبر نرگس — که باد صبحدم امشب ز کوی می فروش آمد
فگنده به بود آن سر که از سودا بود خالی — سر بی عشق تنها سراسر بار دوش آمد

ز جام غم چنان مستم که هر کس بیندم گوید
عجب دیوانهٔ مخفی بکوی میفروش آمد

مرا اندوه و غم هر دم فزون از بیش میگردد
زمانه بے سبب برهم نه بساط خویش میگردد

بسینه آتشے دارم که گر نبض مرا بیند
طبیب مهربان را دست حکمت ریش میگردد

مکن آزار من ناصح که مجروح محبت را
ز کاوشهاے هر ساعت جراحت بیش میگردد

فلک را با وجود این قدر سامان خود آرائی
اگر یکدم نه گردد در پے درویش میگردد

ندانم بعد ازین مخفی چه آرد بر سرم طالع
که اکنون نوش بر عکس مرادم نیش میگردد

در بزم دردمندان ذوقِ طرب نباشد
لذت شناس محنت راحت طلب نباشد

باید نهاد اول داغ غلامی عشق
هر ناصیه که آنجا اصل و نسب نباشد

خورشید عشق هر جا یکبار جلوه گر شد
تا روز حشر آنجا تاثیر شب نباشد

لب تشنه تا کے ای خضر سرگشته بیابان
آب حیات بهتر ز آب عنب نباشد

در راه عشق مخفی مجنون صفت قدم نه
کانجا مقام عشق است جاے ادب نباشد

ناوک ناز تو گر بر جگر ریش رسد
جان غمدیده بمقصود دل خویش رسد

گر شود قسمت محنت زده بیرون فلک
کوکب بخت مرا از همه کس بیش رسد

شکوه ام نیست ز بیگانه که بر جان و دلم
هر جفاے که رسد از طرف خویش رسد

طے کنی گر همه عالم ز پئے حشمت و جاه
نیست ممکن که ز مقسوم ازل بیش رسد

رفتنا بم بخدا از در غم گر همه عمر
جگر ریش مرا کامِ دل از نیش رسد

گر کند کلک قضا قسمت روزی از تو
حصه دشمنا ب جگر باز بدرویش رسد

بهر روزی مکن اندیشه که مخفی آخر
رزق مقسوم رسد گرچه پس و پیش رسد

گر بگلشن بوے آن زلفِ پریشان بگذرد
گل شود شرمنده و بلبل ز بستان بگذرد

هر که بیند شمع روی و سنبل زلف ترا
واله و شیدا شود از کفر و ایمان بگذرد

بسکه در هجر تو گریم زار چون ابر بهار
جای اشکم خون دل از جیب و دامان بگذرد

بیم رسوائی عشق این عار از دون همتی
هر که صید عشق شد باید که از جان بگذرد

مخفیا آه و فغانت چیست چندین لب ببند
حیف باشد ناله کز چاک گریبان بگذرد

مرا از گلشن وصل تو هر گه یاد می آید
دلم بلبل صفت در ناله و فریاد می آید

محبت چون زند بر دل مشو از حال دل غافل
که قصد صید دارد هر کجا صیاد می آید

ز شست غمزهٔ جانان اگر تیری برون آید
باستقبال جان او دن اجل چون باد می آید

مپنداری که بعد مرگ خاموشم بیا بشنو
که از سنگ مزارم نالهٔ و فریاد می آید

بدامان شکیبائی کشم پای تحمل را
که مخفی بر سرم سلطان عدل و داد می آید

مرا بی تو نظر هر گه که بر گلزار می افتد
بدل آتش بسر سودا بدیده خار می افتد

بدین خوبی و زیبائی تو هر گه در چمن آئی
بپابوس تو گل چون بیخود و سرشار می افتد

نه گل باشد که می ریزد بصحن گلشن از گلبن
بود خون دل بلبل که از منقار می افتد

مشو آزرده گر افتد گره در رشتهٔ کارت
چو راهب را گره در رشتهٔ زنار می افتد

دل مردی بدست آور اگر مرد رهی مخفی
که دلها را بدلها در حقیقت کار می افتد

تا مرا زنجیر در پای دل دیوانه شد
دوست شد دشمن مرا و آشنا بیگانه شد

بسکه با ما کرد بیدادی جفای روزگار
قصهٔ فرهاد و شیرین سر بسر افسانه شد

همچو مجنون کار ما آخر برسوائی کشید
عاقبت ما را وطن در گوشهٔ ویرانه شد

جانفشانی کرد پروانه که با رخسار شمع
شمع را هم عاقبت جان در سر پروانه شد

از خمار آلودگی مخفی سے نے آید بردن
هر که از روز ازل دردی کش پیمانه شد

بسوے دل شدگان گر ترا گذر افتد
بداغهاے کهن آتش دگر افتد

ز بسکه آتش شوق تو در نظر دارم
بجاے اشک مرا شعله در نظر افتد

ز بسکه از غم ایام خون دل خوردم
ز نوک هر مژه ام لختے از جگر افتد

من آن سمندر عشقم که گر بر آرم آه
ز سوز سینهٔ من شعله در سحر افتد

هزار ناله بر آید ز تربت مخفی
نسیم کوے ترا گر بران گذر افتد

آنانکه بغیر از تو بهم خانه نسازند
با هیچکس از محرم و بیگانه نسازند

مجنون صفتان جز ره وادی نشناسند
در دهر بجز گوشهٔ ویرانه نسازند

ناصح ره خود گیر که مستان محبت
بیگانهٔ عقل اند بفرزانه نسازند

دست من و دامان کلالان بقیامت
گر خاک مرا ساغر و پیمانه نسازند

در عشق تو آتش بجگر زد دل مخفی
عشاق تو با شعله چه پروانه نسازند

معشوق اگر ز خوبی اندازه گم نمی کرد
صحاف عشق هرگز شیرازه گم نمی کرد

ساقی اگر براوی ساغر بدست مستان
یکدل درین تمنا خمیازه گم نمی کرد

لیلی اگر نبودی خواهان وصل مجنون
راه حرم بوادی جمازه گم نمی کرد

رفتی ز سینه بیرون مرغ دلم شب هجر
گر در هوای صلت دروازه گم نمی کرد

نادان اگر نبودی در ملک هند مخفی
اجزاے عمر خود را شیرازه گم نمی کرد

امید وصل اگر باشد ز غم دلریش کے ماند
گدا چون آشنا گردد بشه درویش کے ماند

کسی کو شد گرفتار سر زلف پریشانی
دگر آن را چو مجنون فکر کار خویش کی ماند
جنون هر جا سخن راند ز سودای سر زلفی
مجال گفتگوی عقل دور اندیش کی ماند
تو خواهی سودهٔ الماس زن خواه مرهم نه
جراحت چون شود ناسور هم از ریش کی ماند

کسی کز دست غم هر دم ز خون دل کشد جامی
چو مخفی هم قفس با عقل دور اندیش کی ماند

چه کنی تو قصد ملکی که بتاختن نیرزد
چه شوی تو گرم وادی که بتاختن نیرزد
مکن آشنائی ای دل بکسی که نزد دانا
دو سه روز آشنائی بشناختن نیرزد
شود از جهان مسخر چو سکندرم سراسر
نهم بنای قصری که بیاختن نیرزد
شوم ار چو شمع روشن به بساط زندگانی
بخدا که روشنائی بگداختن نیرزد

همه گوش شو تو مخفی ز من این ترانه بشنو
که بغیر ساز سینه بنواختن نیرزد

خیال گلشن وصلت چنانم در نظر آید
که از گریه در اشکم ز خوناب جگر آید
سراپا شادیم هر شب بهر گلشن سراسیمه
که شاید بوی وصلت از دم باد سحر آید
ندارم آرزو جز این که بینم یک رهی دیگر
مرا دست هوس با تو در آغوش کمر آید
نظر بر ره چو یعقوبم گرفته دامن صحرا
که شاید نشئهٔ بوی ز ره بار دگر آید

گل پژمردهٔ مخفی شود رونق ده گلشن
نسیم وصل جانان گر مرا از رهگذر آید

من و آن جام استغنا که در کوثر نمی گنجد
من و آن بادهٔ عشقی که در ساغر نمی گنجد
مکن بیهوده آزارم نصیحت گو چه میدانی
که آب دیدهٔ عاشق به بحر و بر نمی گنجد
به پیش آن قد موزون نه من تنها شدم مجنون
ز عشقش شعلهٔ در سینهٔ آذر نمی گنجد
نه از دنیا خسی دارم نه پروای کسی دارم
ولی دارم سراسر غم دگر غم دیگر نمی گنجد

نهم در هر نفس داغی ازان بر دست دل مخفی
که سودای جنون دیگر مرا در سر نمی گنجد

مرا بی گلشن رویت گل و گلشن چه کار آید
بر از گلشن بود گلخن اگر بوی ز یار آید

فروغ دولت دنیا دو روزی بیشتر نبود
شراب شام را آخر ز پی صبح خمار آید

غنیمت دان تو صحبت را که بعد از ما درین گلشن
بسی گلها شود خندان بسی فصل بهار آید

گر نه مجنونم چرا ذوق جنونم داده اند
در محبت گریه چون از حد فزونم داده اند

گر نه افزون ست عشق من ز فرهاد از چه رو
صد هزاران کوه غم چون بیستونم داده اند

نیست تسکین دلم را بی نوای بلبلی
نشهٔ آسودگی از ارغنونم داده اند

الفت و همخانگی غم را بمن امروز نیست
آن سیه بختم که جای شیر خونم داده اند

شکوه از بیگانگان و آشنایان چون کنم
مخفیا روز ازل بخت زبونم داده اند

گرفتاری که منزل با نگاری متصل دارد
دل اسلوب محبت صد چو مجنون را خجل دارد

بدام سامری هرگز نه گردد صید صیادی
کسی کاندر سر زلف نگاری مرغ دل دارد

هوای خوش گل و گلشن بما هم باد ارزانی
که این ویرانه با هم هوای معتدل دارد

ز نخل آرزو مخفی امید ثمره باشد
نهال زندگی تا ریشه اندر آب و گل دارد

نشهٔ بادهٔ عشقم ز دل آسان نه رود
بلکه این نشه ز دل تا بودم جان نرود

فکر سودای تو از سر بجفای نشود
جوهر تیغ بسائیدن سوهان نرود

از پریشانی دل جمع نه گردد هرگز
هر که در سلسلهٔ عشق پریشان نرود

از دل غمزده جز ناله ترا دش نکند
اشک بی واسطه از دیدهٔ گریان نرود

غنچهٔ گلشن یعقوب نگردد خندان
تا نسیم سحر از مصر بکنعان نرود

خط که افتاد پئے حسن تو دارد غرضی
خضر بیهوده پئے چشمهٔ حیوان نرود

می برد سیل سرشکم به بیابان مخفی
ورنه کس بے سببی سوے بیابان نرود

چند نخل آرزویم خار غم بار آورد
تا یکے این گلستانم جاے گل خار آورد

همچو یوسف رو بدیوارم درین زندان غم
غمگساری کو که با من رو بدیوار آورد

ناله کے خیزد بغیر از نشهٔ روز ازل
زخمهٔ مضراب قانون را بگفتار آورد

بسکه کردم ناله امشب زخم دل ناسور شد
کو مسیحا تا دواے درد بیمار آورد

در ازل تقدیر یوسف با زلیخا رفته بود
ورنه شاهے را گدائے کی ببازار آورد

وادی آوارگی مخفی گلستان میکنم
بسکه خوناب جگر چشمم گهربار آورد

شد بهار و غنچهٔ از گلبن ما سر نزد
بلبلے جز مرغ دل در گلشن ما پر نزد

پیش اهل دانش و بینش چنا بینا بود
هر که بر چشم تمناے طلب نشتر نزد

اشک حسرت ریختم چندانکه در باغ امید
غیر خار غم گیاهے زین گلستان سر نزد

گشت در زندان غم چشم امید من سفید
هیچ دست آشنائی حلقهٔ بر در نزد

مخفیا در روز محشر بے نصیب از کوثرست
آنکه دست دوستی بر دامن حیدر نزد

جذبهٔ خواهم که بر قلب پریشانم زند
آتشے در سینهٔ داغ دل و جانم زند

سینه مالامال درد و دیده لبریز سرشک
کو جنونی تا که دستی بر گریبانم زند

رو بهر وادی که آرم در ره آوارگی
از قفا اندیشهٔ دستی بدامانم زند

کشتی عمرم رود در موجهٔ دریاے خون
ناخدائی کو که دم از موج طوفانم زند

ده چه خوش باشد که برق تیشهٔ فرهاد عشق
آتشی در خان و مان کفر و ایمانم زند
جان فدای نرگس مستانه گر روی ناز
بر جگر از یک نگه صد زخم پیکانم زند
هر زمان مخفی خدنگ غمزهٔ طناز من
در درون سینه بر دل زخم پنهانم زند

کسی که آتش عشق تو اختیار کند
سزد که خانهٔ در سینه چنار کند
بباغ رفتن و گل چیدن از مروت نیست
مرا که دیده گل اشک در کنار کند
بیاد گلشن رویت بسان مرغ چمن
درون سینه دلم نالهای زار کند
بجای غنچه بر آرد سر از زمین پیکان
بهر زمین که خدنگ غمت شکار کند
تو با حیا و نگه بی حیا ازان ترسم
که صحبت تو با و بیحیا بر آر کند
زبان حوصله بادا بریده آنکس را
که پیش غیر شکایت ز روزگار کند
گذشت آنکه نگاهم ز رشک اشکم را
بسان قطرهٔ سیماب بیقرار کند
تو میروی و بهمراهی تو می خواهد
که نور مردمک از دیده ام فرار کند
هزار ناله مرا در دل است می ترسم
که نالهٔ ز میان در دل تو کار کند
غلام حلقه بگوش تو گشت تا مخفی
بکائنات ازین فخر افتخار کند

مشق سودای جنونم باز دامنگیر شد
رشتهٔ دانائیم در پای دل زنجیر شد
قطرهٔ خون بود دل در سینه آنهم آب شد
همتی یاران که دل را کار از تدبیر شد
بس بحیرانی نهادم روی بر دیوار غم
پیکر من ثانی آئین رخ تصویر شد
مژده ده باد صبا از ما بارباب نشاط
کز سرشک ما زمین هند چون کشمیر شد
شد چنان کوتاه عمر عافیت در دور ما
کز فراق دیدن روی جوانی پیر شد
شب گرد بودم با فغان از دل یک جرس
هر که پهلویم نشست از نالهام دلگیر شد

مخفی امید رہائی تا بروز حشر نیست
خاک غربت ہر کرا در مہد دامنگیر شد

ز خون دل جگر را وام کردند
شراب عشق آنرا نام کردند

دل و جان میگدازد آتش عشق
ہوسناکان خیال خام کردند

خمار آلودگانِ بادۂ عشق
بجاے بادہ خون در جام کردند

بقصد صید دلہا نازنینان
سرِ زلف پریشان دام کردند

حلاوت دیدگان شربت عشق
ز زہر ناب شیرین کام کردند

محبت چاک زد دامان یوسف
زلیخا را عبث بدنام کردند

کسانے را رسد لاف محبت
کہ جان تسلیم یک ابرام کردند

سرشک دیدہ را با آتش دل
مرکب کردہ ہجران نام کردند

دگر مخفی چہ فکر ننگ و نام است
حریفان چون ترا بدنام کردند

دوش بریادِ تو مارا صحبت مستانہ بود
پُر ز خونِ دیدۂ و دل ساغر و پیمانہ بود

عشق ہر جا شمع اسرار محبت بر فروخت
قصۂ لیلی و مجنون پیش آن افسانہ بود

از ملامت شہرۂ آفاق شد مجنون عشق
سنگ طفلان رونق بازار آن دیوانہ بود

حیرتے دارم کہ حرف عشق مجنون را کہ گفت
در حریم خاص لیلی کاشنا بیگانہ بود

شب بامید خیالت خانہ خلوت داشتم
شمع بزم آرائے من بال و پر پروانہ بود

جاے حیرت نیست گر ریزد ز دل نقد سخن
گنج قارون سالہا مخفی درین ویرانہ بود

کس حسن چو یار ما نہ دارد
زلفے چو نگارِ ما نہ دارد

آئینۂ ما ز عیب پاک ست
دست آئینہ دار ما نہ دارد

پژمرده گلش ز خاک روید — ابرے که بهار ما ندارد
بے نور بود گو آفتاب ست — چشمے که غبار ما ندارد
ما نور دو چشم آفتابیم — خورشید عیار ما ندارد
قاصد که بنامہ می کند فخر — مکتوب دیار ما ندارد
با بلبل باغ آرزوئیم — این باغ بهار ما ندارد
رنگ از اثر حیا نگیرد — دستے که نگار ما ندارد
تا آب کنیم زہرۂ شیر — این بیشه شکار ما ندارد
چون غنچۂ گل شگفته باشد — هر دل که غبار ما ندارد
خوبان ز نظارۂ برنجند — این ضابطه یار ما ندارد
در کشور حسن اعتبارے — جز نقش و نگار ما ندارد
در باغ بهشت عندلیبے — صوتے چو هزار ما ندارد
با اینهمه زور رستم زال — دستے چو چنار ما ندارد

خاموش ز گفتگوے مخفی
طالع سر و کار ما ندارد

غم طاقت یار ما ندارد — عیش تو بکار ما ندارد
زاهد منشین که لیلة القدر — نور شب تار ما ندارد
مائیم و کاسۂ گدائی — گر شاه بکار ما ندارد
ششدر شدۂ زمانه مائیم — کس تاب قرار ما ندارد
ما بیهده گوے و جنگجوئیم — دوران سر کار ما ندارد
در بانگ جرس اثر ندارد — چون نالۂ زار ما ندارد
بس شعلۂ آه ما چراغے — گر لوح مزار ما ندارد

شب بوس و کنار ما کند اشک — کس بوس و کنار ما ندارد
در راه وفا ز جا نه جنبد — هر پای که خار ما ندارد
بس مرغ دلم بسینه نالان — گر ناله هزار ما ندارد
دردِ سر بی دلی غم آرد — هر می که خمار ما ندارد
دارد همه چیز لیک انصاف — افسوس که یار ما ندارد

مخفی من و گوشهٔ قناعت
چون بخت بکارِ ما ندارد

دوش آبی بر رخ زدم ز چشم تر زدند — از گل گلزار عشقم دسته بر سر زدند
ز اول شب دیدهٔ و دلها خیال روی دوست — تا طلوع صبح از خون جگر ساغر زدند
مردم از لب تشنگی و تر نکردم کام و لب — جام استغنای من برنمند در کوثر زدند
تا بخوانم خطبهٔ عشق ترا پنهان ز خلق — در درون کعبهٔ دل بهر من منبر زدند
هر که چون مجنون بوادی محبت پا نهاد — بر سر خار مغیلان بهر آن نشتر زدند
بر دل ما در درون سینه از مژگان ناز — نازنینان ناوکی بر ناوکِ دیگر زدند
تا نگردد واقف راز محبت هیچ کس — شبروان زنجیر بر پای دل رهبر زدند
از در دیر و حرم از بسکه حاجت خواستم — قرعهٔ کارم بعکس مومن و کافر زدند
از درون کعبهٔ مقصود نشنیده جواب — دردمندان محبت حلقه‌ها بر در زدند
بسکه می نالد دلم در سینه از اهل ستم — داد من دادند بر اعدای من خنجر زدند
از فروغ پرتو روی پریزادان حسن — آتش بیطاقتی در سینهٔ آذر زدند

کوچ کن مخفی ازین وادی که ارباب همم
خیمهٔ وارستگی در وادی دیگر زدند

ردیف الراء المهمله

ای دل بباد خانهٔ عمرت خراب گیر
بر یاد رفتگان دو سه جام شراب گیر

فرصت شمر غنیمت و دریاب فیض صبح
گلچین برغم بلبل و بلبل بخواب گیر

تا کی برای دانهٔ عیشی اسیر دام
این مرغ دل بر آتش حسرت کباب گیر

هر دولتی که چهره نماید حباب دان
هر محنتی که روی دهد موج آب گیر

هر کاره بار هیچکس انگشت رد منه
هر ذره که هست مه و آفتاب گیر

از گردش زمانه دگرگون مشو ملول
این کشت زار تخم ندامت سراب گیر

بر روی خویش محنت ایام در مبند
هر مشکلی که رو دهد فتح باب گیر

هر پرده که از رخ مقصود برفتد
بر چهرهٔ مراد خود آن را نقاب گیر

مخفی بیا بعرصهٔ دیوان ملک هند
مردانه هر سوال که داری جواب گیر

ای ز عشقت هر دم اندر دل تمنای دگر
وی ز شورت در سرم هر لحظه سودای دگر

بیزارم از فرزانگی مجنونم و خواهم ز دل
باشد بهر بازار غم هر روز غوغای دگر

بینم مه حسن ترا گر نی المثل در آئینه
باید درون چشم من صد چشم بینای دگر

مخفی بغم تا کی توان بردن بسر در ملک هند
عمر عزیز از دست رفت اینجا نشد جای دگر

ای نرگس مست ترا در هر نفس نازی دگر
وی طرهٔ زلف ترا با حسن تو رازی دگر

آسان نباشد عاشقی با اهل نوا قانون صفت
باید ز تار هر رگی آهنگ و آوازی دگر

تا صبح مکن آزار من پنهان نماند عاشقی
آید برون در هر نفس از دید غمازی دگر

از شوق گلزار رخت باشد بمرغان چمن
هر لحظه مرغ روح را در سینه پروازی دگر

مخفی چه بیم از محشرت هر دم چو در زندان غم
داری ز هجر دوستان انجام و آغازی دگر

گر طالب شوقی سر زنجیر ستم گیر
مجنون جنون باش و دره وادی غم گیر

خواهی که غباری بدلت راه نیابد
منت مکش از شادی و جام از کف غم گیر

صبح طرب و شام غم دهر مساوی ست
برخاسته چون آتش و بنشسته چو یم گیر

بر هر ورق دفتر مقصود قلم کش
اوراق تمنا همه افتاده ز هم گیر

چون باد مرو بر در هر ناکس و هر کس
گر مرد رهی شیوهٔ ارباب همم گیر

چون دست در آغوش خزان ست چمن را
در گوشهٔ ویرانهٔ خود باغ ارم گیر

در بزم طرب بوالهوسان راهزنان اند
مخفی به الم خو کن و دامان الم گیر

محرمی در بزم جانان خویش را بیگانه گیر
دست دل بردار انگه دامن جانانه گیر

بهر آب تلخ ساقی منت ساغر مکش
پر ز آب دیده کن جامی و چون پیمانه گیر

عمر شد صرف بت و بتخانه ای هندی نژاد
از برای امتحان یک ره و راه خانه گیر

شمع دل را بر فروز و سیر باغ گریه کن
ناله و سوز جگر را بلبل و پروانه گیر

در ره دانش اگر داری جوی فرزانگی
خویش را بیگانه دان فرزانه را دیوانه گیر

گشتهٔ چون صید صیاد اجل ای بیخبر
عالمی را در میان دام آب و دانه گیر

فکر آبادی درین ویرانه مخفی تا بکی
این کهن ویرانه را آخر تو هم ویرانه گیر

ره نورد عشق را با کوه و با هامون چه کار
عاشق سرگشته را با گردش گردون چه کار

چون درای کاروان عشق می‌نالیم زار
بلبل باغ طرب را با دل پرخون چه کار

دل جدا می نالد از غم دیده می گرید جدا
مردمان خانه را با مردم بیرون چه کار

چهره ام ز آشفتگی گر نیست گلگون باک نیست   مردم آشفته را با چهرهٔ گلگون چه کار
عاشق دیوانه ام بیگانهٔ افسون و پند   سامری دیوانه را با نشئهٔ افیون چه کار
گه عتاب و گه خطاب و گه تغافل کردن است   ناز لیلی را به آزار دل مجنون چه کار

منکه مخفی روز و شب مثل قمر در عقربم
طالع نحس مرا با طالع میمون چه کار

دریغ درد دلم چشم اشکبار دگر   که داد خویش ستانم ز گریه بار دگر
بهار عمر گذشته چو نونهال چمن   مرا همیشه بود چشم بر بهار دگر
بروزگار دلا همچو دیدهٔ الفت گیر   که فصل عاقبت آید بروزگار دگر
نه یار خویش بود آن نه یار بیگانه   که پیش یار شکایت کند زیار دگر

هزار شیشه تهی کرد از هوس مخفی
هنوز در دل من هست خار خار دگر

ای دل بیا و قصر امیدت خراب گیر   دست شراب هر دو جهان را بر آب گیر
ساقی چو بزم باده کشاد و خمار نیست   پر کن ز آب شیشه و پر از شراب گیر
چون در قفای پرتو هر نور ظلمت است   دنبال خویش سایه پر آفتاب گیر
هر شبنمی که سبز نشین شد بهار دان   هر گل دماغ تازه نماید گلاب گیر
بنیاد هستیت چو نسیمی کند خراب   نقش وجود خویش چو موج بر آب گیر
ای بیخبر ز وعدهٔ فردا غنیمت است   امروز را تو وعدهٔ روز حساب گیر

فصل بهار و بادهٔ و مخفی شگفته طبع
مطرب بحکم شرع محبت رباب گیر

می کشایم هر نفس از صبر پیوندی دگر   بر شکیبائی تغافل میزنم چندی دگر
من اگر دیوانه گشتم حاجت زنجیر نیست   هر زبان عقلم نهد بر پای من بندی دگر

تا قیامت گر نیاید سوی کنعان بوی مصر — جای یوسف را نگیرد هیچ فرزندی دگر
خواه خونم را بریز و خواه جرمم را ببخش — کافرم گر باشدم جز تو خداوندی دگر

تو به مخفی نداری باور ای ظاهرشناس
میخورد اینک بخاک پات سوگندی دگر

دیوانهٔ عشقی سفر شام و سحر گیر — از دائرهٔ عقل برون راهِ دگر گیر
پابوس ره وادی عشق آبلهٔ پاست — فهمیده قدم در رهِ این مرحله در گیر
بی نیش الم لذتی از نوش نیابی — بر بستر غم پا نه و مقصود به بر گیر
زان پیش که آید بتو آن دور مسلسل — پیمانهٔ خود پر شده از خون جگر گیر
تا دامن لیلی ارادت بکف آری — مجنون صفت از هستی خود قطع نظر گیر
اجزای وجودت به نسیم است پریشان — اسباب تعلق همه میراث پدر گیر

اقبال چو موقوف هنر نیست چو مخفی
دست طلب خویش در آغوش کمر گیر

میدهم رخش جنون را باتمهِ جولانی دگر — می زنم گوی محبت را بچوگانی دگر
بسکه غالب شد جنون بر من بزیر پیرهن — دست شوقم چاک میسازد گریبانی دگر
جان فدایش کردم و از دل تمنایش نرفت — وه چه خوش بودی اگر بودی مرا جانی دگر
تا خجل شد آدم از عصیان خود بر روی ما — داغ خجلت می نهد هر روز عصیانی دگر
عاشقم عاشق نبان سایه ز دنبال خویش — پر کنم از سنگ در هر کوی دامانی دگر
بر نیاوردم برون سر از حروف سرنوشت — سالها هر روز بودم در دبستانی دگر
همعنانی کو که گرداند عنان اختیار — از کف صاحب عنانان سوی میدانی دگر
صد فلاطون عاجز آید در دوای درد هجر — جز شکیبائی ندارد هیچ درمانی دگر
قطع باد دست مخفی جز نمکدان لبت — گر زند انگشت خود را بر نمکدانی دگر

اے منور از رخت ہر روز ایوانے دگر
دے جمالت ہر شبے شمع شبستانے دگر

صبح صادق را نماز شام از ایوان حسن
بر ہلال ابروت خورشید تابانے دگر

ناقہ گر گم کرد راہِ کعبہ لیلی را چہ غم
کعبۂ دل را بود رہبر بیابانے دگر

پنجہ زد دستِ تمنا ہا ز در زنجیر زلف
دل گرو کردم بہ پیش نامسلمانے دگر

آتش نمرودیان را لا احب الآفلین
بر خلیل اللہ کند ہر دم گلستانے دگر

ناخدا اگر نوح و گر خضر ست در دریاے عشق
پیچش ہر موج باشد موج طوفانے دگر

لخت دل از بس گرہ گیرد بر مژگان من
بر سر ہر خار دارم رشک بستانے دگر

معجز پیغمبر حسن ست کہ ایمان آورد
در خم ہر تار زلفت کافرستانے دگر

کہنہ شد عہدے کہ بستم با غم جانان نخست
کو دے تا نو کنم امروز پیمانے دگر

تا فشان از مصر ہستی ہست اخوان حسد
در چہ اندازیم ہر دم ماہ کنعانے دگر

بر دلم مخفی سبک شد بار غم از آہ سرد
کاش مے بودے مرا آہ پریشانے دگر

اے مہ حسنِ ترا طرۂ شامے دگر
دے مے عشق ترا ساغر و جامے دگر

خلق جہان را نظر بر در و بام فلک
حسن ترا جلوہ گاہ بر در و بامے دگر

قبلۂ اہل نظر طاق دو ابروے تست
نیست بدیر و حرم جز تو امامے دگر

نام ترا تا دلم ورد زبان کردہ است
نگذرد م بر زبان حرف ز نامے دگر

بر سر دریاے اشک از پے صید نگہ
چشمۂ ہر موجہ ایست حلقۂ دامے دگر

نیست اگر بیخبر از خود و از غیر چیست
شیفتۂ عشق را طرز کلامے دگر

گام طلب نیستم زانکہ نہان در طلب
در پے ہر گام ماست تلخی کامے دگر

رو بعدم دارم و با تو مرا آرزوست
در سفر واپسین یک دو سہ گامے دگر

مخفی اگر نیستی بو الہوس راہ عشق
از سر خامی مرو در پے خامے دگر

ردیف الزاء المعجمه

روی بنما و جهان را بر دل ما تنگ ساز
در محبت دیدهٔ و دل را بهم یکرنگ ساز

چرخ گر حیفی کند از جملهٔ احسان شمار
بخت اگر نامت برد دستور نام ننگ ساز

ره نورد وادی عشقی مجرد از دو کون
ناله را مثل جرس در راه پیش آهنگ ساز

مفلس و منعم ز جان فرمان بر حکم تو اند
پادشاه ملک حسنی تکیه بر اورنگ ساز

جز حریم کعبهٔ دل هیچ جا جای تو نیست
خانهٔ ابراهیم خواه از خشت خواه از سنگ ساز

از ادب دور است گفتن با تو از بیدادیت
گفته شد با بخت خود کائینه را از زنگ ساز

بخت دشمن روزگارم مدعی مردانه دل
بر تن از داغ شکیبائی لباس جنگ ساز

سنگ بگذشتم ز جان خود رگ جانِ مرا
خواه گردون رشته گردان خواه تارِ چنگ ساز

مجتهد در لغت از روی انصاف ای خرد
ابجد عشق بتان سر دفتر فرهنگ ساز

در دلِ اهلِ دلی شاید کند مخفی اثر
در نشابورک نوای راست را آهنگ ساز

شد بهار ای دل ز می کام ایاغت تازه ساز
با حریفان سیر گلشن کن دماغت تازه ساز

بلبل شوریده تا کی منت ابر بهار
از سرشک لاله گون گلهای باغت تازه ساز

گریهٔ بیهوده تا کی دیده از کم فطرتی
ناخن همت بر آور زخم داغت تازه ساز

تا نه بینی رنج خود بینی نه بینی خویش را
در رهِ افگندگی هر دم سراغت تازه ساز

مخفیا شب شد بر آر از شیشهٔ تاک آفتاب
رونق مجلس و شمع چراغت تازه ساز

سوختم چون شمع عشقم خام می گیرد هنوز
در تن بیجان دلم آرام می گیرد هنوز

شد دماغم در سر سودا و ترطیب دماغ
در گلستان روغن بادام می گیرد هنوز

من بناکامی گرفتار و بغم بخت بد — برمن این را در حساب کام میگیرد هنوز

سوختم در عشق چون پروانه و مخفی مرا
شمع در فانوس محبت نام می گیرد هنوز

رفته از گلشن بهار و بلبل گلشن هنوز — باصبا از شوق دارد دست در دامن هنوز
نیست یعقوبی که یابد از دم باد صبا — ورنه می آید ز مصر آن بوی پیراهن هنوز
گشته از باد صبا دست و گریبان در نقاب — جیب گل دارد هزاران چاک تا دامن هنوز
بزم شادی گرم گشت و صحبت غم بر شکست — بیم غم دارد مرا در ناله و شیون هنوز
نقد جنس من بغارت رفت از بیرون در — من درون خانه دارم چشم بر روزن هنوز

شعلهٔ آه دلم مخفی جهانی را گرفت
از سیه بختی نشد ویرانه‌ام روشن هنوز

رفتی بپیش دیدهٔ و من بی خبر هنوز — دارم خیال روی ترا در نظر هنوز
باآنکه چشم من ز تمنا سفید شد — دارم دو دیده بر ره باد سحر هنوز
ای گریه همتی که ز خونابهٔ جگر — دارم هزار دجله بهر چشم تر هنوز
خاک وجود من غم هجران بباد داد — من در هوای وصل تو ام دربدر هنوز

مخفی اگرچه خانه خراب از هنر شدم
دارم هوای صحبت اهل هنر هنوز

گشادی تا ز مژگان ناوک ناز — نگه بر عاشقان شد ناوک انداز
اسیر حسن را نبود رهائی ÷ — کمند زلف دارد چنگل باز
نسیمی گر کند زلف پریشان — بدام آرد همه مرغان جان باز
کند همچون کبوتر مرغ ره گم — برای دانهٔ خال تو پرواز
اگر مخفی ز من پرسد غم یار — میان عاشقان گردم سرافراز

شد بهار از شعله آبی برگل و میخانه ریز
آب خون آلود و غم در ساغر و پیمانه ریز

برکشا دست جنون و جیب و دامن چاک زن
بر سر فرزانگی خاکِ رهِ دیوانه ریز

گریه غالب گشت و دل پرخون نمی فرماید داد
دیدهٔ خونناب دل بر سقف این کاشانه ریز

درنگیرد شمع بزم یار آتش بعد ازین
بر سر فانوس ما خاکستر پروانه ریز

در محیط گفتگو مخفی بغواصی نگر
در صدف چون ابر نیسان گوهر یکدانه ریز

مردم از ضعف خمار و تشنه کامم هنوز
مغز شد در استخوانم پخته و خامم هنوز

شهرهٔ آفاق گشتم در مصیبت داشتن
همچو طفلان در رحم درد هر گمنامم هنوز

در نوردیدم بیابان عدم را سر بسر
ماند زیر پردهٔ آغاز و انجامم هنوز

ناتوانیها چنانم کرد کز ضعف بدن
داد صیادم نجات از مهر در دامم هنوز

شد تهی خمخانهٔ و پیمانهٔ مے بر شکست
من درین دورِ مسلسل زهر آشامم هنوز

دل ز دستم رفت سودلے جنونم در سرست
تلخی کامم بکام و طالب کامم هنوز

آفتاب آید برون مخفی من از برج عکس
همچو دزد آن دل جگر بر گوشهٔ بامم هنوز

ازان گویم سخن من لمستر امروز
که دارم عشق دیگر در سر امروز

سمندِ همت خود کرده ام زین
فلک را می نهم جل بر خر امروز

چنان تلخی ایامم ربوده
که زهرست در مذاقم شکر امروز

سلے داند کسے قدرم دگر نه
منم آئینهٔ اسکندر امروز

زدم سر پنجه با طرهٔ زلف
ز تو گشتم مسلمان کافر امروز

همه خندان و من گریان درین بزم
مگر زائیده ام از مادر امروز

پس از عمرے ببازی چهرهٔ بخت
برون می آورم از ششدر امروز

بیا مجنون که مخفی از نظرها
منم در راه وادی رهبر امروز

ردیف السین المهملة

میکشان هنگامهٔ مے گردش جام ست و بس / حاصل مے خوردن ما تلخی کام ست و بس
صید هر صیاد گردد بلبل از بیطاقتی / دانهٔ مرغ محبت حلقهٔ دام ست و بس
عشق افروزد چراغ حسن را در شام زلف / روشنائی کفر را از نور اسلام ست و بس
شاد از آن گردم ز غم کز غم شود نامم بلند / مرد را مقصود از مردی همین نام ست و بس
کز بوی پیرهن چشم کسے روشن شود / روشنی چشم مهجوران ز پیغام است و بس
شکوه از بیگانگان و آشنایان چون کنم / کانچه آید پیشم از تاثیر ایام است و بس
مرد ره را اندرین ره زاد ره در کار نیست / دوری راه دو عالم حد یک گام ست و بس

درد چون غالب شود از ناله مخفی لب مبند
راز دل اظهار کردن شیوهٔ عام ست و بس

زاد راه عشق مجنون چشم گریان ست و بس / عاشقان را مسکن و ماوا بیابان ست و بس
گر وزد بادے مرادے هم نیابد بر کنار / کشتی نامرادان موج طوفان ست و بس
می شنیدم حسن را سامان آن دل بردن است / چون بدیدم طرهٔ زلف پریشان ست و بس
سیم دستا فشار میخواهی که بهر امتحان / سیم خالص چهرهٔ زرد یتیمان است و بس
گه نقاب روی و گاهے دام دلها می شود / حسن را جمعیت از زلف پریشان ست و بس
عندلیبا ز بیوفائیهای گل این شکوه چیست / شاهد گل در وفا چاک گریبان ست و بس

ناله و افغان تو پوشیده مخفی تا بکے
زینت گل در چمن از عندلیبان ست و بس

اے بیاد روے تو شمع درخشان در قفس
بے ز ہجران تو مرغ روح نالان در قفس

گر نبودی این تقید باعث آزادگی
آشیان ہرگز نکردے مرغ زمرآن در قفس

پے بہ کنہت چون برم یارب کہ از بیدانشی
عقل حیران ماندہ چون طفل دبستان در قفس

د رعنوان

عندلیبان در قفس این آہ و افغان بہر چیست
میتوان بودن بامید گلستان در قفس

گر نمی بودی امید وصل مخفی یک نفس
مشکل از یکدم توانستی دل و جان در قفس

از دل غمدیدہ حال دیدۂ پر خون مپرس
در درون خانہ از مردم بیرون مپرس

ہیچکس در ہیچ گہ از حال کس آگاہ نیست
از لیلی بین و از حال دل مجنون مپرس

ہر چہ آید پیش من از قوت طالع بود
زین پریشانی من از گردش گردون مپرس

خانمانم رفت برباد ستم اے چشم تر
چون نمی پرسد کسی از من تو ہم اکنون مپرس

رشک دریاے محیط است اشک گوہر بار من
دیدہ از من قصۂ افزونی جیحون مپرس

روزگارے شد کہ من دُردکش میخانہ ام
مخفیا در بزم من از بادۂ گلگون مپرس

در محبت گر نباشد بر مرادے دسترس
از رگ جان کن رفو اندر دلِ خود ہر نفس

انتظام عالم این باشد کہ از شاہ و گدا
ہیچکس را بر مراد خویش نبود دسترس

نالہ تا کے در چمن بلبل ز بربادی گل
نالہ گر مسکینی بارے کجا فریادرس

از تہی دستی بروز محشرم اندیشہ نیست
حاصل ایام عمرم حسرت دیدار کس

باغبان ہم یک صبوحی سیر باغم آرزوست
تا بکام دل نسیم باغ آید یک نفس

از پئے محمل مرو بیہودہ راہ کاروان
نالۂ کز تو پریشان نیست پابند جرس

لاابالی سے روم مخفی و ساغر می زنم
کافرم گر باشدم اندیشہ از بیم عسس

ردیف الشین المعجمه

پر شد ز خون دیده مرا تا سبوی خویش
دیدم بکام خویش رُخ آرزوے خویش

مجنون و آه و ناله و فرہاد و تیشہ
ما و غم فراق و ہمین گفتگوے خویش

پنہان ز اہل قافلہ در سینہ چون جرس
دارم ہزار نالہ گرہ در گلوے خویش

گشتم چنان ضعیف کہ من بعد بایدم
مخفی بزیر جامہ کنم جستجوے خویش

گر نشاط عمر خواہی با ہمہ یکرنگ باش
صلح کن با دیگران با خویشتن در جنگ باش

نیست چون نام و نشان را آئینہ اسکندری
گو نہان آئینہ مقصود ما در زنگ باش

نالۂ افسردہ دل را در دلی تاثیر نیست
مو بمو چون عندلیبان طالب آہنگ باش

شیشۂ کز می تہی باشد ہنگام بہار
خواہ بر روی گل و خواہی بزیر سنگ باش

در ہواے نفس مخفی آبروے خود مریز
گر سبوے آرزو بشکستہ زیر سنگ باش

اے دل اسیر دام ہوا و ہوس مباش
غافل ز یاد ہمنفسان یک نفس مباش

سر گشتہ روز و شب بہ تمناے اینجہان
با نالہاے زار بسان جرس مباش

بر آرزوے باطل خود آستین فشان
در زیر بار منت ہر خار و خس مباش

مکشا زبان بگفت و شنود ہواے نفس
چون مرغ نکتہ سنج اسیر قفس مباش

خواہی کہ آبروے نہ ریزی بزیر خاک
بر سفرۂ زمانۂ دون چون مگس مباش

مخفی ز نامرادی ایام نالہ چیست
گر بر مراد خویش ترا دسترس مباش

اے نالہ بیا ہمنفسِ آہ جگر باش
رونق دہِ خونناب دل و دیدۂ تر باش

تا چند توان غنچه صفت با دل پر خون / یکچند چو گل همنفس باد سحر باش
خواهی که ترا در نظر آید رخ خوبان / با روی نکو آئینه وش پاک نظر باش
گر طالب وصلی ز سر شوق چو یعقوب / چشمی بره و گوش بر آواز خبر باش

زد طبل رحیل سفرت قافلهٔ عمر
مخفی منشین غافل و در فکر سفر باش

بچشمم شد خیالت را نظر دوش / بآب زندگی گشتم هم آغوش
کشیدم دوش بر یاد تو جامی / که بربود از کفم فهم و خرد هوش
مرا باید ز غیرت زود میرم / که شد همراز با زلفت بناگوش

اگر مخفی کنم از رفتگان یاد
من از شادی کنم خود را فراموش

گر سر آسودگی داری بنم بتخانه باش / از طریق عافیت مجنون صفت بیگانه باش
نشئهٔ ذوقی اگر خواهی ز سودای جنون / گاه مست و گاه هشیار و گهی دیوانه باش
هر کجا بزم مصیبت گرم گردد در جهان / در تکلم بلبل و در سوختن پروانه باش

ناله در هنگام محنت عافیت دون همتی ست
نیست یکسان کار عالم مخفیا مردانه باش

برآید گر ترا در گریه ای شمع از جگر آتش / بجای اشک میریزد مرا از چشم تر آتش
بسوزد عندلیبان را بگلشن همچو پروانه / زند گر برق آهم در دل باد سحر آتش
ز گریه میکنم خود را تسلی ورنه کی میرد / بآب افشاندن چشمم چو سر زد از جگر آتش

ز چرک معصیت مخفی ز بس آلوده دامانم
نگیرد از خجالت دامنم را در سقر آتش

نیست دیدن گر میسر طالب دیدار باش / یار گر یارت نباشد تو بیارت یار باش

تا کی باشد ازین محرم ترا بیگانگی / یار را در دل مبین و محرم اغیار باش
ره خطرناک ست و منزل دور و قطاع الطریق / نقد ایمان می رباید گفتمت هشیار باش
بر مرادت گر نگردد چرخ گردان گو نه گرد / این دو روز زندگانی گو ترا دشوار باش

بست اگر مخفی در گلشن برویت باغبان
بر امید نشئه بو در پس دیوار باش

در بزم ادب راه چو یابی بادب باش / بکشا لب گفتار خود و گوش بلب باش
پروانه گرت خواهش پر سوختنی نیست / چون شمع درین سلسله بیگانه طلب باش
امشب شب وصل ست و بکام دل خویشم / ای صبح خدا را نفسی همدم شب باش

تا گرد ملالی بدلت راه نیابد
مخفی بنعمت خو کن و بیزار طلب باش

عاشقم عاشق مرا گر جان نباشد گو مباش / درد عاشق را اگر درمان نباشد گو مباش
هر بهاری را چه آسیب خرابی در پی ست / غنچهٔ دل گر مرا خندان نباشد گو مباش
منکه چون پروانه بر آتش زدم خود را چو شمع / بر سرم گر محرمی گریان نباشد گو مباش
منکه دارم دل بسودای پریرویان هند / راز پنهانم اگر پنهان نباشد گو مباش
کشتی عمرم فنا شد در محیط آرزو / دیده ام را موجهٔ طوفان نباشد گو مباش
دل چو شد صید محبت در ره امید و بیم / مرد را مسکن بیابان گر نباشد گو مباش
در فراغت دل ز دستم رفت جان هم میرود / در تن بیجان من گر جان نباشد گو مباش
در رهت خون جگر از چشم دل افشانده ام / گر بخون آغشته ام مژگان نباشد گو مباش

تا که محکوم سگ تقسیم مخفی این قدر
گر سگی را قدرت فرمان نباشد گو مباش

از آتش غم شد دل ما خانهٔ آتش / فانوس سر شمع ست شرر خانهٔ آتش

هر لحظه زند شعله بدل آتش دوری   تا چند توان بود چو پروانهٔ آتش
بر واقعهٔ ما جگر سامعه سوزد   افسانهٔ من شد مگر افسانهٔ آتش
صحن چمن و بادهٔ گلگون حریفان   ما و غم تنهائی و پیمانهٔ آتش

اے دیده خدارا ز اثر آه که مخفی
بیگانهٔ آب ست نه بیگانهٔ آتش

اگر عاشق شدی دیوانه میباش   گهے بلبل گهے پروانه میباش
اگر در سر ترا سودائے عشق ہست   چو مجنون از خرد بیگانه میباش
به بیگانه اگر در آشنائی   ز بزم آشنا بیگانه میباش
گلستان پر گل و مینا پر از مے   بر غم بلبلان مستانه میباش
مکش بار مے و ساقی و مینا   پر از خون جگر پیمانه میباش
بوادی محبت ز آتش عشق   گهے غافل گهے دیوانه میباش

کشاید هر که بندد در برویت
مخور مخفی غم و مردانه میباش

فلک آرد از آن گستاخ یوسف را ببازارش   کدارد چون زلیخائی ز جان و دل خریدارش
مه حسن تو روز افزون اگر چندے چنین باشد   شود هر روز خورشید دگر آئینه بردارش
نه بیند دیدهٔ مجنون بغیر از دیدهٔ لیلی   نباشد غیر لیلیٰ هم کسے دیگر طلبگارش
بیا لبریز کن ساغر چو مستان ساغر مے را   که در بزم طرب زین بیش نتوان دید هشیارش
به پیش برهمن زاد دگر کردم دل و دین را   که باشد طوق مرغان حرم زنجیر زنارش
طبیبا اوقات خود ضائع مکن هرگز بدرمانم   که ذوق عافیت هرگز ندارد هیچ بیمارش

نه بیند روئے آزادی ز قید خودپرستی ها
باشد هر که چون مخفی ز جان و دل خریدارش

پرید مرغ تمنا ز آشیانهٔ خویش
که یافت دانهٔ خال تو به ز دانهٔ خویش

بدیده روشنی دیده در سے آید
چو در فراق تو گم کرده راه خانهٔ خویش

گذشت فصل بهار و برفت موسم گل
هنوز بلبل طبعم پے فسانهٔ خویش

رقیب و بادهٔ گلنار یار و صحن چمن
من و صراحی چشم مے شبانهٔ خویش

ز بسکه عرصهٔ میدان عافیت تنگ است
زمانه مهر نهد بر در خزانهٔ خویش

زمانه دشمن و طالع زبون و مردم دون
چه چیزها که ندیدم درین زمانهٔ خویش

به نقد جان نه فروشم غم محبت را
بعالمے نه دهم آه عاشقانهٔ خویش

بیا بیا و ز حسنت نقاب از بر کش
ز روے لطف بتقصیر ما قلم در کش

گذار خانهٔ فکر و بگیر یاک نشاط
نشین بمسند عیش و شگفته ساغر کش

بعشوه آتش نمرودیان گلستان کن
بغمزهٔ همه نمرودیان بر آذر کش

بدست هر که دهی بادهٔ محبت را
بجام باده بگو کیمیاے احمر کش

ردیف الصاد المهملة

اگر مرد رهی مستانه می رقص
به پیش محرم و بیگانه می رقص

(نسخہ: مردانه)

محبت هر کجا بزمے کند گرم
بسان بلبل و پروانه می رقص

مشو از بهر دانه صید صیاد
چو مرغان چمن بیدانه می رقص

لباس عافیت بیرون کن از بر
چو عاقل پیش هر دیوانه می رقص

چو مجنون از وفا در جذبهٔ عشق
بهر ویرانهٔ دیوانه می رقص

به بزم مے منه بر لب لب جام
بیاد شیشهٔ و پیمانه می رقص

نه گردد گر ترا ویرانه معمور
هما آسا درین ویرانه می رقص

مده مخفی زکف جام محبت
میان عاشقان مستانه می رقص

ردیف الطاء المهملة

هر کرا گرم ست با زلف پریشان اختلاط — نیست چون بیگانگان آنرا بخویشان اختلاط
گر درین گلشن سر پرواز داری عندلیب — بایدت با خار و گل پیوسته یکسان اختلاط
ره نورد عشق را دوری و نزدیکی یکیست — نیست مجنون را بوادی جز بجانان اختلاط
هر کرا در سر فتاد اندیشهٔ سودای عشق — نیست آنرا جز بآهوی بیابان اختلاط
کنج کاو زخم دل از بهر درمان تا کجا — زخم تیغ یار را نبود بدرمان اختلاط
ناقه سرگردان مکن لیلی که مجنون ترا — نیست در وادی بغیر از چشم گریان اختلاط
بیمروت این تغافل چند در درمانِ وصل — تا بکی باشد مرا با دردِ هجران اختلاط
گرچه درد آلوده ام درمان نخواهم از کسی — نیست بیمار محبت را بدرمان اختلاط

عمر شد صرف فضولی مخفیا بگشای چشم
تا بکی باشد ترا با بوالفضولان اختلاط

ردیف الغین المعجمة

بی توجه کار آیدم سیر گلستان و باغ — زهر بود جام می بی تو مرا در ایاغ
دین من ایمان من شمع شبستان من — نیست مرا غیر تو مونس و چشم و چراغ
مشک فشانی کنم در ختن و در ختا — بوی سر زلف تو گر خوردم بر دماغ

داغ بر دل شد برون گشت یکی لاله سان
چند توان مخفیا داغ ببالای داغ

ردیف الفاء

گرچه با بخت سیه دست و گریبانم چو زلف
در تلاش خویشتن بر خویش پیچانم چو زلف

بر رخ از اشک ندامت خط و خالی می‌کشم
چهره آرای رخ بخت پریشانم چو زلف

تا نگردد رنگ مه گلگون حسن از آفتاب
سایبان چهرهٔ خورشید تابانم چو زلف

تا نگردد چشم ایما و اشارت آشنا
پاسبان صورت زیبای خوبانم چو زلف

بهر تائید دلم دانائی در کار نیست
پای در زنجیر ناز نوعروسانم چو زلف

غم فزاید بر دل غمدیدگان از صحبتم
دام دلهای غم آلود اسیرانم چو زلف

نیست مخفی خاطرم آزرده از آشفتگی
سنبل لب تشنهٔ چاه زنخدانم چو زلف

ردیف القاف

آمد بهار و داد بگلشن ندای عشق
بلبل بر آر نالهٔ ساز و نوای عشق

نشو و نما چو سبزه ز خاشاک بر دمد
یابد اگر ترشح آب و هوای عشق

بیهوده کاوش تو به نبضم طبیب چیست
درمان درد ما نکند جز دوای عشق

خواهی بصبر خو کن و خواهی بآب چشم
جز خون دیده هیچ نباشد دوای عشق

در بیستون بحسرت دیدار جان سپرد
فرهاد نامراد تو از نالهای عشق

مجنون از آن ز دیدن لیلی ز هوش رفت
کاید صدای درد ز بانگ درای عشق

کشتی اگر شکست نداریم بیم غم
در بر سلامت است مرا ناخدای عشق

محمود بخت و ناز دنیا بود و ایاز
ماییم و گوشه و همین بوریای عشق

یاران و بزم و باده و نگاه عافیت
مخفی و درد محنت بی انتهای عشق

اے درخم زلف تو پریشان دل عاشق
وے پیش گل روے تو حیران دل عاشق

آبے که بصد خون جگر یافت لب خضر
دیدست دران چاه زنخدان دل عاشق

تا زلف تو سر رشتهٔ زنار بتان است
هرگز نشود مائل ایمان دل عاشق

تا گشت لب لعل تو همراز تکلم
خون دل خود کرد بدامان دل عاشق

خواهی بسر دار برو خواه بیاویز
از کردهٔ خود نیست پشیمان دل عاشق

ردیف الکاف

سزد مرغ چمن را ماتم اشک
که گل خرم شود از شبنم اشک

نبردی ره بوادی محبت
اگر مجنون نبودی همدم اشک

زگریه دیده را هر دم خیالیست
عجائب عالم است این عالم اشک

مشو غماز اے دل ناله کم کن
که نبود غیر دیده محرم اشک

بریز ای دیده گر داری سرشکے
که خندد غنچهٔ گل از نم اشک

بگریم همچو شمع از آتش دل
بنالم همچو بلبل در غم اشک

زدیده اشک حسرت ریز مخفی
که دارم بار دیگر ماتم اشک

تا زگریه در درون دیده نگذاریم اشک
روز و شب از دیده همچون ابر میباریم اشک

این کهن باغ تمنا هرگز آبادان نشد
خون دل چندانکه می باریم و میکاریم اشک

آتش دل از سرشکے دیده تسکینی نیافت
تا بکے در دیدهٔ گریان نگهداریم اشک

روز و شب از گریهٔ هجر تو چون ابر بهار
بر سر مژگان خون دیده بشماریم اشک

بهتر مخفی که هنگام تماشاے چمن
زاد ره از دیدهٔ خونبار برداریم اشک

ردیف کاف فارسی

بقتل عاشقان کردی چو آهنگ / جهان از ذوق شد بر عاشقان تنگ
خیالت تا درون سینه جا کرد / برفت از آئینهٔ مقصود دل زنگ
کشد چون غمزهٔ تو تیغ بیداد / پرد از روی صیاد اجل رنگ
منم آن شیشهٔ امید فرهاد / که ریزد بر سرم از آسمان سنگ

بر بستان مرادم بشگفد گل
بود مخفی درین گلشن صبا لنگ

ردیف اللام

ای روی زیبای ترا رشک گلستان در بغل / وی قد رعنای ترا سرو خرامان در بغل
هر چشم گریان مرا صد جوی خون در آستین / هر ناوک ناز ترا صد تیر مژگان در بغل
نازم بچشم عاشقی کز گریه در زندان عشق / دارد ز اشک لاله گون رشک گلستان در بغل
بلبل بود سیر چمن کز اشک خون آلود من / در دیده دارم از صبا صد باغ بستان در بغل
گر یوسف حسنت خودی غافل ز اخوانت مشو / زیرا که دارند از حسد صد چاه کنعان در بغل
هر شعلهٔ آه مرا صد گونه شور اندر کمین / هر ناوک ناز ترا صد نیش پیکان در بغل

مخفی بزندان جفا از دست بیداد غمت
چون غنچه دارد جیب دل صد چاک پنهان در بغل

در خون نشسته ام همه شب ز آرزوی دل / دارم بآب دیده همان شست و شوی دل
از بس ز درد و محنت هجران گریستم / یک قطره خون نماند مرا در سبوی دل
گشتم چنان ضعیف که در تن نشان نیافت / چندانکه کرد پیک غمت جستجوی دل

سوزد هزار خرمن غم را بیک نفس — سر بر زند چو شعلهٔ آه از گلوی دل
بس مرغ جان بگریه ز هجر تو خو گرفت — خواهم که روی دیده گزارم بروی دل

جانان و بزم باده و هنگامه با رقیب
مخفی و درد عشق و بیان گفتگوی دل

باده بیرون میرود از دست چون هنگام گل — تازه کن بر عکس بلبل در گلستان کام گل
بلبلان را غنچهٔ دل بشگفاند آرزو — گر بگلشن آورد باد صبا پیغام گل
از تمنا در قفس بلبل درد جیب و بغل — بشنود هر جا که بلبل گفتگوی نام گل
تا توانی در گلستان باده را لبریز کن — چون ندارد فرصت آغاز را انجام گل

بشگفد مخفی اگر از داغ دل نبود عجب
باغبان را عید باشد موسم ایام گل

گر صبا آرد بگلشن مژدهٔ پیغام گل — بشگفد دل عندلیبان را چو گل از نام گل
ناله و زاری نمی آید بگوش اندر چمن — شد مگر بلبل اسیر حلقه‌های دام گل
باغبان فرصت غنیمت دان که گلچین از چمن — کاعتمادی نیست بر آغاز و بر انجام گل
بشکند گر ساغر باده در چمن ساقی چه باک — میتوان نوشید می را هم شبی در جام گل
غنچه بگشاید چو بگشاید لبت در بوستان — در تکلم از تبسم تا دهد انعام گل
شیشه بزم آرا و گل خندان و بلبل نغمه سنج — نیست هنگام حریفان بهتر از هنگام گل

گل به بلبل باد ارزانی و بلبل با چمن
زانکه ما را نیست مخفی طاقت ابرام گل

گیرم بدست خویش از آن در بهار گل — گاید برون بهار ز جیب و زخار گل
تا کی در انتظار نسیمی توان نشست — تا کی توان مقیم ره انتظار گل
خواهی ایاغ پر کن و خواهی سبو ز اشک — مرغ چمن علاج ندارد خمار گل

هنگام گل گذشته و عالم چو گلشن است | بس داغ یاس کرده درین روزگار گل

بلبل بکام خویش فغان کن که نقد اشک
مخفی ز دیده کرد نهانی نثار گل

اے پرتو جمالت شمع هزار محفل | وے زلف تابدارت حل هزار مشکل
پروانه وار گردد بر گرد شمع رویت | بیند اگر رخت را هر آئینه مقابل

مقصود توئی ز کعبه ورنه نگردی مخفی (هرگز)
حاجی ز بهر خانه قطع اینقدر منازل

درد یکه بدرمان تو بیرون رود از دل | صد حیف که آن درد بافسون رود از دل
ارباب نظر را بیقین قطع حیات است | آندم که خیال لب میگون رود از دل
از بسکه بدل زخم ستم خوردم و رفتم | تا حشر ته خاک مرا خون رود از دل
گیرم که بمرهم بهم آید دهن زخم | آن لذت پیکان توام چون رود از دل

مخفی جگر چرخ شگافد ز سر درد
هر ناوک آهے که بگردون رود از دل

تو هم جانی و هم جانانهٔ دل | خیالت میهمان خانهٔ دل
زلیخا وار از تصویر حسنت | منقش کرده ام کاشانهٔ دل
محبت هر کجا بزمی کند گرم | توئی شمع و منم پروانهٔ دل
مکن ساقی دلم خون بهر جامی | که شد پر خون دل و پیمانهٔ دل

چو مجنون عاقبت مخفی بهر کو
مرا شد بر ملا افسانهٔ دل

ردیف المیم

گه چو مجنون ز جنون دامن صحرا گیرم / گه چو لیلی ز الم طرهٔ لیلا گیرم
گر زنم پنجهٔ امید بسر پنجهٔ یاس / گاه دامان تمنا به تمنا گیرم
گه بناخن جگر حوصله را بشگافم / گه ز بیحوصلگی دست اطبا گیرم
گاه از آتش دل نور بظلمت بخشم / گاه از بخت سیه پرتو بیضا گیرم
گاه در بتکده زنار حمائل سازم / گاه در کعبهٔ دل روی مصلا گیرم
برخلاف اثر معجزه ناسور کند / مرهم زخم جگر گر ز مسیحا گیرم
گه چو فرهاد دل سنگ بفریاد آرم / گاه چون تیشه بغل با دل خارا گیرم
گاه چون شمع ز سر تا بقدم در گیرم / گاه از خون جگر ساغر صهبا گیرم
گاه از نالهٔ دل کوه در آرم بفغان / گاه از گریه قرار از دل خارا گیرم
چه کنم بخت زبون چرخ جفا پیشهٔ من / از ضعیفی نتوانم ره عقبی گیرم
آبرو ریخته ام بس ز مذلت بر خاک / خواه آتش شوم و در همه اعضا گیرم
پیش ازین نیست مرا طاقت دوری ز درت / همتی ده که برآهت سر سودا گیرم
از گدایان توام شاه خراسان مددی / گه چو مرغان حرم در حرمت جا گیرم

نیست مخفی چو مرا قدرت گفتار و صبر
پا بدامان کشم و دامن مولا گیرم

جنونم میزند بر سر وطن ویرانه میخواهم / ازین ناحق شناسان خویش را بیگانه میخواهم
بخون آغشته بال و پر بخاک راه می غلطم / ادای غمزه زان نرگس مستانه میخواهم
بر آتش میزنم خود را ندارم بال و پروازی / به پیش شمع رویت همت پروانه میخواهم
گرفتم آنچنان الفت به لذتهای زخم غم / که گوش عافیت را کر ازین افسانه میخواهم
برغم عقل بپیچیده سر آشفتگی دارم / درون سینه چون مجنون دل دیوانه میخواهم
سر بدمستی دارم به بدمستان این مجلس / پر از خون در طرب ساغر و پیمانه میخواهم

ز ابنای زمان مخفی چنان آزرده دل گشتم
که پاک از مردمان دیدهٔ خود خانه میخواهم

ما دل به عبث پیش تمنا نه نهادیم
ما سر بهوس در سر سودا نه نهادیم

مجنون جنونیم ولی از ادب عشق
گستاخ قدم در رهِ صحرا نه نهادیم

ما تشنه لبانیم درین بادیه اما
بی چشم ترِ روی بدریا نه نهادیم

ما جرعه کشان مے عشقیم که مخمور
مردیم و لبی بر لب مینا نه نهادیم

هر جا که نهادیم قدم خار ستم بود
بی آبلهٔ پا بزمین پا نه نهادیم

مخفی بفغان کوش درین مرحله کامروز
زادی ز برای ره فردا نه نهادیم

باز میخواهم که ترک دیر و رهبانی کنم
رو بسوی کعبه و فکر مسلمانی کنم

تا بکی در خانهٔ دل نفس سگ باشد مقیم
در حریم کعبه پنهان چند سگبانی کنم

چند دست و پا بگل مانند طفلان خاکباز
خانهٔ آباد را ویران ز نادانی کنم

به ز صد ساله عبادت باشد از روی نیاز
نالهٔ گر صبحگاهی از پشیمانی کنم

حیف می آید مرا مخفی که در راه امید
نقد عمر خویش را صرف پریشانی کنم

رنگ آمیز جنونم خانه رنگین کرده ام
دُرد آشام غمم پیمانه رنگین کرده ام

پنجهٔ شانه نهم در پنجهٔ زنجیر زلف
دست رنگین پنجه رنگین شانه رنگین کرده ام

بر نهد شاید که پا بر دیده بهر مقدمش
بزم رنگین فرش رنگین خانه رنگین کرده ام

تا کند قصد شکاری گاه گاهی در چمن
باغ رنگین آب رنگین دانه رنگین کرده ام

بهر طفل آرزو مخفی ز خوناب جگر
بر در هر خانهٔ افسانه رنگین کرده ام

باز میخواهم ز تو ماتم سرایے خوش کنم
بهر تسکین جنونم خاکپایے خوش کنم

ماچون آشفتگی بر رشتهٔ جان می زنم
گز برائے مرغ دل ساز و نوائے خوش کنم

باز یزید نفس میخواهد صف آرائی کنم
بهر آئین شهادت کربلائے خوش کنم

گر متاعِ کاروان مصر را خاید صبا
پیش من بهر فغان بانگ درائے خوش کنم

تا حنا بندم ز خون دست طلب را زگز لکے
چون زلیخا دلبرے یوسف لقائے خوش کنم

بر تن من مو بمو از سوز دل انگار شد
بعد ازین باید مرادار الشفائے خوش کنم

گاه در دیرم گہے در وادی و گہ در حرم
ہمچو مجنون از جنون ہر روز جائے خوش کنم

در رہ بیگانگی آئینۂ دل شد سیاه
می زنم مصحفی که طرز آشنائی خوش کنم

لب تشنه بمردیم ز پئے آب نه گردیم
چون خضر پئے آب به ہر باب نه گردیم

ما بلبل عشقیم ولے لب نه کشادیم
سوزیم چو پروانه و بیتاب نه گردیم

ما گرم روانِ رہ عشقیم چو منصور
از دار نه ترسیم و ز احباب نه گردیم

تا قبلهٔ ما طاق دو ابروے تو باشد
نزدیک به بتخانهٔ محراب نه گردیم

آتشکدهٔ سینه ما شعله نشین نیست
زان آب بجوئیم که سیراب نه گردیم

ز اندازه برون بر دل اندوه و غمی دارم
در سینه بهر عضوے پنهان المی دارم

بس خون جگر آید از گریه بچشمانم
از ہر مژهٔ خارے جوے ز غمی دارم

تا چند تواند دوخت جراح نهان زخمم
بر ہر سر مو از غم زخمے ستمی دارم

در قید کمند عشق افتادم و آزادم
در سایهٔ سروی ام گر پشت خمی دارم

امروز اگر کردی بر ما ستمے بگذشت
اندیشهٔ فردا کن من هم حکمے دارم

جان دارم و مرغِ دل در پائے تو افگندم
بر سفرهٔ اخلاص ست گر بیش و کمی دارم

از دود کباب دل از اول شب تا صبح
افراشته بر گردون مخفی علمی دارم

زبس محو نگه گشتم فراموش از نفس کردم
دود ست جان چو پروانه در آغوش هوس کردم

بیابان غم و محنت طراوت بخش بستان شد
زبس خون دل از دیده بپای خار و خس کردم

ندارد خواهش گلشن دلم در کنج تنهائی
تو و گلزار ای بلبل که من خو با قفس کردم

نشد خضرے درین وادی بآب زندگی رهبر
بسے لب تشنه و حیران فغان مثل جرس کردم

نبردم چون بمقصد ره ز جست و جو اگر مخفی
نشستم با شکیبائی و از رفتار بس کردم

ندیم و عشق بازیم پروای کس نداریم
مستیم و لاابالی بیم عسس نداریم

رواز ستم نتابیم از درد و غم ننالیم
جز جان بغم سپردن در دل هوس نداریم

لبریز شد ز ناله کانون سینهٔ ما
فریاد بے تامل مثل جرس نداریم

بلبل صفت دل ما با ناله خو گرفته
باغی و بوستانی به از قفس نداریم

مخفی بملک هستی بے یار و آشنائیم
جز صاحب حقیقت فریادرس نداریم

تا مه بحسن ترا خورشید تابان دیده ام
در لب لعل لبت لعل بدخشان دیده ام

بر رخ آئینه ات چشم نگه بگشاده ام
آب حیوان را در ان چاه زنخدان دیده ام

آرزوها را ز دل یکسر برون افگنده ام
یوسف مقصود را در چاه کنعان دیده ام

در محبت دست خود از کفر و ایمان شسته ام
مرغ دل را صید آن زلف پریشان دیده ام

گر نگیرد دست ما را ناخدا ای گو مگیر
کشتی امید خود را غرق طوفان دیده ام

بر جگر تا ناوک تار نگاهت خورده ام
بر بدن هر موی خود را نیش پیکان دیده ام

مخفیا در بند زلفت از دل و جان بگذشته ام
لعنت آباد جهان را جمله ویران دیده ام

شب از درد جدائی تا سحر فریاد می کردم
ز روی بیخودی از روز وصلت یاد میکردم

گهی پروانه سان برگرد شمع آه می گشتم
که از درد جدائی ناله چون فریاد میکردم

هجوم غم شد امشب آنچنان بر خاطرم غالب
که هر دم مرگ نو بر خود مبارک باد میکردم

بدل نقش خیال دیدن روی توی بستم
بامید وصالت خاطر خود شاد میکردم

به پیش شمع من امشب بیاد شمع رخسارش
ز بس مرغ تمنا از قفس آزاد میکردم

چو مرغان قفس هر دم بیاد گلشن رویت
فغان تازه را در دل ز تو بنیاد میکردم

اگر در کشور خوبان کسی دادی بدادی
ز بیداد پریرویان هزاران داد میکردم

نبودی شور گر خوناب چشم از گریه ای مخفی
گلستانی بهر ویرانه آبادمی کردم

بدر قافله شوقم چو ببانگ جرس افتم
صد مرحله عشقم چو براه هوس افتم

از خون دل و دیده بدامان تمنا
صد رشک چمن وارم اگر در قفس افتم

بس داغ ز هجر تو نهادم به رگ و پی
ترسم که شوم آتش و در مشت خس افتم

بی روی تو گر جانب گلشن گذر افتد
چندانکه قدم پیش نهم باز پس افتم

مخفی به تمنا و هوس چند درین راه
در پای خس و خار چو بانگ جرس افتم

ما از شراب لذت مستی گذشته ایم
مجنون صفت ز عالم هستی گذشته ایم

بر ما غم و نشاط ندارد تفاوتی
بسیار ازین بلندی و پستی گذشته ایم

تا برده اختیار محبت عنان ما
من مخفیا ز دیر پرستی گذشته ایم

من آن پروانه عشقم که برگرد شرر گردم
اگر بال و پرم سوزد بغیر از بال و پر گردم

بگلگشت گلستانش چو بلبل گر بیایم ره
نسیم آسا بگرد کوی او شب تا سحر گردم

برفتن آنچنان گرمم که وادی محبت را
اگر از پا فرو مانم به پهلو یا بسر گردم

بهر جا حسن را بینم ز عشقش آتش افروزم
سپند آسا جهم از جا و بر گرد شرر گردم

بمقصد چون نبردم ره همان بهتر بود مخفی
کزین وادی بی پایان براه رفته برگردم

ما طریق عاشقی از حسن یار آموختیم
این پریشانی ز زلف آن نگار آموختیم

اختیار گریهٔ ما در کف اندیشه نیست
بیخودی از گریهٔ ابر بهار آموختیم

گر رسد صد فوج غم از جا نجنبد پای ما
پای در گل بودن از لوح مزار آموختیم

بال بکشاییم بصید زیر دستی همچو باز
از همای اوج این طرز شکار آموختیم

گر خطائی رفت از ما دلبرا معذور دار
رسم و آیین ادا از روزگار آموختیم

کی توان مخفی ز دیده راز دل پوشیده داشت
ما که از دل راز پنهان آشکار آموختیم

از عشق تو در سینه چه غمها که ندیدیم
در راه تو از گریه چه گلها که نچیدیم

از گریه ز دوری تو چون شیشهٔ پر می
سر تا بقدم خون شده از دیده چکیدیم

عمریست که دل راز غم سینه خبر نیست
هر چند ازین واقعه گفتیم و شنیدیم

هر زهر که در غمکده کردند مهیا
مستانه و مردانه گرفتیم و کشیدیم

صد زخم ز هر خار چو گل خورده‌ام آخر
چون غنچه به تن پیرهن صبر دریدیم

مخفی نه گرفتیم عبث دامن غم را
جان داده غم دوست ز ایام خریدیم

ما اگر مستیم و گر هشیار و گر دیوانه ایم
هر کجا غوغای عشقت بلبل و پروانه ایم

نیست جز محراب ابروی تو دل را قبله‌ای
گر امام کعبه و گر راهب بتخانه ایم

همره و همدم غمت بوده به بطن مادرم
از ازل با این رفیق مهربان همخانه ایم

این خمار آلودگیها کی برون آید ز سر
ما که در بزم طرب در دور کش پیمانه ایم

نیست گر معمور این ویرانهٔ ما گو مباش
مخفیا چون گنج پنهان ما درین ویرانه ایم

میروم تا راز دل از چشم پر خون بشنوم
حرف از راز درون شاید ز بیرون بشنوم

جوی خون از دیده می آرم بجای جوی شیر
هر کجا افسانهٔ فرهاد و مجنون بشنوم

بس گرفتم خو بمحنت مژدهٔ آسودگی
باورم ناید که از بخت همایون بشنوم

بسکه سودای پریشانی عشقم در هواست
می روم مستانه هر جا نام مجنون بشنوم

در درون سینهٔ من غنچهٔ دل بشگفد
از صبا بوی اگر زان لاف شبگون بشنوم

بسکه دارم بر جگر صد داغ بر بالای داغ
داغ کی گردم اگر از داغ گردون بشنوم

میکنم سر دفتر دیوان خود توحید وار
از زبان هر که از عشق تو مضمون بشنوم

دست در آغوش هر دم همچو قمری در چمن
روز و شب مخفی که وصف قد موزون بشنوم

از هجوم گریه آهنگ فغان گم کرده ام
مرغ زیر دام هجرم آشیان گم کرده ام

گشته ام سرگشتهٔ وادی و از لیلای خویش
همچو مجنون از جنون نام و نشان گم کرده ام

بر تنم شد شعلهٔ آهم لباس آتشین
در لباس عافیت گر پرنیان گم کرده ام

در رهِ عشقم محبت ره بره کج میروم
حیرتی دارم که این ره را چسان گم کرده ام

نیستم دیوانه مخفی لیکن از سودای عشق
خویش را در زیر سنگ کودکان گم کرده

تا کی به آه و ناله ز غم گفتگو کنم
تا چند ز آب دیده لب لب سبو کنم

آلودگی ز دامن پاکم نمی رود
صد ره به آب زمزم اگر شست و شو کنم

ناید به غیر جمال تو در نظر
آئینه را اگر به تنها رو برو کنم

گردیده شامه همه اعضای من ز شوق
شاید گلی ز گلشن وصل تو بو کنم

روز رنیاورد زخروش فغان من ‌‌ ‌ چندانکه چاک سینهٔ و دل را رفو کنم

دستم نمی رسد چه بدامان وصل یار
مخفی ز روزگار به هجر تو خو کنم

بسے در آرزو بانفس کافر همرهی کردم ‌ ‌ در اقلیم تمنا عمرها شاهنشهی کردم
چه جام سرنگون آخر تهی شد کاسهٔ عمرم ‌ ‌ پس نقد حیات خویش صرف گمرهی کردم
بیاد دوستان امشب چه مینائے می مستان ‌ ‌ نهادم برلب ساغر لب و قالب تهی کردم
دو دست خویش پروانه بحسرت میزند برسر ‌ ‌ بپاے شمع افتاده که آخر کو تهی کردم

نشد گر دست امیدم در آغوش طلب مخفی
بحمد الله که جان را نذر آن سرو سهی کردم

همتے ایدل کزین پستی قدم بالا نهم ‌ ‌ یا بکام دل رسم یا سر درین سودا نهم
آتش عشق تو تا در سینهٔ من برفروخت ‌ ‌ شعله می روید بجاے سبزه هر جا پا نهم
جذبهٔ شوق محبت بسکه بر من غالب است ‌ ‌ با جنون گردم رفیق و سر درین صحرا نهم
گلشن اشکم زآب دیده چون سیراب گشت ‌ ‌ بعد ازین خواهم که پائے دیده بر دریا نهم

دشت پیماے محبت چون شدم در راه عشق
بایدم مخفی درین ره سر بجاے پا نهم

زخون دیده زندان را باز رشک چمن دارم ‌ ‌ ز داغ غصه صد گلشن بزیر پیرهن دارم
بسان غنچه گر بستم لب از گفت و شنود اما ‌ ‌ بخون دیده آغشته سراپاے بدن دارم
چه بلبل در غم گلشن ندارم تا شکیبائی ‌ ‌ غریب و ناتوانم هر کجا افتم وطن دارم
بسان ابر نیسانی ز اشک دیده همت ‌ ‌ کشیده در رگ جان خند جانانے در سخن دارم

ز اشعارم دماغ جان معطر می شود مخفی
چو گل چاک گریبان نهان مشک ختن دارم

ز سوز سینهٔ و دل آه آتشناک می خواهم
در آتش آشیانی از خس و خاشاک میخواهم

نمی گردد تسلی خاطر از پیغام و از نامه
گریبان صبوری همچو گل صد چاک میخواهم

ز درمان اطبا دفع دردِ من نمی گردد
خمار آلودهٔ بزمم ز آب تاک میخواهم

نمی روید گیاه خرمی در باغ امیدم
چو ابرِ نوبهاران دیدهٔ نمناک میخواهم

نمی یابد دلم تسکین ز آه و ناله اے مخفی
چو گل جیب و گریبان فغان صد چاک میخواهم

برای دیدن رویت هوای زندگی دارم
وگرنه زین حیات خویش صد شرمندگی دارم

نگردم گرم اگر سوزد جهان را شعلهٔ آتش
ز بس از گردش گردون بدل افسردگی دارم

چسان آزاد بنشینم ز فکر و غم دم دیگر
به پا زنجیر و در گردن چو طوق بندگی دارم

نگردد پاک دامانم به آب کوثر ار شویم
به چرک معصیت مخفی ز بس آلودگی دارم

ما گرفتاران عشقیم از جهان آسوده ایم
پای تا سر لذت دردیم از آن آسوده ایم

بزمگاه ما غمستان ست و باده خون دل
مستی داریم کز کون و مکان آسوده ایم

گلشن ما خرم از خونابهٔ چشم دل است
از جفای صرصر باد خزان آسوده ایم

اضطرابی در پریشانی بظاهر می کنیم
ورنه ز استغنای همت در جهان آسوده ایم

گرچه پا زنجیر مخفی روید از آواز غم
شکر لله کز جفای همگنان آسوده ایم

دوش با گل صحبتی بر یاد بلبل داشتم
چون صراحی در گلو تا صبح قلقل داشتم

سخت دل میشد مرا بر آتش هجران کباب
غم انیسم بود از خون جگر مل داشتم

بسکه خون دیده افشاندم بر اطراف چمن
هر طرف زیر نگه صد خرمن گل داشتم

می درآید هر نفس بر من غم از جانبی
بهر محرومی عیش من تغافل داشتم

مخفیا رحمی بحال من که در اندوه و غم
پیش ازین من بیشتر صبر و تحمل داشتم

در عشق تو بی قرار گشتیم
رفتیم و بهر دیار گشتیم
بس داغ تو بر جگر نهادیم
داغ دل روزگار گشتیم
وادی فراق غرق خون شد
بس دیدهٔ اشکبار گشتیم
تا داغ تو بر جگر نهادیم
از زمرهٔ اعتبار گشتیم
بر دامن وصل یار ننشست
هر چند که چون غبار گشتیم

نگشاده در مراد مخفی
عمری پی روزگار گشتیم

یاد ایامی که دل در کوی یاری داشتیم
همچو مجنون پیش طفلان اعتباری داشتیم
جیب هم همچو گل زین پیشتر صد چاک بود
در میان اهل ماتم افتخاری داشتیم
آرزو را دیدهٔ اعمی بود بزم امید
بر رخ آئینهٔ مقصد غباری داشتیم
تشنه لب بودیم و آتش بود ما را در مذاق
چون سمندر در بن هر مو شراری داشتیم

نقش می بستیم مخفی گلشن امید وصل
در درون دیده از خون لاله زاری داشتیم

گو همدمی که نغمهٔ داود سر کنیم
آه دلی بهمره باد سحر کنیم
شبنم ز ابر دیده فشانیم بر چمن
لبهای غنچه سرخ به خون جگر کنیم
از آه سرد خویش نه دیدیم چون اثر
آتش شویم در دل شمعی اثر کنیم
صد روز هجر شب شد و یک شب که وصل بود
نگذاشت روزگار که شامی سحر کنیم

مخفی قطار هفتهٔ ایام بگسلد
در کوی عافیت چو نسیم ار گذر کنیم

هر جفاے را بجاے زان ستمگر میخرم
می دہم کاسد تماشی را وگو ہر میخرم

بسکہ لذت یافتم از گریۂ شام و سحر
میفروشم نقد جان و دیدۂ تر میخرم

نیست تجارے چو من در کاروان روزگار
صد جہان اندوہ دارم بار دیگر میخرم

بر دل غمدیدہ من خواہ نوش و خواہ نیش
در محبت درد و راحت را برابر میخرم

می نہم از آتش غم داغ بر بالای داغ
ہمنشینان خوش چنین سامان محشر میخرم

چند از خون جگر مے در ایاغ دل کنم
سر بزانو تا بکے فکر دماغ دل کنم

عمر شد صرف جنون و نیست از محمل نشان
چند سرگردان درین وادی سراغ دل کنم

خون دل میریزم و ترتیب گلشن میدہم
بر امید آنکہ روزے سیر باغ دل کنم

بسکہ دارد تیرگی از غم نہ گردد روشنی
پرتو خورشید را گر در چراغ دل کنم

سوخت سرتا پا دل در دعِ جنون ما نشد
بعد ازین خواہم کہ مخفی ترک داغ دل کنم

تا کے حدیث بادہ و جام و سبو کنم
تا کے ز بزم بادہ کشان گفتگو کنم

مستی گذشت از حد و دیوانگی بیا
اے دل ز آب توبہ مئے در سبو کنم

آلودگی زدامن عصمت نمی رود
صد رہ بآب دیدہ اگر شست و شو کنم

بکشا دہان شیشہ و مے در ایاغ کن
تا از دماغ دل گل وصل تو بو کنم

مخفی بغیر بادہ چو دل را دماغ نیست
برخیز تا بگوشۂ میخانہ رو کنم

گر رسد فوج غمت بر سرم از جا نروم
جز در میکدہ جائے بہ تمنا نروم

گر شود ہر سر موے بدنم نشتر غم
عافیت جو نہ شوم پیش مسیحا نروم

گوشۂ محنت دغم را بگلستان ندہم
ہمچو مجنون ز جنون جانب صحرا نروم

در قیامت اگرم جانب رضوان خوانند / به تمنای دل از بهر تماشا نروم

یوسف طالع اگر جلوه نماید مخفی
به تماشاگه حسنش چو زلیخا نروم

تا نام ز حسن یار بردیم / ز آئینهٔ دل غبار بردیم
از بسکه ز دیده خون فشاندیم / رونق ز گل و بهار بردیم
از آتش عشق چون سمندر / سر تا بقدم شرار بردیم
نادیده رخت چو لاله رفتیم / داغ تو بهر دیار بردیم

مخفی بره وفا چو سیماب
از آتش دل قرار بردیم

تا بکے بر در امید چو سائل باشم / گه غبار نظر و گه الم دل باشم
التجا بر در مخلوق ز کوته نظریست / چند چون اهل صنم برره باطل باشم
منکه صد حاتم طے در نظرم مثل گداست / حیف باشد که گدا طبع و گدا دل باشم
هر نفس صد ره گر آتش عشقم سوزد / باز پروانه صفت در پے قاتل باشم

می رود کشتی عمرم چو بموج ای مخفی
شرط انصاف نباشد که بساحل باشم

بسکه در هجر تو خون دل بدامان کرده ام / پر ز گل دامان خود را تا گریبان کرده ام
مدعی طعن پریشانی مزن بر من که من / همچو ابر از گریه کار خود بسامان کرده ام
بر جگر از بس نهادم ز آتش هجر تو داغ / خانهٔ دل را به از رشک گلستان کرده ام
میکنم بلبل صفت فریاد از آن هر شب که باز / همچو مستان بیخودانه یاد یاران کرده ام

مخفیا چندین منال از ناوک بیداد غم
کین دل افسرده را من وقف پیکان کرده ام

من آن پروانهٔ عشقم که در آتش وطن دارم
چو فانوس آتش دل را بزیر پیرهن دارم

دلم بلبل صفت از عشق تا گفت و شنود آرد
نهان در زیر هر حرفی گلستان سخن دارم

نه پنداری که در هجرت مرا صبرست و آرامی
ز افغان داغها بر جان مرغان چمن دارم

بمحشر گر بپرسندم چه آوردی همین گویم
شهید خنجر عشقم گواه خود کفن دارم

اگر در گلشن عشرت ندارم راه ای مخفی
بحمد الله که بارے گوشهٔ بیت الحزن دارم

ز بس افسردگی دارم هوای سر ورا مانم
چنان کاهیده ام از غم که کاه زرد را مانم

گهی در دام غم افتم گهی صید بلا گردم
نه بینم روی آزادی اسیر درد را مانم

نشان پای محمل را ندیدم تا نهم چشمی
من آن سرگشتهٔ مجنون بیابان گرد را مانم

مرا هر کس که می بیند ز سوزم چشم می پوشد
بچشم مردم از خواری غبار و گرد را مانم

گهی از درد دل سوزم گه از درد جگر نالم
نیم یک ساعت آسوده دل پر درد را مانم

بروی تختهٔ هستی در آیین پریشانی
ز بد نفسی پریشان مهره های نرد را مانم

به بیرنگی و بی بوئی درین بستان سرا مخفی
گل پژمرده گلهای باد آورد را مانم

دست در دامن آن سرو خرامان زده ام
چنگ در حلقهٔ آن زلف پریشان زده ام

تشنهٔ خون دل و آبله پائی شده ام
تکیه بر نیش سر خار مغیلان زده ام

عزم تسخیر اقالیم جنون کرده دلم
خیمهٔ لشکر غم را به بیابان زده ام

می توانم که کشم پای بدامان شکیب
منکه صد چاک بیک تار گریبان زده ام

از نو آتشکدهٔ عشق برافروخته ام
آتش عشق تبان در سر و سامان زده ام

زورق دیده بغرقاب فنا افگندم
دیده برابر جگر موجهٔ طوفان زده ام

کرده ام دیر شنو گوش مسلمانی را
بسکه ناقوس بمعبدگهٔ گبران زده ام

در سر کوچهٔ گبران ز تنکظرفی عقل
سنگ بی حوصلگی بر سر ایمان زده ام

آفرین بر جگرم باد که در کشور هند
سکهٔ نقد سخن رائج ایران زده ام

چشم گریانم پیامی از بهار آورده ام
نافه ام بوی خوشی از زلف یار آورده ام

نشئهٔ بوی گل داغم پریشانی بود
تخم این گل را ز باغ روزگار آورده ام

از دیار عشق می آیم دیار من غم است
درد دل چندانکه خواهی زان دیار آورده ام

داده ام دل را بدست کافرکیش زلف
قطرهٔ خون جگر را یادگار آورده ام

اعتماد عشق را نازم که بر درگاه او
برده ام بی اعتباری اعتبار آورده ام

قطرهٔ خون جگر جائی دلم در سینه بود
وان هم از راه نظر بهر نثار آورده ام

بعد عمری کرده قصد جان مهمان من است
مرغ دل را صید آن میر شکار آورده ام

سالها خون خورده ام کز موجهٔ طوفان غم
کشتی بیطاقتی را بر کنار آورده ام

هر طرف هنگامهٔ گرم است از غوغای من
فتنهٔ مخفی عجب بر روی کار آورده ام

من آن چشم غماز را می شناسم
من آن محرم راز را می شناسم

غمت دوش با من سر جنگ داشت
من انداز آواز را می شناسم

ربایندهٔ هوش و فرزانگیست
من آهنگ این ساز را می شناسم

مزن از تغافل بر ابرو گره
که من چنگل باز را می شناسم

بقتلم کمر بستهٔ زود شتاب
که من تیغ اعجاز را می شناسم

مده پیش چشم فریبی نیازم
که من شیوهٔ ناز را می شناسم

تواضع مرا بهر اعزاز باشد
من آئین اعزاز را می شناسم

براوج دگر می پرد مرغ امید
من این طرز پرواز را می شناسم

مگو پیش من از وجود و عدم بس — که انجام و آغاز را می شناسم

زیکرنگی خویش مخفی چه لافی
که من یار دمساز را می شناسم

همتِ ارباب همت کز پی غم میروم — گیسوی آه پریشان بهر ماتم میروم
روزگارم گر زند زخمی بهر تار رگی — کافرم گر یک قدم دنبال مرهم میروم
بر سر راه اجل بنشسته بیم مرگ چیست — خلق و عالم رفته اند این راه من هم میروم
گرچه دنبالم ز همراهان درین ره باک نیست — میروم گر چند گامی پیش یا کم میروم

در غم و اندوه محنت چیست این بیطاقتی
مخفیا امروز و فردا چون ز عالم میروم

دوش بر خاک درت پهلو به بستر داشتم — در طواف کعبه بود حج اکبر داشتم
شعله میزد آتش سودای عشقم از دماغ — خانه را در آتش دل چون سمندر داشتم
ساقی دردکشانم داد امشب ساغری — کز خمارش طعنه بر خضر و سکندر داشتم
نیست پروانه ترا گر قدرت پرواز عشق — دل بر آتش نه که من هم پیش ازین پر داشتم

مخفیا امشب دماغ جان معطر ساختم
در سر زلفت سخن پیچیده عنبر داشتم

می روم تا بهر خود ویرانه پیدا کنم — و اندران ویرانه از غم خانه پیدا کنم
دانه دانه اشک زان ریزم که بهر مرغ دل — از سرشک دیده آب و دانه پیدا کنم
در بیابان جنون از بهر صحبت داشتن — نیست اگر فرزانه دیوانه پیدا کنم
شیشه می گردد تهی و بزم آخر میشود — گر من از بهر طرب میخانه پیدا کنم
تا زنم سر پنجه در زلف پریزادان عشق — از سر انگشت محنت شانه پیدا کنم
شد بهار عمر و باغ آرزو خرم نه شد — می روم تا گریهٔ مستانه پیدا کنم

ره نیابم پیش شمعے از برائے سوختن
گر ز نو بال و پر پروانۂ پیدا کنم

برغم بلبلان امشب لب از گفتار می بستم
زخون دیده در دل نقش صد گلزار می بستم

زگریه میزدم آبے بر آتش خانۂ ہجران
بسحر سامری امشب بت بیمارے بستم

چو مرجان شد خس مژگان مرا از لخت دل امشب
گل از باغ ہوس می چیدم و بر خار می بستم

بیاد روے تو امشب بگرد شمع می گشتم
نظر چون عندلیبان بر گل رخسار می بستم

بہ تنہائی گرفتم خو چنان در کنج تنہائی
کہ در بر روے عکس سایۂ دیوار می بستم

زیکدیگر جدا شد عقد دل تسبیح می کردم
کمر یکره اگر در خدمت زنار می بستم

رخ امید را مخفی اگر او دل چنین دیدی
ز آه آئینہ دل را گل زنگارے بستم

سبکروحیستم چون بو کہ دنبال صبا رفتم
گرانبارم چنان از غم کہ گر خیزم ز جا افتم

سفر کردم کہ بکشاید دل از سیر جہان کردن
چہ دانستم کہ در غربت بکام اژدہا افتم

نہادم رو باین وادی زنا کامی نمیدانم
ز ضعف قوت طالع کجا خیزم کجا افتم

نجات از غم چسان یابم کہ ہر سو میروم مخفی
چو مرغ بے پر و بال بدام صد بلا افتم

شب بیاد تو گل اشک بدامان کردم
ہمچو مرغان چمن نالہ پریشان کردم

جیب دل چاک زدم بسکہ ز سودائے جنون
دست قدرت ہمگی صرف گریبان کردم

برگرفتم دل امید ز بیگانہ و خویش
مشکلات دل خود را ہمہ آسان کردم

خون دل بسکہ برخسار نگہ افشاندم
سیرگاه نظر از دیده گلستان کردم

کاوش داغ کہن بسکہ بناخن کردم
پنجۂ دست چو سرپنجۂ مرجان کردم

جذبۂ عشق رساندی بسرم محمل دوست
من زبیصبری خود رو بہ بیابان کردم

جان گرانمایه متاعی ست ولیکن مخفی
نرخ این جنس ببازار خود ارزان کردم

باز میخواهم که غوغاے دگر پیدا کنم
از جنون در دل تمناے دگر پیدا کنم

رو بوادی مے نهم باشد که از اعجاز عشق
همچو خود مجنون در سواے دگر پیدا کنم

میگداز دیده را سوز درونم تا بکے
بهر بوسے چشم بیناے دگر پیدا کنم

نقد دانش میفروشم میخرم جنس جنون
تا بهر بازار سوداے دگر پیدا کنم

سیل اشک دیده از بیطاقتی سر میدهم
تا بملک هند دریاے دگر پیدا کنم

دیده ام ظلم و ستم چندانکه از ظلمات هند
میروم کز بهر خود جاے دگر پیدا کنم

میتوانم چند گامے رفت مخفی بعد ازین
در رهِ امید اگر پاے دگر پیدا کنم

در وفا چون شمع با غم جانگدازی میکنم
درد بیدرمان خود را چاره سازی میکنم

صید دام محنت و سیّار باغ کلفتم
با وجود بے پری ها شاهبازی میکنم

در حریم کعبه باشد تا نماز من درست
جامهٔ خود را بخون دل نمازی میکنم

میکنم ویران بدست خود بناے عمر خود
مثل طفلان بر سر ره خاکبازی میکنم

نا تمام

می خرم داغ فراق و میفروشم نقد جان
مخفیا وقت سفر شد کارسازی میکنم

فصل گل رفت حریفان و شرابی نه زدیم
برلب تشنهٔ دل قطرهٔ آبے نه زدیم

شد تهی شیشهٔ عمر از مۓ هستی و هنوز
بزم با گرم نشد سیخ کبابے نه زدیم

حیف صد حیف که در ضعف زبی سامانی
بر دماغ و دل خود مشت گلابے نه زدیم

کشتی عمر تباهے شد و در بحر وجود
دست در دامن خاشاک و حبابے نه زدیم

عمر شد صرف می و میکده مخفی هیهات
به مراد دل خود بادهٔ نابے نه زدیم

تا کے بگرفتاری دام ہوس افتم
تا چند چو مرغان چمن در قفس افتم

تنگ ست زبس بردل من عرصۂ ایام
خواہم کہ شوم شعلۂ در مشت خس افتم

برکندن بنیاد من لے چرخ چہ کارست
من کاہ ضعیفم کہ ز باد نفس افتم

من محتسب و بادہ کشان دشمن جانم
این طرفہ کہ برعکس بقید عسس افتم

مخفی نہ اگر خواہش سودے جنونیست
در مجلس عشاق چرا چون مگس افتم

نہ تنہا سوز دل را من بشمع انجمن بردم
فغان تازۂ من بہر مرغان چمن بردم

بمژگان کردہ ام جوئے بکوہ بیستون غم
بعاشق پیشگی زاد طلب از کوہکن بردم

ز ناسازی بخت آخر نہادم رُوے در غربت
دل پر داغ ہجران یادگاری وطن بُردم

بزیر خاک گر بینی دل آدم پر از داغ است
بدل داغ جدائی را ہمین تنہا نہ من بردم

غنیمت دان تو اے مخفی کہ ہنگام سفر کردن
پر از اشک ندامت دیدۂ با خویشتن بُردم

تا امید و یاس را پیچیدہ باہم دیدہ ایم
صبح شادی را طلوع از شام ماتم دیدہ ایم

نیست دل آزردہ گر شد طالع ما شندری
نقش ہر دو پائے را در چہرۂ ہم دیدہ ایم

خو بدرد و غم کن ایدل زانکہ در آئین عشق
خویش را محرم بہ بزم عافیت کم دیدہ ایم

سبزۂ ما کے شود سیراب کے گردد بلند
ما کہ در باغ ہوس از اشک شبنم دیدہ ایم

در بروے خندہ مثل غنچۂ گل بستہ ایم
اشک حسرت تا روان بر روئے آدم دیدہ ایم

دست و پا بیہودہ ایدل بہر آسایش مزن
کین مطالب را برون از دور عالم دیدہ ایم

کے در آید در نظر مخفی لباس عافیت
ما کہ نقش بوریا را مسند جم دیدہ ایم

ما کہ چون مجنون ز سودائے جنون دیوانہ ایم
دوست با اہل جنون و دشمن فرزانہ ایم

شیشهٔ ما خواه پر باشد ز مے خواهی تهی
ما خمار آوردهٔ جام مے جانانه ایم

بسکه دل آزرده ایم از صحبت اهل جهان
روز و شب در فکر ترک این کهن ویرانه ایم

تا خمار مستی شبهاے مستان دیده ایم
از صمیم قلب بدخواه مے و میخانه ایم

قدر گوهر نیست غواصی که در آرد برون
ورنه ما هم اندرین دریا دُرِ یکدانه ایم

شعله هر جا بر فروزد از محبت در جهان
از براے سوختن هم شمع هم پروانه ایم

صرف لهو و لعب شد عمر گرانمایه هنوز
روز و شب مخفی چو طفلان گوش بر افسانه ایم

بسکه دارم سوز دل عود را بر آذر میزنم
سینه را بر شعلهٔ دل چون سمندر میزنم

شد بهار عمرم و دمغ خمار ما نشد
دوستان معذور گر مستانه ساغر میزنم

بهر آب زندگانی کے روم دنبال خضر
منکه استغنا بر آب حوض کوثر میزنم

آفتاب آسمان همتم زیر سحاب
بر غلط از مشرق افلاس خود سر میزنم

در لباس فقر دارم تاج سلطانی بسر
تا بچشم آرزوے خویش نشتر میزنم

نقد صرافان معنی را رواج دیگر است
تا در اقلیم سخن من سکه بر زر میزنم

نیست گر بال و پر پروانه در کنج قفس
دست حسرت چون مگس پیوسته بر سر میزنم

پیش فانوس خیال حسن تو پروانه وار
بر امید شعلهٔ شب تا سحر پر میزنم

بر نیاید از درون خانه آوازے برون
عمرها شد من برین در حلقه بر در میزنم

دوستی با دشمن آل پیمبر کے کنم
منکه لاف دوستی با آل حیدر میزنم

بگذری یکسر اگر مخفی ازین دون همتی
در گدائی طعنه بر شاهی قیصر می زنم

ز جور اهل ستم دوستان چه چاره کنم
بغیر آنکه گریبان صبر پاره کنم

کجاست جذبهٔ دیوانگی و مدهوشی
که از میان جفا پیشگان کناره کنم

خمار بادهٔ مستی و چشم خواب آلود — بر بزم باده کشان تا بکی نظاره کنم
ز توبه چون غرض تائبان پشیمانیست — بعزم توبه چه حاجت که استخاره کنم
میان مردم بیگانه راز پنهان را — چو نیست محرم رازی چه آشکاره کنم
شب فراق تو از بس بخاک ریزم اشک — تمام روی زمین را پر از ستاره کنم

زمانه بر سر آزار ماست ای مخفی
بیا که خانهٔ دل را ز سنگ خاره کنم

آتشی کو که بدل سوز دگر تازه کنم — این کهن داغ جنون را بجگر تازه کنم
منکه سودازدهٔ عشق جنونم چه عجب — بر سر داغ اگر داغ دگر تازه کنم
هر شب از ناله بگلزار چو مرغان چمن — مژدهٔ آمدن باد سحر تازه کنم
باعث گریهٔ شام و سحر اینست مرا — که ز خوناب جگر باغ نظر تازه کنم
چند بر یاد سر زلف تو از شبنم اشک — بر لب جوی نظر سنبل تر تازه کنم
ترسم از گریهٔ من قیمت گوهر شکند — ورنه از خون جگر رنگ گهر تازه کنم

مخفیا چند ز جور فلک شعبده باز
همچو یعقوب بدل داغ پسر تازه کنم

دردا که ز قید ستم آزاد نه گشتیم — یک لحظه ز غمهای جهان شاد نه گشتیم
تا بود شگافندهٔ خارا مژهٔ ما — محتاج دم تیشهٔ فرهاد نه گشتیم
تا خوی بویرانه گرفتیم درین دهر — نزدیک بنزدیکی آباد نه گشتیم
تا پای طلب در رهٔ عشاق نهادیم — سرگشته درین بادیه چون باد نه گشتیم
هر جا که درآمد سخن از درس محبت — شرمنده ز شاگردی استاد نه گشتیم
تا شیفتهٔ سلسلهٔ حسن تو گشتیم — پابند سر زلف پریزاد نه گشتیم
تا بلبل عشقیم که بی واسطه مخفی — صید قفس و حیلهٔ صیاد نه گشتیم

تا چند خوش نشستن بهر دماغ هردم
تا کی توان گذشتن بر طرف باغ هردم

صندوق سینهٔ من رشک گل ست در گلشن
دارم بسی نهفته در سینه داغ هردم

بیهوده چند مجنون سرگشتهٔ بیابان
لب تشنهٔ و پریشان بهر سراغ هردم

افسردگی فزاید ساغر بغیر دلبر
زهرست نزد دانا مے در ایاغ هردم

بر طبع اهل مجلس مخفی گران نماید
پروانه جان فشاند گر بر چراغ هردم

رو بوادی جنون با دل پر خون رفتم
نا امید از در امید چو مجنون رفتم

دیده از اشک تهی گشت و دلم باز نشد
تشنه لب آخر کار از لب جیحون رفتم

ناخن سعی چو نکشاد گره از کارم
صد گره در دل ازین سلسله بیرون رفتم

نالهٔ زار دلم چون به اثر کار نساخت
همچو فرهاد دل آزرده و محزون رفتم

گه نیامد ز پس پردهٔ رخ فال مراد
سالها بر اثر بخت همایون رفتم

بر نیایم من از اندیشهٔ این راز برون
کامدم بهر چه و باز چنین چون رفتم

باش مخفی تو درین خانه که از آتش دل
من چو فانوس دم صبح نه بیرون رفتم

منم کز زخم غم خوردن خروشیدن نمیدانم
بجز خوناب دل جامے نوشیدن نمیدانم

من آن پروانهٔ عشقم که گر سوزد مرا شمعم
ز استیلاے عشق او خروشیدن نمیدانم

زمانه جامهٔ محنت دهد زانم که میداند
لباس عافیت را طرز پوشیدن نمیدانم

مگو راز دلت با من که من از ساده لوحیها
چو طفلان راز دل از غیر پوشیدن نمیدانم

نبردم ره بمقصودے درین وادی ازان مخفی
که در راه طلب آئین کوشیدن نمی دانم

اے دیده بیا تا بطرب نام بر آریم
سامان نشاط از قدح و جام بر آریم

برزخم دل از غم نمک تازه فشانیم
دردے بدل سینهٔ خود کام برآریم

مردانه درآئیم بمیدان محبت
نامے بجنون در صف ایام برآریم

مائیم که از جذب محبت به تماشا
خوبان جهان را بدر و بام برآریم

گر شیشهٔ ما گشت تهی از مئے گلگون
خوناب دل از دیده با برام برآریم

تا بعاشق پیشگی ما نام بیرون کرده ایم
رونقی در کار و بار عشق مجنون کرده ایم

بسکه خوناب جگر بر خاک ره افشانده ایم
دشت و صحرائے جنون را دجلهٔ خون کرده ایم

قامت سرو چمن دیگر نیاید در نظر
تا نظر بر قامت آن سرو موزون کرده ایم

انجمن آرائے عالم گشته حسن آفتاب
تا لباس چرخ را از آه گلگون کرده ایم

مرد کارے مخفیا دیگر نمے آید برون
بر سپاه آرزو از بسکه شبخون کرده ایم

تا بغم همدم شدیم از محنت و غم فارغیم
با مصیبت تا گرفتیم خو ز ماتم فارغیم

پیش صبر ما گرفتاری و آزادی یکیست
همچو مجنون از بد و نیک دو عالم فارغیم

تا ز نشتر لذت درد جراحت یافتیم
با جراحت خو گرفتیم و ز مرهم فارغیم

با پریشانی و ناداری قناعت کرده ام
از چنین درهم کشیدنهاے جانم فارغیم

بیش و کم گردیده چون قسمت بدیوان ازل
با توکل پیشگان از بیش و از کم فارغیم

گریهٔ و زاری مظلومان ندارد چون اثر
مخفیا صد شکر کز اشک دمادم فارغیم

دوش اندیشه ز بتخانه چنین میکردم
خون دل تا بسحر نقش جبین میکردم

با اثر از دل اغیار نیاید خبرے
چون لب دل شدگان ناله حزین میکردم

از پئے باد صبا بے سر و پا می رفتم
هر نفس یاد دم باز پسین میکردم

گفتگوے سخن عشق من امروزی نیست
مشق سوداے جنون وقت جنین میکردم

شد بیکسوز خرد هر که مرا مخفی دید
کاش سودای ترا پرده نشین میکردم

بیا ای دل که بر حال خراب خویشتن گریم
بسان ابر از چشم پر آب خویشتن گریم

بزم می زبدمستی نمیگریم من ای ساقی
بر انجام شب وصل شراب خویشتن گریم

باشک افشاندن چشمم نه گردد سوز دل کمتر
مگر هم خود برین جان کباب خویشتن گریم

گهی خود را چو پروانه زنم بر شعلهٔ آتش
گهی چون شمع در زیر نقاب خویشتن گریم

نزد صبح مرادم دم که آمد شام نومیدی
بیا مخفی که بر عمر شباب خویشتن گریم

می نویسم نامه و از غم شکایت میکنم
راز خود با غمگسار خود حکایت میکنم

می دهم بر باد هر دم دفترے از عمر خود
خانهٔ خود را بدست خویش غارت میکنم

بسکه چون مجنون جنون عشق بر من غالب است
در حریم کعبه لیلی از زیارت میکنم

رو بآبادی نمی آرد دل ویرانه من
عمرها شد عمر صرف این عمارت میکنم

اے سلامت رو مزن سنگ ملامت بر سرم
کز سلامت خویش را من خود ملامت میکنم

رو بخاک آلودگیهایم زگرد راه نیست
تا جدا ام از تو بر سر خاک حسرت میکنم

از ندامت اشک حسرت میکنم در دیده جمع
مخفیا سامان صحرای قیامت می کنم

پیر کنعانم زگریه چشم تر گم کرده ام
روشنی چشم از بهر پسر گم کرده ام

سوی کنعان میبرم از مصر بوی پیرهن
از هجوم شوق پیغام و خبر گم کرده ام

قطرهٔ خون داشتم در سینه و دل نام بود
وانهم اندر موج طوفان نظر گم کرده ام

مرد میدان بلا ام از زبونیهای بخت
همچو نامردان درین میدان جگر گم کرده ام

کے کنم پرواز بهر طعمه مانند باز
منکه زاوج قناعت بال و پر گم کرده ام

گرمی هنگامهٔ خورشید را بشنیم چه قدر ‏ ‏ منکه از بخت سیه شام و سحر گم کرده ام

جستجو بیحاصل ست مخفی برین گرداب هند
گوهر مقصود را جاے دِگر گم کرده ام

ردیف النون

بهار آمد حریفان شیشه پر مے میتوان کردن ‏ ‏ بر غم بلبلان جام پیاپے میتوان کردن
امید وصل اگر باشد اسیران محبت را ‏ ‏ بیک انداز گامے سر بسر طے میتوان کردن
چو درد عشق غالب شد بهر نغمه پردازی ‏ ‏ بوادی تار قانون از رگ و پے میتوان کردن
چو جام جم تهی بر لب ز روے صدق دل گیرد ‏ ‏ دعاے بر روان خسرو و کے میتوان کردن
ترآه دل مجنون چو دامن گیر شد لیلی ‏ ‏ درین ره محمل خود را شبے پے میتوان کردن

زحد بگذشت اے مخفی لبے شبهاے بدستی
خمار آلوده ام یک صبح بے مے میتوان کردن

عاشقے باید بکوے یار بیمار آمدن ‏ ‏ داغها چون لاله بر دل دیده خونبار آمدن
در طریق عاشقی بسیار دور ست از ادب ‏ ‏ عندلیبان بے اجازت سوے گلزار آمدن
نیست آسان پنجه بر زلف کے میان زدن ‏ ‏ در درون کعبه می باید بزنار آمدن
عاشقی یعنے که کنج محنت و اندوه و غم ‏ ‏ نے بسیر باغ رفتن نے ببازار آمدن

در محبت ترک جان و ترک دین شرط است شرط
نیست مخفی کار هر کس بر سر دار آمدن

دوش چون ماه بحالت بیحجاب آمد برون ‏ ‏ واله و شیدا ز هر سو آفتاب آمد برون
بوے روح افزائی آید مرا از آب گل ‏ ‏ بوے خون بلبلان ست کز گلاب آمد برون
هر دم از درد جدائی مینالم چون ابر بهار ‏ ‏ جاے اشک از دیدهٔ من خون ناب آمد برون

بسکه کردم گریه در وادی هجران بعد ازین
جای آب از دیدهٔ من خون ناب آمد برون

تا بکی زاهد عبث مخفی درون خانقاه
نشئهٔ ایزد پرستی از شراب آمد برون

تا گل رخسار آن مه از حجاب آمد برون
غنچه در گلشن ز حسرت از نقاب آمد برون

ماه من یکشب برآمد تا به بیند ماه عید
کس که آنرا دید گفته آفتاب آمد برون

با وجودِ گریه زد امشب آتش دل تا سحر
لخت لخت دل ز دیده چون کباب آمد برون

بهر صید مرغ دلهای گرفتاران حسن
طرهٔ زلف بتان با پیچ و تاب آمد برون

می دهد هر دم رواج کفر استغفار من
می فزاید رونق تسبیح را زنار من

عکس مینای مے من خانه روشن میکند
طعنه بر خورشید دارد سایهٔ دیوار من

چشم من در خواب غفلت هم نه بیند روی خواب
دشمن خواب غرور ست دیدهٔ بیدار من

حسن آزار دل و جانرا انبقدر جان خرم
شادی گردد دل دشمن چو آزار من

پیش شمع حسن مه رویان من آن پروانه ام
کز خجالت آب گردد شمع از دیدار من

مرغ روحم چون سمندر بس با آتش خو گرفت
از حرارت شعله گردد دانه در منقار من

دیده ام آسودگی بس در تب افسردگی
دارو صحت نخواهد این دل بیمار من

بر جبین زین بیش مخفی داغ رسوائی منه
داغ دل چندانکه خواهی هست در بازار من

بی گل رویت نخواهم زنده جان خویشتن
غیر گل بلبل نخواهد آشیان خویشتن

نیست باد صبح را گلگشت حسن تو راه
کرده تا زلفین مشکین پاسبان خویشتن

گر برآید جان ز تن مهرت نمی آید برون
داده ام چون مغز جا در استخوان خویشتن

برده ام گوی اجابت را بامید دعا
ساختم تا نام تو ورد زبان خویشتن

اشک چون ریزد ز چشم در کنار آرزو
گر برون آرم ز دل راز نهان خویشتن

همچو مخفی هیچکس در عاشقی نردے نباخت
باخت اندر نرد بازی خان و مان خویشتن

کار معشوقان نمک بر زخم پنهان ریختن
کار عاشق خون خود در پاے جانان ریختن

نیست آسان پنجه بر زلفِ پریویان زدن
خون دل میباید از دیده بدامان ریختن

گر نهادم داغ عشقت بر جگر معذور دار
باغبان را میرسد گل در گریبان ریختن

صحبت بیگانه زان دارم تو اے آشنا
کابرو دشوار باشد پیش خویشان ریختن

دیدهٔ خود برکشا مخفی دگر تا کے توان
نقد عمر خویش را هر سو پریشان ریختن

گر میل سخن داری دم از دم مستی زن
در دم زدهٔ یاری از باده پرستی زن

در صحبت بدمستان چون مست شدی برخیز
بر شیشه گرِ مے غافل مستی شده دستی زن

مردیم نه مخموری تا کے مے انگوری
یا توبه بکن از مے یا جام الستی زن

داری سر پروازے انداز بلندی کن
هر جا که فرومانی هر کوچهٔ پستی زن

اندیشه مکن مخفی برخیز سحرگاهے
بر لشکر اعدایت مردانه شکستی زن

بسکه شد خون جگر در زندگانی قوت من
برنخیزد بعد مردن از زمین تابوت من

اقتباس نور از شمعم کند کسب آفتاب
طعنه بر خورشید دارد پرتو یاقوت من

بعد مردن غم مخور مخفی که در آئین عشق
بلبل و پروانه گیرد پایهٔ تابوت من

نه سوے گلشن حسنت نظر توان کردن
نه در حریم خیالت گذر توان کردن

نه بار قیب توان لحظهٔ بسر بردن
نه از دیار محبت سفر توان کردن

نه بر وفاے تو بستن توان دل امید
نه از جفاے تو قطع نظر توان کردن

نه راز عشق تو تتوان نهفتن اندر دل
نه سر خویش کسے را خبر توان کردن

ز گریه سوزش دل کم نمی شود مخفی
مگر بصبر علاج شرر توان کردن

گرم از شعلهٔ آهے ز دل آید بیرون
لخت لخت جگرم مضمحل آید بیرون

بسکه آغشته بخون ست دلم تا دم صور
تربتم گر بشگافند گل آید بیرون

درد چون گشت فزون شد دل غمدیده زبون
ناله و آه بهم متصل آید بیرون

مهر نایاب چنان گشته که از غایت یاس
اشک از چشم یتیمان خجل آید بیرون

خواه در انجمن شاه بود خواه گدا
بے طلب هر که رود منفعل آید بیرون

مخفیا در چمن از گریهٔ بلبل ترسم
جاے گل بر سر هر شاخ دل آید بیرون

در بهاران همچو گل رو خیمه در گلزار زن
با پریرویان نشین و ساغر سرشار زن

دفتر دانائی خود سر بسر بر باد ده
آتش نادانی در خرمن پندار زن

مخفیا تا میتوانی بر خلاف باغبان
گل بچین زین گلشن و بر گوشهٔ دستار زن

چو گل خندان بگلشن سیر گلشن میتوان کردن
چو بلبل بر سر هر شاخ شیون میتوان کردن

بهار آمد نشستن تا بکے در خانه اے مستان
بپاے گلبنی یکره نشیمن میتوان کردن

روان شد گر ز گلشن گل در آئین وفا بلبل
گل خون جگر را هم بدامن میتوان کردن

مکن عیبم اگر گشتم بیابان گرد چون مجنون
وطن در بینوائیها به گلخن میتوان کردن

چو یعقوب از غم هجران در بیت الحزن بستم
بر شے خود که تنها مشق مردن میتوان کردن

ز خاک من مکش دامن که از بهر خدا یکشب
چراغی بر سر هر خاک روشن میتوان کردن

بامید نگاہے رفت مخفی دل ز دست من
نگاہے از ترحم جانب من میتوان کردن

بلبل بفغان چند ز بیداد گلستان — تا کے بود این رونق بازار گلستان
اے دل بجفا ساز کہ در دیدۂ بلبل — فرقے نبود در گل و در خار گلستان
بستند حریفان چو برویم در گلشن — چون سایہ نشینم پس دیوار گلستان
پرواز کند مرغ دلم در قفس تن — دائم بہوائے گل و رخسار گلستان
گل چہرہ نماید بر نظارۂ بلبل — خارے کہ بود بر سر دیوار گلستان
شد فصل بہار از چمن و فصل خزان شد — تا چند توان مرغ گرفتار گلستان

مخفی مکن اسرار نہان فاش کہ نغمان
بیگانہ کند محرم اسرار گلستان

چند خوناب دل از دیدہ بدامان کردن — تا بکے نالہ ز بیداد پریشان کردن
نیست اندیشہ ام از کوتہی عمر ولے — بایدم زاد رہ ہجر تو سامان کردن
کاوش دیدہ مکن گریہ کہ در راہ طلب — نامبارک بود آزار رفیقان کردن
خون بدانہ زہم ریختۂ بر سر ہم — بایداے شمع ترا شمع شہیدان کردن

کار مخفی شدہ و تیغ جفایت در کار
بیگنہ چند توان قصد اسیران کردن

بیا اے دل دمے یاد وطن کن — چو قمری نالہ بر سرو چمن کن
خدارا پردہ از رخسار بردار — ز شمع حسن روشن انجمن کن
چو گل اے عندلیبا ز دیدن گل — ہزاران چاک در جیب بدن کن
گرفتہ چون ز خسرو کام شیرین — دعائے بر روان کوہکن کن
چو گم شد یوسف عمر تو مخفی — وطن در گوشۂ بیت الحزن کن

زندگانی چیست دریائے گلستان زیستن — با پری روئے بکام خویش مستان زیستن

دعوئ حسن و بر روئے خویش افگندن نقاب — آب حیوان خوردن و چون خضر پنهان زیستن

نیست کار هر کسی این شیوه موزونی ماست — خون دل نوشیدن و همواره خندان زیستن

از گلستان داشتن صحبت بنا جنسان بسے — نزد دانا بهتر ست پنهان بزندان زیستن

نوبهار عمر بگذشت و خزان شد این چمن — همچو گل تا چند با چاک گریبان زیستن

بسکه آب دیدهٔ من ریخت در زندان هجر — بایدم چون نوح اندر موج طوفان زیستن

مخفیا رسم ست ارباب خرد را از قدیم
با دل پر داغ چون زلف پریشان زیستن

ردیف الواؤ

اے ضیا خورشید تابان را ز ماه روے تو — وے مه عید اسیران گوشهٔ ابروے تو

دیدهٔ معنی و صورت کرد روشن همچو شمع — توتیائے دیدهٔ کس گرد خاک کوے تو

دشت صحرائے قیامت کرد مثل نوبهار — ریخت از بس خون مردم نرگس جادوے تو

صبح عیش عاشقان چون شام ماتم شد سیاه — تا نهاده زلف مشکین روئے خود بر روے تو

از غم عشق تو یکدل در جهان آزاد نیست — یک جهان سرگشته مانند سر هر موے تو

با شهیدان غمت کار مسیحا می کند
مے وزد هر گه نسیم صبحدم در کوے تو

دارم سرے ولیک به پیش سبو گرد — ستانه گرسنه بسر آبرو گرد

تا کے به آب دیده کنم شست و شوی رو — تا چند آبرو سر در آب جو گرد

در سر هوائے باده و دل در خیال زهد — دارم دل ضعیف بصد آرزو گرد

مائیم و شانهٔ ز متاع جهان و بس — وان هم برائے باد صبا بهر تو گرد

بکشا زبان ناطقه مخفی که یک جهان
معنی بود نهان بسر گفتگو گرو

زد شعله آتشے بدل ای دیده آب کو
اے دیده سیل اشک ترا اضطراب کو

گر نیست عهد کیف جوانی چو کیمیا
آن نشئه هاے مستی عهد شباب کو

خلقے ز ظلم بیدگر دون خراب شد
انصاف در سوال و زبانِ جواب کو

گفتم شبے بخواب به بینم رخِ مراد
اے چشم روسیاه ترا بخت خواب کو

هر دم علامتے و نشان قیامت است
مهرے و صبح صادق او آفتاب کو

شد نسخهٔ حساب مفتح به بیحساب
مخفی کجاست اهل تمیز و حساب کو

فصل بهار میرسد بادهٔ خوشگوار کو
بر سر ره نشسته گل زمزمهٔ هزار کو

گل بچمن گشاد دست چادر چرخ نیلگون
ساغر عیش کرد پر غنچه زمے خمار کو

گشته هوای بوستان توبه شکن ز شبنمے
ساز نوای بلبل و ساقی گلعذار کو

گل بچمن گشاد رو وعدهٔ وصل میدهد
سهل بود نشستنم دیدهٔ انتظار کو

بوالهوسان عاشقی بسته حنا بسے بدست
دسته حنا نگار نیست دست بخون نگار کو

گوشه نشین دل کنم دیدهٔ دل زمانه را
بهر نمودن رخت قول کجا قرار کو

وعدهٔ عشرتم دهی فصل بهار زندگی
گردش دور دون پرست اینهمه اعتبار کو

آنکه نوشته میدهی فتوے باختیار من
دست نیست در دهنت رشتهٔ اختیار کو

کشتی چشم عافیت بر سر موج فتنه است
باد مراد در کجا روشنی کنار کو

مخفی اگر چشیدهٔ چاشنی شهادتی
روشنی چراغ کو لوح سر مزار کو

بسکه نهادم بدل داغ تمنائے تو
شعلهٔ زد سینه ام آتش سودائے تو

گشت چمن غرق خون بسکه ز تیغ نگه
خون اسیران بریخت نرگس شهلاے تو

جام صبوحے بیار وعده بفردا مکن
نیست مرا پیش ازین وعده بفردا ے تو

در چمن انتظار داغ محبت بدل
صف زده لاله ها بهر تماشاے تو

از نظرت می رود عمر گرامی بباد
آه چه شد مخفیا دیدهٔ بیناے تو

ردیف الهاء

دائم از گریه بود دیده بآب آلوده
ترک مستی نه کند لب بشراب آلوده

شیشهٔ من ز مئے خون جگر لبریز ست
من ازان مے نکنم لب بشراب آلوده

میرسد بوے دل از نالهٔ زارم بدماغ
بوے خوناب دهد سیخ کباب آلوده

سر گرانی نرود از سر او تا دم صور
دیدهٔ بخت چو گردید بخواب آلوده

مخفی هر لحظه من از بخت سوالے دارم
تا بیکبار کند لب بجواب آلوده

فروغ جلوهٔ حسنت چنان دیده پیچیده
کزان آتش درون سینهٔ غم دیده پیچیده

شود یاقوت اگر بنیم بچشم تربیت در سنگ
مگر خورشید را در حسن خود دزدیده پیچیده

نگشته واقف از مضمون ازان بر خویش مینالم
که مکتوب محبت را بسے سنجیده پیچیده

نه با بیگانگان دارم نه با خویشان سر الفت
ز بس سوداے عشقم در سر شوریده پیچیده

به پیچ و تاب نومیدی ز پا منشین که در گلشن
گیاهے میرود بر آسمان پیچیده پیچیده

ببین دست زلیخا را که هر سو از غم یوسف
هزاران دست خود در بیخودی ببریده پیچیده

ازان بر خویش می پیچم ز سوز سینه ای مخفی
که در آتش چه چوب تر بخود پیچیده پیچیده

ای که بی سبب ما را چنین از خاک پیدا کرده
تو بر شناسائی خود این فتنه برپا کرده

هم دین و هم دل برده هم قصد جانها کرده
لیکن با کسی هرگز نکرد تو آنچه با ما کرده

با آنکه رو ننموده از یک فریب وعده
در دیده هر دیده خود را تماشا کرده

با آنکه از کون و مکان امکان ندارد جای تو
در چشم هر صاحبدلی چون مردمک جا کرده

نی طاقت نشستن و نی قوت برخاستن
با این ضعیفیهای ما ما را شکیبا کرده

دیوانگان را از الهی در قید عقل افگنده
فرزانگان را از جنون سرگرم سودا کرده

از بهر یک بیگانه بر آشنا در بسته
با بت پرستی کافری چندان مدارا کرده

گاه هم پریشان میکنی گه مشق طوفان میکنی
ای اشک روز افزون مگر آهنگ صحرا کرده

فیض کرامت میکند هشیار هر دیوانه را
مخفی در اعجاز سخن کار مسیحا کرده

سنبل زلف ترا نسبت مو یعنی چه
گل امید مرا نشئه بو یعنی چه

من کجا و هوس بزم مسرت ز کجا
شیشه بخت مرا راه گلو یعنی چه

دفع سوز جگر از گریه مستانه نشد
آتش عشق ترا آب سبو یعنی چه

نیست گر قصد مه مهر طواف در تو
رفتن شام و سحر کوی بکو یعنی چه

کرده تقلید خط حسن تو مخفی ورنه
روز و شب هر دو بهم روی برو یعنی چه

تا گرد روی تو از خط نشان برخاسته
دود نومیدی ز جان عاشقان برخاسته

نکهت گلزار حسنت تا صبا آورده است
عندلیبان را ز جان آه و فغان برخاسته

چشم نیکوئی مدار ای دل ازین دون همتان
کآشنائی و مروت از میان برخاسته

این خبر پیداست کز دست جفای روزگار
هر طرف چون روز محشر الامان برخاسته

زندگانی را چه لذت ز گردون زینهار
مخفیا کین شر از کون و مکان برخاسته

زبس اندر دہجرانت غم و دردم فزون گشتہ
زگریہ کاسہ چشمم لبالب پر زخون گشت

نہ پنداری کہ در ہجرت بہ پیغامی شدم خرسند
برب کعبہ سوگندی کہ دردمن فزون گشتہ

چو مجنون اندرین وادی ازان دیوانہ می گردم
کہ قلاب سرزلف توزنجیر جنون گشتہ

چنان اندرد مہجوری ضعیف و ناتوان گشتم
کہ کاہ غم مرا بردل چوکوہ بیستون گشت

ردیف الیاء التحتانیہ

چو چمن شگفتہ گردد زنوائے عندلیبان
من و بادہائے گلگون دل و نشہ ہای مستی

مے ازان بردز ہرگز نکشند مے فروشان
کہ ہزار چند دارد شب ہائے ہائے مستی

شب و بادۂ حریفان بمراد خویش مخفی
تو و بادۂ خمارت من و گریہ ہائے مستی

اے بوالہوس چہ شیوۂ مجنون ہوس کنی
باید براہ عشق فغان چون جرس کنی

اے مرغ دل زشبنم اشکم بہار شد
تاکے فغان و نالہ بکنج قفس کنی

از جور اہل جور چہ فریاد مے کنی
بارے بہ پیش عادل فریاد رس کنی

سر بر خط اطاعت و فرمانبری نہد
ساقی پیالہ را چو بکام عسس کنی

مخفی چو گفتگوے بجاے نمیرسد
بہتر کزین حکایت بیہودہ بس کنی

دل من ببرد شوخے بنگاہ دل فریبی
نہ بدیدہ ماند اشکے نہ بدل مرا شکیبی

بہ چمن نرستہ ہرگز چو قد تو ہیچ سروی
نہ کشیدہ دست قدرت چو تو ہیچ جامہ زیبی

شب مستی وصالت زخمار ہجر ترسی
مخفی قرین فرازے بجہان بود نشیبی

پروانہ زعشق امشب پرواز بسے داری
با شمع مقابل شو گرد سترسے داری

تا چند توان افغان در کنج قفس بلبل   صد شکر کزین عالم کنج قفسے داری
بیهوده درین گلشن تا چند فغان بلبل   آتش بگلستان زن گر خار و خسے داری
آشفته و غمگینی پژمرده و دلگیری   دانسته شدام روزم کاندوه کسے داری
با یار هوس تا کے دنبال شکار ای دل   پرواز چه خواهی کرد بال مگسے داری
درویشی و تنهائی شرط است بهم بودن   سلطان اقالیمی گر همنفسے داری

مخفی بچمن بلبل شد گرم طرب با گل
هنگام بهار آمد خیز ار هوسے داری

نکردی یاد مهجوران بمکتوبی شد ایامے   اگر قاصد نمی آید بدست باد پیغامے
بیا اے مایهٔ آرام دل آرام ده دل را   که نبود بیش ازین بے تو مرا صبر و آرامے
اگر از شفقت و دولت تو الطافی نمی سازی   نوازش میتوان کردن گدایانرا بدشنامے
بقصد دیدن مجنون مشو سرگشته ای لیلی   که نبود در ره وادی ازان بیچاره جز نامے
برآید آفتاب ای مه برای دیدن رویت   نماید گوشهٔ ابرو اگر حسن تو در شامے
بیا ساقی لبالب کن ز می ساغر که میخواهم   لبے بر لب نهم دل را بیادش بر لب جامے

نمیدانم من اے مخفی سرانجامم چه خواهد شد
بکار خود چه می بینم نمی بینم سرانجامے

دارد گلستان راه من از بس گل پژمردگی   بلبل نیاید در فغان از غایت افسردگی
دشمن قوی و من زبون فریادرس ظالم نهاد   باشد مرا زین زندگی بسیار بهتر مردگی

مخفی و من فکرم همین کز چنگ غم آیم برون
غم را همین اندیشه از دست من دلبردگی

تو و سیر باغ و گلشن من و کوے بینوائی   تو و عیش و شادمانی من و آتش جدائی
تو و حکم و کامرانی من و محنت اسیری   تو و طرز خودنمائی من و دربدر گدائی

تو و تیغ جانستانی من و زخم ناامیدی
من و دیر و بت پرستی تو و دعوی خدائی

چه کنم چه چاره سازم بتو ای مه ستمگر
من و داغ آشنائی تو و رسم بیوفائی

نه کنم شکایت از تو بکن انچه میتوانی
که ز قید عشق خوبان نبود دگر رهائی

بچو کمان ابروانت که نهد خدنگ جانم
بامید آنکه روزی بغلط زدور آئی

همه عمر دیده مخفی بره امید دارم
بامید آنکه شاید بخیال او در آئی

بسوی خفتگان بگذر به آئینی که میدانی
که برخیزند از نوبت زبالینی که میدانی

ز سودای سر زلفت گره افتاد در کارم
سرت گردم گره بگشا از ان چینی که میدانی

دلی دارم سراسر خون شد در عشق ای مخفی
خدارا جانب من بین بآئینی که میدانی

ای صورت زیبای تو آئینهٔ آسودگی
وی ناز استغنای تو هر روز در بیهودگی

افسرده میسازد مرا طرز تغافلهای تو
ای بیوفا تا کی توان در پلهٔ فرسودگی

مجنونم و دارم نهان صد داغ لیلی بر جگر
باشد از ان چشمی مرا از کی بخون آلودگی

هر گل که بینی در چمن دارد نهان داغ دلی
ای مرغ خوش الحان مجو داغ دل آسودگی

مخفی ز عصیان نامه‌ام گردید چون روی سیه
ای روسیه شرمنده شو دیگر ازین آلودگی

بکوی غم دلا مردانه رفتی
به پیش شمع چون پروانه رفتی

سرشک دیده ماندی از دویدن
تو هم آخر ازین ویرانه رفتی

بمحشر کی شود هشیار ای مست
لبی گر بر لب پیمانه رفتی

بکام دل رسیده در رهِ عشق
اگر رو بر کف جانانه رفتی

برو مخفی بحمد الله که آخر
برهمن وار زین بتخانه رفتی

ای گر از زلف سیه بر رخ نقاب انداختی
آتشی در سینهٔ جان کباب انداختی

بیقرار است موج سیماب رخت بر ابروان
عکس رخسارت مگر بر روی آب انداختی

از نگاهت آب می خاصیت آتش گرفت
خوش نگاهی دلربائی از شراب انداختی

تا چراغ گل ز عکس شمع رخ افروختی
بلبل و پروانه را در اضطراب انداختی

در دل ویران من تخم محبت کاشتی
چشم معموری بر این ملک خراب انداختی

راه خوابم زد خیالت در لباس شب رهی
از خیال صد خلل در کار خواب انداختی

پرتو رخسارهٔ خورشید عالم گیر شد
سایه تا مثل هما بر آفتاب انداختی

معصیت دادی ز غفلت خرمن طاعت بباد
در خطایم عاقبت بهر ثواب انداختی

گشت مخفی عاقبت سیل سرشک از موجها
کشتی امید را در موج آب انداختی

مرغ دل دارد سر پرواز یاران همتی
غیر گل بلبل ندارد با گلستان الفتی

عندلیب گلشن عشقیم در بازار عشق
نیست بار منتی ما را ز ابر رحمتی

بلبل و گلزار را باهم صحبت یاران اهل
کمترین فیض گلستان ست فیض رحمتی

در حقیقت رتبهٔ عاشق کم از معشوق نیست
عشق را باید چو مجنون مرد عالی همتی

خندهٔ کافیست بلبل غنچهٔ مقصود را
در گلستان محبت چون ندارد آفتی

دل که شد سرگشتهٔ وادی ز تنهائی چه غم
با گدائی عشق باشد همچو شاهان شوکتی

دلربائی پیشهٔ عشقت تعجب هیچ نیست
گر بود وحشی بیابان را بمجنون الفتی

جستجوی آرزوی دل نشان اهمیت
نیست چون اهل همم را دسترس بر دولتی

جمعیت خاطر ز گرفتاری و آزادی یکیست
همت ما را نباشد با تمنا حاجتی

دولتی خواهی که باشد پایدار و برقرار
نیست این دولت میسر غیر کنج خلوتی

بهر شادابی گلزار محبت باغبان
شبنم اشکی نباشد کم ز ابر رحمتی

حسرت شد عمر گرامی و نکردم حاصلی | غیر افسوس و پشیمانی و اشک حسرتی

نالہ ات را نیست گر تاثیر مخفی غم مخور
عاقبت پیدا کند این چیز ارزان قیمتی

آغاز قطعات و رباعیات

من ز دل تنگ و دل ز من تنگ ست | صحبت ما چو شیشہ و سنگ است
مخفیا کے رسم بمنزل دوست | راہ تاریک و مرکبم لنگ است

ایضاً

بلبل از گل بگذرد گر در چمن بیند مرا | بت پرستی کے کند گر برہمن بیند مرا
در سخن پنہان شدم مانند بو در برگ گل | ہر کہ دیدن میل دارد در سخن بیند مرا

ایضاً

دل بصورت ندہم تا شدہ سیرت معلوم | بندۂ عشقم و ہفتاد و دو ملت معلوم
واعظا ہول قیامت بدل ما مفگن | ہول ہجران گذرانیدیم و قیامت معلوم

فرد

پروانہ نیستم کہ بیکدم عدم شوم | شمعم کہ جان گدازم و دم بر نیاورم

آغاز قصائد

زاب و گل این چمن ما ہمہ بستان او | قوت دل میدہد بوے گلستان او
برق درخشندگی پرتو خورشید یافت | گشت چو بام فلک عرصۂ میدان او
معجز پیغمبری مشعل دین بر فروخت | ظلمت کفر از جہان رفت بجولان او
طرفہ بناے امل در دل من کردہ بود | شکر کہ برباد رفت این سر و سامان او

عمر تلف کردنست خوردن آب حیات
عمر ابد یافت ست خضر بیابان او

تیر کمان ہاے ما چون نخورد بر ہدف
گشته بخون جگر سرخ چو پیکان او

در رہ ہر آرزو صد خطر افزون بود
قصد دل و جان کند شیر نمیتان او

ہر کہ بدریاے عفو روے خجالت نہاد
سر بفلک می کشد رفعت ایوان او

ہر کہ بناے عمل بر سر ہمت نہاد
موجۂ طوفان ندید کشتی عصیان او

عہد جوانی گذشت آتش ما ہم گداخت
مغز دماغ و دلم در غم ہجران او

طفل صفت تا بکے در پے این زال پیر
نیست بجز خون دل شیر بہ پستان او

چشم مروت ز چرخ داشتن از ابلہیست
قصد دل و جان کند ناوک مژگان او

بوے کباب جگر مے خوردم بر دماغ
آہ کہ دل را گرفت آتش ہجران او

گر بچشد قطرۂ آب ز تیغش اجل
رقص کنان جان دہد بر سر میدان او

دم زدن از حسن او عقل خطا می کند
دام دل و جان بود زلف پریشان او

رنگ خزان و بہار عقل ہبا می کند
رونق باغ و گلت فصل زمستان او

مخفی ظلمت سرشت در پے نعت تو رفت
مطلع خورشید شد مقطع دیوان او

مطلع دیگر

بردہ خورشید وار مہ ز گریبان او
ریخته چون آفتاب نور بدامان او

از خطر آرد برون کشتی امید نوح
معجز پیغمبر یست موجۂ طوفان او

ہست نہان ہر قدم چشمۂ آب حیات
در رہ اندیشۂ خضر بیابان او

فتنہ بسے کردہ بود ز کفر ہر گوشۂ
داد بہ باد فنا رونق ایمان او

شیوۂ آشفتگی از گل و سنبل برد
سر چو بر آرد ز خواب نرگس مستان او

روز قیامت چه غم عاصی شرمنده را هست شفیع گنه شرم گناهان او
روشنی دیده یافت کشور هفت آسمان تا ز نبوت نهاد پاے در ایوان او
گرچه به نیروی دین هر دو جهان را گرفت گرد تعلق نیافت راه بدامان او
آه که در جستجو حوصله را باختم از سر نو می شوم باز پریشان او

بر دل مخفی نگر زخم دگر خورده است
خون ز دل مے چکد باز ز افغان او

مطلع ثالث

شعر بود همچو تن معنی او جان او گرمی بازار او رونق دکان او
دایه من شسته بود سینه بخوناب دل شیر ز خون خورده ام از سر پستان او
فیض سخن گوهریست ریخته ابر کرم صیقل دل می کند جوهر پنهان او
رنج بسے دیده ام تا که به نیروے عقل پے به سخن برده اند قافیه سنجان او
گرچه سخن گوهریست از صدف بحر دل بسکه نه دریا بود یافتن امکان او
ابجد عشق مرا گر بسر ایذا ادیب روے بصحرا نهد طفل دبستان او
گل که به صحن چمن عطر فروشی کند سوده بجیب سخن گوشه دامان او
نیست عجب گر شود چهره گل سرخ رنگ خون جگر خورده است غنچه خندان او
اهل سخن ناخنے بیهده بر دل زند مرهم زخم دل ست گرد نمکدان او
ظلم و ستم پیشگان زد بدلم آتشے مغز سخن را بسوخت شعله سوزان او
وسوسه خاطرم تفرقه دارد سخن آه که تاریک شد آئینه رخشان او
مدت چل ساله عقل در پے اندیشه بود تا که بر آورد دل گوهرے از کان او
هست هنر پروری ورنه برون آورم از جگر خون چکان لعل بدخشان او

دل که در اقلیم تن نوبت شاهی نواخت — مخزن اسرار داشت خانهٔ ویران او
گرچه ستم کرد چاک جیب شکیبم بزور — صبر فروشی کنم بر در دکان او
گرچه مجنون صنم محض ستم کرده است — شکرگذاری کنم در ته زندان او
چرخ که از روے کین بسته بخونم کمر — گوے هنر برده ام از خم چوگان او
نیست ز تقصیر او دوست اگر دشمن ست — بے ادبی کرده ام با غم پنهان او
شب همه شب تا سحر از سر مردانگی — فکر شب خون کنم بهر شبستان او
نیست اگر تشنه لب باغ مروت چرا — خاک بسر می کند سرو خیابان او
دیدهٔ خونریز شد مرد گرفتار را — رشک گلستان شود گوشهٔ افغان او
چشمهٔ آب حیات چشمه چشم ست بس — آب ز کوثر خورد خضر بیابان او
تهمت بیهوده چند برد گران بهر دل — نیست بجز حرص او رهزن شیطان او
خضر عبث می رود در پے آب حیات — راه بظلمت نهاد چشمهٔ حیوان او
پاے طلب باز کش از در احسان دهر — تلخ کند کام جان چاشنی جان او
خرمن عمر مرا جز پر کاہے نماند — رفت بباد فنا آن سر و سامان او
رونق گلزار فکر باد ستم برده بود — باز ز نو تازه کرد دیدهٔ گریان او
ده که ز چشم امید نور تمنا برفت — حیف که تاریک شد کلبهٔ احزان او
تخم محبت فگند در دل من ذوق تن — نشو و نما بعد از ان یافت ز باران او
جذبهٔ اخلاق ما در رهٔ دین غالب ست — ورنه نبودی بما خواهش احسان او
دم ز سخن میزند فکر ز نو دوختم — پیرهن نعت را بر قد احسان او

مطلع رابع

راه بد این کجاست آه ز حرمان او — تا بسرم گل کند خار مغیلان او

مغز سخن آب شد در کف اندیشه ام — شعلهٔ آتش بود در رگ بیابان او

دم زدن از مدح او دور بود از ادب — آه خطا کرده ام مدح من و شان او

فیض عطایش گرفت باغ خراب دلم — نخل نشاندن ز من ثمره دهی زان او

ضامن ابر بهار دیدهٔ گریان من — نائب باد صبا فیض گلستان او

ریشه فرو می برد در چمنش چوب خشک — فیض بهاران دهد شبنم احسان او

از شجر دشمنی بار مجست دهد — تازه کند کام جان میوهٔ بستان او

بی مدد آب تیغ معرکه رستخیز — رشک گلستان کند خون شهیدان او

گلشن امید را یاس خزان کرده بود — باز ز تو تازه ساخت شبنم احسان او

حسن و ملاحت بهم عربده جوئی کند — گر ندهد صلح شان زلف پریشان او

روح نکرد اختیار همدمی مشت خاک — برگل ما تا نتافت پرتو ایمان او

سر ز گریبان شب بر نزد این آفتاب — نور بود تا نداد شمع شبستان او

بر ورق سرنوشت هرچه رقم یافت ست — لوح و قلم انتخاب کرده ز دیوان او

پای فروتر نهاد از سر عرش برین — جای نشستن ندید عالم ارکان او

خواست که در بر کند جامهٔ لوح و قلم — بهر شرافت نهاد پا به گریبان او

تا نشود غیر او محرم راز نهان — از عقبش باز گشت سایهٔ دامان او

کعبه چو بتخانه بود معجزهٔ او شکست — رویت بتخانه را بر سر رهبان او

پشت فلک شد دوتا تا نتواند نشست — از سر کبر و منی رواست در ایوان او

مژدهٔ احسان او باد برد گر بمصر — رو بدر این نهد یوسف و اخوان او

موجهٔ دریای نیل راه طفیل تو داد — تا ز خطر بگذرند موسی و اعوان او

علم لدنی تو گوهر دریای علم — کشتی شرع تو شد موجهٔ طوفان او

باغ جهان را اگر فکر مرمت کند — چون ورق زر شود برگ درختان او

نیست اگر اتفاق اهل نفاق از چه رو — کشور دین را گرفت مفت بآذان او
مفلسی از حد گذشت اهل هنر را دریغ — ماند ته آستین دست زر افشان او
پی بحقیقت نبرد روی خجالت نهاد — هر که هدایت نیافت در ره ایمان او
هر که بتدبیر عقل دم ز جنون می زند — صد چو فلاطون بود بنده فرمان او

مخفی ز بیطاقتی ناله کند مرغ دل
چند چو طوفان نهی گوش بدستان او

عزم سفر می کند این دل دیوانه ام — آه که جز ناله نیست یار بیابان او
چشم مروت مدار از نظر روزگار — خون جگر می چکد از سر مژگان او
حوصله آمد به تنگ زین دل غمدیده ام — عرض تحمل کند بر سر میدان او
در جگر بی جگر قطرهٔ خونے نماند — خنجر مژگان او طالب مرجان او
بر در سلطان عصر حیف ندارم دگر — تا که رساند بعرض مقصد ارکان او
ثانی صاحبقران بادشه انس و جان — آنکه فلک سر نهد بر خط فرمان او
بر رهِ اقلیم او حادثه را راه نیست — لطف خداوند آن هست نگهبان او
قوت بازوی ظلم رفته بملک عدم — یافته عمر ابد عدل بدوران او
زهرهٔ شیر فلک آب شود در هراس — تیز کند گر نگه جانب ایوان او
فتح ز اقبال آن بر سر هر کس رود — پیکر نصرت زند دست بدامان او

ایضاً در نعت رسول خدا صلی الله علیه و آله وسلم

دل من بلبل عشق ست و داغ داغ گلستانش — فنا دیوار آن باغ و بقا حد خیابانش
دلی کز درد تنهائی و چشمے سیل خون گرید — بیابان را کند رشک گلستان چشم گریانش
اگر دیوانهٔ عشقے مگردان روی زین وادی — که این وادی عشق ست ناپیدا ست پایانش

بیابانی که در وحشت جگر از شیر بستاند
نه آن وادی که گل باشد خس و خار مغیلانش

اگر دیوانهٔ عشقت کشد باری درین وادی
دم سرگشتگی هم درد باشد ماه کنعانش

نهال باغ عاشق پیشگان یارب چه بار آرد
که جوی خون دل می آید از دیوار بستانش

بدل پوشیده ام گر جامهٔ عشق بتان اما
ز چاک دامن غم کرده ام طوق گریبانش

کلاه قیصری نازم که دست جم نشان او
نهد از روی استغنا بفرق تاج خاقانش

دل غم پرور مخفی هوای گلشنی دارد
که خط استوا باشد مقابل با خیابانش

من و عشق گرفتاری دل و اندیشهٔ حسنی
که زنجیر جنون باشد سر زلف پریشانش

بافسون بر نمی آید ز سر سودای عشق او
بدراهی مینگردد ز راه دین مسلمانش

مؤدب میکشد بیهوده رنجی از سبق دادن
فلاطون زمان خود بود طفل دبستانش

دو طاقی هست در عالم چه در صورت چه در معنی
یکی طاق خم ابرو دیگر طاق ایوانش

تعجب نیست گر روشن شود زان چشم نابینا
که مرهم می نهد بر زخم از گرد نمکدانش

عبث باشد بزم عشق گر مجمر برافروزی
که فیض صد گلستان ست پنهان زیر دامانش

شود عاصی کسی کو جامهٔ ماتم سیه دارد
حیات جاودان دارد شهید تیغ برانش

کشود چشمهٔ معنی میسر نیست بیفکری
بجای در بود آتش نهان در قعر عمانش

ازان در پردهٔ ظلمت نهان شد چشمهٔ حیوان
که آب از چشمهٔ کوثر خورد خضر بیابانش

نبود آثار کفر و دین که هفت اقلیم عالم را
بزور قوت بازو گرفت از کفر ایمانش

عبث این طرز ایمانست برسم کفر می خندد
رواج دین اسلام ست کفر کافرستانش

محبت بر دل غمدیدهٔ هر کس که غالب شد
گهی بینید خندانش گهی یابند گریانش

مدرس درس ازان گوید که فیض صحبتش یابد
ندارد احتیاج گریه زاری ذوق وجدانش

شرافت نیست گر لوح مزارم فرش مسجد شد
زیارت خانهٔ قدس ست بر قبر شهیدانش

نباشد گر چراغی بعد مردن بر سر قبرم — بود قبر مرا کافی چراغ لوح ایمانش
ز درد ناتوانیها چو شد کار دلت از دست — تو خواهی دُرد افشان کن تو خواهی جان افشانش
محبت بس میگوید خرد سرگرم استاد ست — چو مجنون ست سرگردان که تا گیرد گریبانش
ملامت ز آسمان بارد ندامت از زمین روید — گرفتار محبت را ز افغان درد حرمانش
چه شد آن پرتو خورشید عالمتاب را یارب — که پیدا نیست آثاری ز نام نعل درکانش
بر غم شادمانی غم وطن در سینهٔ من کن — که دارد رونق آبادی دلهای پریشانش
کسی را میرسد لاف محبت با غم جانان — که گوی سر کند اول بجای گوی چوگانش
نهانی گریهٔ دارم ز دل دزدیده دزدیده — زمام صبر را تابی ندارد تاب افغانش
پریشان نالهٔ دارد دل غمدیده در سینه — زمام صبر را داده بدست موج طوفانش
باوج مسند همت روان شد نالهٔ زارم — تو صبر آهسته تر میرو که بر هم میخورد شانش
سمند همت اندیشه زین کرد ست میخواهم — بر غبت جانفشانیها کنم در پیش جولانش

مطلع ثانی

دلم مرغ سحر خیز ست و داغ پنبه بستانش — شرار شعلهٔ آه جگر سرو گلستانش
بنازم عندلیبی را که در راه وفاداری — قفس شد آشیان آزاد صبر آمد گلستانش
وجود بیوجود من بمن همواره در جنگ ست — که مشت استخوانش را برم سوی خراسانش

دل غمدیدهٔ مخفی چو بلبل زار می نالد
ز درد داغ تنهائی کجا افتد رفیقانش

چو نایابست در عالم بهر جا دامن شوقی — ترا آید بدست ای دل مده از دست آسانش
دل من سخت مینالد ز بس سوز جگر دارد — ندانم چون کند آخر بمن این سوز افغانش
غم تنهائی و درد جدائی برد آرامم — برآورد از نهادم دود کلفت داغ هجرانش

به تهمت کرد در زندان مرا دشمن بحمدالله / بزور صبر بشکستم کلید قفل زندانش
سر مداحی دارم ز دل اندیشه من رفتم / که تا صیقل کند آئینهٔ خورشید تابانش
بود اندیشهٔ دل را اگر در آستین دستی / برون آرم من از کان سخن لعل بدخشانش
شدم مالک نصاب و از بلای آسمان رستم / زدم از جان و دل دست توکل تا بدامانش
حیات جاودان بخشد خدنگ ناز استغنا / که باشد چشمهٔ حیوان درون زخم پیکانش
قبول افتد اگر از من دل غم پرور خود را / نهم بر سفرهٔ همت لسان مرغ بریانش
بگو نوح نبی الله که کشتی تا کجا بشتی / درین دریای بی پایان که پیدا نیست پایانش
مکن آشفتگی کن یاد ایام گرفتاری / که از زندان دلگیری برون آرد رفیقانش
متاع قیمتی و عمر قیمت را نمیدانی / نمیدانی چو قیمت را مده از دست ارزانش
درین دریای بی پایان پی عفو گنهکاران / حباب آسا برآرد سر ز دریا دست احسانش
شهنشاهی سریر ملک هستی احمد مرسل / که در دنیا و ما فیها روانست حکم فرمانش
شهنشاهی که در لوح و قلم از غایت شفقت / غم دنیا فراموشش غم عقبی فراوانش
شهنشاهی که دربانان درگاهش بصد منت / ملائک را نشستن میدهد بر خاک ایوانش
شهنشاهی که بنویسد برات عاصیان را عفو / دران ساعت که بنویسد برات عفو دیوانش
شهنشاهی که پیش از ممکنات عالم و آدم / فلک دزدیده قرص آفتاب از سفرهٔ نانش
شهنشاهی که از دست قضا مهر نبوت را / بوقت آفرینش بر سر طغرای فرمانش
کمال قرب این باشد که از معراج جسمانی / فرو ماند چو جبریل امین در پیش جولانش
بهارستان عالم را بود از فیض او رونق / ز جنت باج میگیرد نسیم بوی ریحانش
کسی کاندر ره آتش بریزد قطرهٔ اشکی / شود خورشید صحرای قیامت ابر بارانش
عتاب او بود بادی ز هر جانب که برخیزد / بقا مثل فنا باشد روان در پیش جولانش
بود حسان او ابری که در صحرای ناکامی / برون آرد گل مقصود را از خار بارانش

بسان آفتاب آرد بر دن از مشرق گردون — فتد گر بر عطارد سایهٔ خورشید تابانش
شهنشاهی که از بهر شفاعت روز رستاخیز — بود خیل ملائک را نظر بر خوان احسانش
از آن ظاهر نشد اعجاز او بر فرقهٔ ادل — که در زیر نقاب لطف ایزد داشت پنهانش
غمت در ملک تن دارد بمن طرز سلیمانی — شد اقلیم بدن ملکش دلم تخت سلیمانش

شها بر مخفی بیچاره رحمی کن که میخواهد
ز بستان عطای خود بده یکره گل افشانش

مطلع ثالث

دلم دیوانهٔ عشق ست و حیرانی بیابانش — معلم جذبهٔ عشق ست خاموشی زباندانش
من آن دریای خونخوارم که یابی اندران دریا — بود زنجیر در گردون بروی موج طوفانش
شهید عشقم و دارم ز تیغ ناز او زخمی — که در محشر بود شاید مرا زخم نمایانش
اساس گردش گردون باین شوکت که می‌بینی — بغیر از مفلسی نبود متاع خاص و کانش
عنان خامه را رفتم بگردانم ازین وادی — که جای دانهٔ آتش میخورد کبک بیابانش
به برزان در لمی آید نهال تخم امیدم — که در وادی نومیدی زراعت کرد دهقانش

دل آشفتهٔ مخفی لقبن خود ارسطویست
بهند افتاده است اما خراسانست یونانش

ندین کشور زبونهای طالع ناقصم دارد — وگرنه در هنرمندی نباشد هیچ نقصانش
تعالی الله چه بستانی که خون دیده پروردم — که بی حرکت فرو ریزد گل اشکم بدامانش
ربود از دیده خوابم را ببر آرام و صبر از دل — مسلمانان مسلمانان فغان از درد هجرانش
بیا ای دیده صبری کن که از تحسین نادانان — متاع قیمتی داری مده از دست ارزانش
سخن دریست بی قیمت که از معنی آن دانا — شکست قیمتش باشد ببازار پشیمانش

زبان خامہ شکستم لب از گفت و شنو بستم
کہ این رہ بس خطرناک ست و پیدا نیست پایانش

قصیدہ در بیان تصوف و حال عشق انگیز

زستی گر برون آئی مراد جسم و جان بینی
همان کز زندیش صد داغ دل داری همان بینی

مراز مو شگافیهات لے دل حیف می آید
کہ مس را کیمیا دانی سخن را ارمغان بینی

ز ناقص عیارت را درین بازار نفروشی
کہ زر را با محک در دست برد امتحان بینی

چو مردان بر سر مردان ناکامی تحمل کن
کہ تقدیر الهی را چو جور آسمان بینی

چو کام دل شود حاصل مشو غافل ز ناکامی
ز روز غم بیاد آور چو خود را شادمان بینی

زبان در کام همت کش دو پای صبر در دامن
کہ فتح ملک دل در جوهر تیغ زبان بینی

خجالت را وشی در دیدۂ مینای دل گردد
سر موی ز خود بینی خود گرد بتان بینی

ترا گر صد جگر باشد ز خود بند جگر خوارت
محال ست اینکہ میخواهی ازان کافر امان بینی

برای خاطر این نفس کافر همچو پروانہ
بر آتش میزنی خود را در آتش گر امان بینی

چنان مشتاق عصیانی کہ تا سر حد نومیدی
گریزی از سعادت گر سعادت را زیان بینی

تو گردون همتی در اوج محنت بال بگشائی
همای اوج راحت را کجا در آشیان بینی

بخون آلودہ دامان عصمت را و میخواهی
باین آلودگی از آتش دوزخ امان بینی

ز غفلت و ز بگردانی و یابی لذت طاقت
سر اخلاص خود را زیر دست آشیان بینی

بدار وی پشیمانی علاج چشم کج بین کن
کہ شاید بیحجاب ست روی راستان بینی

ز حال خود مشو غافل کہ مردان سر میدان
بقا را در بدن یابی فنا را ترک جان بینی

زدانش گر نشان داری مکن افشای راز دل
کہ چون منصور سر را بر سر دار زبان بینی

بزندان خوالمنت زی بهر صحبت بهر کن کانجا
فضای کلبۂ محنت باز باغ جنان بینی

بعزم نیستی یکدم گر از هستی برون آئی   دلت را در طواف کعبهٔ روحانیان بینی
برون آئی اگر از خود چو نور چشم نابینا   برای تختهٔ هستی مکان در لامکان بینی
خرابی جهان بیوفا از آتش نفس ست   ازین آتش جهان اندر جهان بی خانمان بینی
وجودم را عدم داری ز نادانی خطا کردی   وجود پشه را کمتر از فیل دمان بینی
برون کن پنبه از گوش و بگوش دل سخن بشنو   بهر مجلس ز واعظ انتعاشی در میان بینی
غزل گفتی و در سفتی ولی با من بگو تا کی   طلوع عمر را بر فرقدان فرقدان بینی
هوای وصل تو دارند دانم دوستان تو   تو روی دشمنانت را برغم دوستان بینی
دلم دیوانه میگردد چو می بینم ترا غمگین   چه خواهد شد ترا گر جانب نامهربان بینی
توئی سلطان بیداد و منم مظلوم سرگردان   تو خورشید جهان باشی مرا خفاش جان بینی
غرض این ست چشم را ز خوناب جگر خوردن   که در هر قطرهٔ اشکی بهار ارغوان بینی
در شیون مزن هرگز تو از خونریزی گردن   بچشم امتحان گر سوی گلزار جهان بینی
خرد را خاک بر سر کن که رسوای جنون گردد   جنون را تاج بر سر نه که کام دل از آن بینی
بدرد مفلسی خو کن مشو شرمندهٔ همت   ملائک را اگر بر خوان حاتم میهمان بینی
هوای راحت ار داری برون از دور عالم شو   محالست آنکه در عالم تو راحت گه جنان بینی
برغم دوست باد دشمن شگفته همچو گل منشین   غبار خاطری هرگه ز ابنای زمان بینی
عبث سرگشتهٔ وادی شد آن مجنون بیچاره   طلبگار محبت را مکان در لامکان بینی
من از دل داغ میخواهم تو دل از داغ میخواهی   من آتش در دخان بینم تو در آتش دخان بینی
نه واقف تو از راز نهان عالم بالا   از آن این پرتو خورشید را در آسمان بینی
در و گوهر برغم خویشتن بر کید گر باشد   بچشم تربیت روزی اگر در بحر و کان بینی
تو از ملک خراسانی با صطرخ اد وطن داری   بخواب شب اگر درد و غم هندوستان بینی
هوای عافیت داری قدم در راه محنت نه   که هر خار کف پا را درفش کاویان بینی

ز نور دیده ای چشم طلب بگذر اگر خواهی
رخ آیینهٔ مقصود اسرار نهان بینی

مرو در کشور ظلمت که بس امر محال ست این
که حسن رومیان را در نقاب زنگیان بینی

نهان در موجهٔ دریا ترا چند غواص ان
تو میخواهی که بی ملاح خود را بر کران بینی

پرید از آشیان زندگانی طائر عمرت
تو چون صیاد نابینا بزیر آشیان بینی

ندارد طاقت دیدار حسن یار هر دیده
همان بهتر که این آیینه را در عکس آن بینی

ز همت گر پر و بالی کشائی در چمن بلبل
بهار صد گلستان را نهان در یک فغان بینی

برو آیینهٔ دل را بآب دیده صیقل کن
که احوال دو عالم را در ان یک یک عیان بینی

ز تیر غمزهٔ جادو بگردان گوشهٔ ابرو
که عمر جاودانی در خدنگ این کمان بینی

مکیدن چند چون طفلان سر پستان کلفت را
تو شیر عافیت در سینهٔ ده شیرگان بینی

مطلع ثانی

چه دیدی نفع در شادی که غماش بوستان بینی
چه نقصان دیدهٔ از غم که بستانش خزان بینی

چراغ دیده روشن کن درین بستان سرای دل
که خون چشم بلبل را بهار مهرگان بینی

جرس را همراه گردان چو از ناله اثر یابی
شتر آهسته تر میران که چون محمل گران بینی

بنفرت آشنا گردی بعیب خود شوی بینا
بچشم دل اگر در روزگار مردمان بینی

کشی در دیدهٔ همت اگر داروی بینائی
درون پردهٔ وحدت همه نقش جهان بینی

نه بینی غیر رسوائی نه یابی حرف دانائی
اگر در صفحهٔ جزوی کتاب عالمان بینی

چو مجنون ره بوادی کن ز درد هجر ای مخفی
که با دلبر درین وادی عنایت همعنان بینی

برو از پردهٔ دانش در آور صورت بینش
که در هر گوشهٔ خلوت صد اسرار نهان بینی

اگر چشم تماشا را نقاب از چهره برداری
متاع دینی و دنیا مهیا پیش ازان بینی

اگر دانی چه میگوید تبو در وقت گفتارش زبانش را سراسر دل دل او را زبان بینی

لباس فقر پوشیدن ترا وقتی سزاوار است که دلق کهنه پوشان را نقاب آستان بینی

بروئیت گردش گردون در اندوه نگشاید اگر دانشوری باید که بهبود اندران بینی

سر صرافی داری ببازار جهان باید رواج این دکان را منحصر در نقد جان بینی

بساط مفلسی برچین دگر کن ساغر عشرت اگر خواهی که پیران را درین عیش جوان بینی

بزور سعی پیدا کن درین ره کام ناکامی که چون دشمن شوی با خود عدو را مهربان بینی

ندیده موجهٔ طوفان نخورده لطمهٔ دریا اگر کشتی نشین باشی توشان بادبان بینی

بیا از دیدهٔ عبرت تماشای گلستان کن که دست هر بهاری را در آغوش خزان بینی

شب تاریک و بیم موج و پای شوق بیقوت باین رفتار میخواهی که از مقصد نشان بینی

گذشت ایام شبگیر و برآمد آفتاب آهنگ درین وادی بسی پایان تو راه کاروان بینی

بهم برزن تعلق را و چون مجنون بیکسو شو ز شور و شر اگر خواهی که خود را در امان بینی

چه خواهی دیدن از آن بر چه خواهی یافت زان چشمان که ناز حسن او را حسن ناز ترجمان بینی

جوانی رفت و پیری رفت و خود هم میروی آخر هنوز ای دیدهٔ حسرت بسوی این و آن بینی

هوای دودمان تا کی درین منزل سراسیمه در آئی چون درین منزل چراغ دودمان بینی

سرت گردم چه خواهد شد اگر در طرز استغنا ز ابرو گوشهٔ چشمی بسوی مخلصان بینی

بجوی دانش اگر داری زبان کام غیرت کش ز دست این زبان تا کی زیان مال و جان بینی

بخلوتخانهٔ جانان تو بی منت شوی محرم دران مجلس اگر خود را تو از نامحرمان بینی

اگر از پردهٔ غفلت برآئی همچو مغز از پوست گلستان حقیقت را نهان اندر جهان بینی

بیاد رفتگان یکره بگورستان نگاهی کن که تا از چشم ایشان آب حسرت را روان بینی

هوای نفس سگ را خود حیات بیخبر دارد که خط مغز را در عکس روی استخوان بینی

شود دلشاد ای مخفی ز مرگ دشمنان خود بیاد آور از آن روزی که خود را در میان بینی

ایضاً قصیده

نهاد خانهٔ عمرم چو رو بویرانی	دگر چه سود دلا نالهٔ پشیمانی
دریغ و درد که نقد حیات را کردم	تمام صرف جهالت ز روی نادانی
تباه کردهٔ عمرم مرا بجای کفن	بس است جامهٔ حیرانی و پریشانی
فغان که دست مرا قدرت تحرک نیست	که جیب عمر کنم پاره از پشیمانی
کنون که چهرهٔ مقصود دیده ام شاید	کشم بچشم حیا سرمهٔ صفاهانی
تبارک الله ازین دیده خون دل ریزم	که کرد گوهر اشک مرا بدخشانی
غبار ظلم چنانم گرفت در آغوش	که نیست در نظرم آفتاب نورانی
رسید کار بجائی که سر زند بیخود	بسان ناله ز دل رازهای پنهانی
بروی آتش دل میکنم کباب جگر	ز بهر گریه کنم ساز و برگ پنهانی
ز بس فسرده و پژمرده ام فرو ریزم	بسان برگ خزان گر مرا بجنبانی
دلم ز گردش چرخ آنچنان جراحت شد	که حرف پند کند با دلم نمکدانی
گرفت ز آتش دل درد سر مرا خواهم	ز خون دیده نهم صندلی به پیشانی
گرفت لرزه و افسردگی مرا چه کنم	که نیست در بر من جامهٔ زمستانی
تمام محنت و دردم چو نالهٔ بیمار	تمام شعلهٔ آهم چو زار زندانی
رسید کار بجائی مرا ز گردش چرخ	که چاک دامن ما هم کند گریبانی
نماند نالهٔ را نه دل مرا ورنه	ز تیر ناله کنم زخمهای پیکانی
گرفت موجهٔ طوفان غم مرا دریاب	وگرنه کشتی امید گشت طوفانی
چو نالهٔ دلت از روی درد برخیزد	خراش ناله کند با دل تو سوهانی
ز مهر و شفقت اسلامیان نماند نشان	کجاست ترس خدا و چه شد مسلمانی

حذر ز ناوک آهم ستمگری تا کی — عنان من ز ره آرزو مگردانی

بشوق آنکه شوم جبهه سای درگه تو — بر آستانهٔ صبرم نهاده پیشانی

تو شهسوار جهانی ترا زیانی نیست — بسوی غمزدگان گر عنان بگردانی

ببین بسوی غریبان و بیکس و مظلوم — ز روی عدل و بشکرانهٔ جهانبانی

بگو بظالم بیرحم اینقدر تا کی — بدست دیو بود خاتم سلیمانی

شکستن دل آزردگان بقائی نیست — که مور با دل انسان کند سلیمانی

سپهر منزلتان صاحبان داد آورد — شکوه دولت فیروزه خان درانی

ز روی لطف بتقصیر من قلم درکش — که با تو هست مرا نسبت خراسانی

نوید وعدهٔ عدل تو داردم زنده — وگرنه نیست مرا قدرت سخندانی

کجاست مژدهٔ عیدی که همچو یک خیال — به پیش جلوهٔ آن جان دهم بقربانی

دلم ز بند توکل بت هوس نشکست — مقیم کعبه کجا و طریق رهبانی

کشید همت من سرمهٔ حیا در چشم — که ننگرم بسوی دیگران بحیرانی

ز رفتن سر و سامان ازان ملالم نیست — که کار دست چپ است بیسامانی

مشو فسرده دل از مشکلی که پیش آید — که مشکلات جهان بگذرد بآسانی

مشو ملول که افلاس بر تو غالب شد — که هست از پی هر قحط سال ارزانی

چو کامرانی ایام را بقائی نیست — که روز کامروائی بدشمن ارزانی

به پیش همت دانا گدائی محض است — شکایت سر و سامان از پریشانی

محال عقل بود بردنش بجانب شهر — کسیکه از غم ایام شد بیابانی

ببصر دهر نماندست مشتری ورنه — منم بحسن معانی چو یوسف ثانی

بباغ فکر چو آیم سبک مرا ننگ است — که عندلیب کند بر سرم گل افشانی

گرفت ملک سخن را ز مدعی آخر — بعون تیغ زبان همتم به آسانی

خراب اسم عمل گشته ام ولی چه کنم — که هیچ چاره ندارم ز حکم سلطانی
بریده دست قضا و بدبخت طالع من — برغم جوهر ذاتم لباس دیوانی
قلم شکستم و مضمون مختصر کردم — که نیست طرز ادب گفتگو سطولانی

بساط خویش چو مخفی ازین دکان برچین
که رفت رونق بازار گوهر افشانی

قصیده

از شیوهٔ ناصواب توبه — از خوردن این شراب توبه
برعکس فزود قوت دل — از بوی گل و گلاب توبه
چون چهرهٔ زرد میکند سرخ — این خشک لبی ز آب توبه
هر چند که غم ز دل رباید — از بوی بد شراب توبه
پایم برکاب فکر بندست — از تنگی این رکاب توبه
چون خواب برابرست باموت — از کثرت خورد و خواب توبه
در حالت نزع توبه کردم — زین توبهٔ بی حساب توبه
چون رشته زغصه تاب خوردم — از شدت پیچ و تاب توبه
چون باعث قوت گناه است — از خوردن این کباب توبه
صد گونه خطا کشد در آغوش — از رخ چو کشد نقاب توبه
بر درد فراق مے فزاید — ز آواز نی و رباب توبه
در سینهٔ کوه خون کند دل — از گرمی آفتاب توبه
خون خود و خلق را بریزد — از مردم بی حساب توبه
ناخورده بکیف می درآید — از خوردن خون ناب توبه

از خود دن مے کند فراموش — با هر که کند خطاب توبه
گر خانهٔ فسق سنگ خاره ست — در لحظه کند خراب توبه
زین پس من و گوشهٔ قناعت — از همت شیخ و شاب توبه
دیوانهٔ صحبت کتابم — از صحبت این کتاب توبه
در صحبت غیر نیست فیضے — از صحبت ناصواب توبه
از بیم عتاب جان ز تن رفت — از سلطنت عتاب توبه
زنهار مشو به توبه مغرور — شاید که شود خراب توبه
از کشمکش سوال آسوده — تا کرد دل از جواب توبه
گر توبه تو نباشد از دل — بے مزد تو از حساب توبه
هر کس که ز توبه باز گردد — هم توبه شود عذاب توبه
شرمندگی گناه باقیست — گیرم که شود ثواب توبه
هر کس که به توبه بست عهدست — آخر کند اجتناب توبه
شد موے سیه سفید مطلق — از کردن این خضاب توبه
بر عمر خود نیست اعتمادے — باید که کنی شتاب توبه
مغرور طبیعتی تو مخفی — کردیم ازین جواب توبه

ترجیع بند

بسنانِ نگهِ یار قسم — بسر طرهٔ دلدار قسم
بکمان خانهٔ ابرو سوگند — بسر نرگس جادو سوگند

که شدم کشتهٔ چشم نگهت
خاک رہ گشتهٔ طرز ستمت

بصفای گل روی تو قسم
بکمر گیری زلفت سوگند
بسواد خط موی تو قسم
بدل آویزی الفت سوگند

خاک ره کرد مرا حیرانم
غیر مردن نه بود درمانم

بسر چشم سیاه تو قسم
بسر هند و خالت سوگند
بغضب گیر نگاه تو قسم
بلب لعل مثالت سوگند

سوختم سوختم از بیدادت
چند فریاد کنم از دادت

بصفای در گوش تو قسم
بسر ناوک مژگان سوگند
بادل فهمی هوش تو قسم
بخم زلف پریشان سوگند

که چو من نیست دگر بندهٔ تو
بندهٔ لعل شکر خندهٔ تو

بشکر ریزی گفتار قسم
بعقیق لب شکر سوگند
بخرام قد دلدار قسم
بزلال سر کوثر سوگند

شب هجران خبر از خویشتم نیست
جز خیال تو کسی همشیم نیست

باز گفتم بدهان تو قسم
به برد دوش تو زیبا سوگند
بسر موی میان تو قسم
به بنا گوش مصفا سوگند

مهر و مه را نبود پیش تو قدر
پیش تو جمله هلال اند تو بدر

بصفای بدن یار قسم
بسر چه ذقن یار قسم

بلباس گل سوری سوگند — بغریق غم دوری سوگند

عاجزم عاجزم از هجرانت
لطف فرما که شوم قربانت

بسر عربدهٔ دوست قسم — دیگرے نیست همه اوست قسم
بنمکهاے تکلم سوگند — باداهاے تبسم سوگند

نمکے بر سر داغم بفشان
بوے گل بر سر باغم بفشان

بسر نرگس مخمور قسم — بدل عاشق رنجور قسم
بسرو گردن و غبغب سوگند — بسرو سنبل و اشهب سوگند

که دل از دست شده بیمارم
مده اے دوست دگر آزارم

بحناے کف پاے تو قسم — بازگفتم باداے تو قسم
بگل عارض رعنا سوگند — بخم زلف چلیپا سوگند

عاشقم عاشق گفتار تو ام
عاشق قامت و رفتار تو ام

بدم تیغ سیه تاب قسم — بصفاے دل مهتاب قسم
بصف خنجر مژگان سوگند — بدل خون شهیدان سوگند

بنده ام بندهٔ دیرینهٔ تو
محو مهر و غضب و کینهٔ تو

به رخ عارض گلفام قسم — به بناگوش دل آرام قسم
بسر جعد معطر سوگند — بجفاهاے تو دلبر سوگند

نیست غیر از تو مرا غمازے
تند خو سنگدلے شهبازے

بسر گوشهٔ رخسار قسم
بشهیدان محبت سوگند

بسرِ آن مه دلدار قسم
باسیران مودت سوگند

رنجه فرما قدم و شادم کن
از همه رنج و غم آزادم کن

بصفای بر و دوش تو قسم
بصفای گل نسرین سوگند

بجهان گیری هوش تو قسم
بسر ساق بلورین سوگند

نگهے جانب ما باز بکن
شاهبازی سر پرواز بکن

به اسیرِ نظر یار قسم
به ادائے قد دلجو سوگند

به ادائے نگه یار قسم
به نسیم سر گیسو سوگند

گوئے از لطف که من یار توام
بخدا خسته و بیمار توام

به شکنج شکنِ یار قسم
بدل آویزی گیسو سوگند

بسرِ نافهٔ تاتار قسم
به کج اندازی ابرو سوگند

هر دم از شوق وصالت مردم
به تمنائے دو لعلت مردم

به صفائے ملک العرش قسم
بخدا و بحقیقت سوگند

از سما تا بسر عرش قسم
بسر شمع نبوت سوگند

مدعا خاک رهِ جانان ست
نظر لطف پی درمان ست

ایضاً

ای حسن که در پرده بخود راز نهان داشت
برداشت ز رخ پرده چه رازی بلازان داشت

در سر بصدف داد که از گریهٔ ابر ست
رنگی بگهر ریخت که در سینهٔ کان داشت

زان پس که بگلزار جهان غنچه کشاید
اندیشه بهار از غم آسیب خزان داشت

وین آتش شوق ست که در سینه نگنجد
وین جذبهٔ عشق ست که پنهان عنان داشت

بی پرده ازان بر سر بازار برآید
کین فتنه عیان در دل اسرار نهان داشت

مستانه برآورد سر از پردهٔ وحدت
از بسکه سر گرمی بازار نهان داشت

جاروب کش صحن چمن ساخت صبا را
زان مژه که گل را بچمن اشک فشان داشت

امروز پریشان زده گل بر سر دستار
آن غنچه که دی بر سر خود تاج خزان داشت

تا هست جهان گردش دور قمری هست
دل بستهٔ این طرز کمربد توان داشت

وقت است که آه از دل پر درد برآرم
دود از دل خورشید جهان گرد برآرم

فریاد که این نالهٔ من پرده درآمد
غماز دل غمزده خون جگر آمد

عشق ست که شادی و غم ما بکف اوست
در دیدهٔ هر دیده برنگ دگر آمد

تا چند توان بود مقیم در و دیوار
از خانه برون آی که وقت سفر آمد

روزی که عطا کرد بما روشنی چشم
خود بود که در دیدهٔ ما جلوه گر آمد

تا چند توان بر در امید نشستن
برخیز که این عمر گرامی بسر آمد

تا آفت چشمی نشود باعث هجران
در دیده خیالت بدل از دیده برآمد

سودازدهٔ عشق ترا حوصله تنگ ست
دیوانه شد و بر سر بازار برآمد

هر کس بغمت محرم اسرار نهان شد
شد تشنهٔ خون خود و بر دار برآمد

از عشق بتان آتش غیرت بدلم زان
کز آتش غیرت شود این میکده روشن

رفتیم که نوشیم مے از ساغر مستان — گردیم برسوائی آشوب پرستان
نوشیم ز میخانهٔ وحدت مے گلگون — اسرار مے و میکده گوئیم بمستان
قفل در میخانه باندیشه کشائیم — راز دل پیمانه بگوئیم بمستان
چون موسم گل دست در آغوش خزان است — کافیست مرا دیدن دیدار گلستان
افسردگی بود از آن هم اثری نیست — بگذشت مگر گرمی بازار زمستان
تاریک شد از ظلمت غم خانهٔ عشرت — روشن کنم از آتش مے شمع شبستان
هنگامه مے و مجلس فرزانه نشین نیست — دیوانه بود هر که شود همدم مستان

مغرور نگردی که در توبه فراز است
هشیار که این راه بسے دور و دراز است

آن راز که از روز ازل در دل ما بود — راز دل گنجینهٔ اسرار خدا بود
از گل نه اثر بود نه از نالهٔ بلبل — کین زمزمهٔ عشق پے باد صبا بود
زان پیش که فرهاد تنگا فد سر خارا — از تیشهٔ او در جگر کوه صدا بود
آن روز که پر خون جگر شد دل مینا — زین نشهٔ جهان در اثر ساز و نوا بود
روزیکه بنائے حرم کعبه نهادند — این گرمی هنگامهٔ بتخانه کجا بود
آن روز که در پرده بخود جلوه گری بود — نظارگی جلوهٔ او دیدهٔ ما بود
میخانه تهی گشت نشد گرم دماغم — تو فشهٔ آن باده که بی مے و دریا بود
بے نشهٔ مستی سر مینا شکستند — این فتنه همه در سر هر پیر و جوان بود

این جلوهٔ جانانست که در پرده نهان شد
نوری شد و در قالب خورشید جهان شد

در کعبه همین رسم طواف حرمے هست — نازم بخرابات که آنجا صنمی هست
بر زخم جگر مرهم بیهوده نه بندم — تا حوصله را طاقت درد و المی هست

غم نیست اگر چرخ نگردد بمرادم — پیشانی امید مرا هم رقمی هست
آن نیست که پوشیده شکایت کنم از سر — تا دست مرا نیزه ز تار قلمی هست
ای بیخبر این مستی هستی تو تا کی — هشیار که دنبال وجودی عدمی هست
آشفتگیم باعث خوشحالی من شد — بر دوش دلم باد بهر جا که غمی هست
مخمور می عشق ترا از می دهمت — کافیست اگر در قدح و جام نمی هست
جز جام محبت که پر از نشئه ذوق است — پیمانه خون است اگر جام جمی هست

ما تشنه لبان زمزم و کوثر نشناسیم
در راه طلب پای خود از سر نشناسیم

از بی هنریها همه محتاج و گدائیم — وابسته این سلسله چون و چرائیم
غم نیست که در پرده پندار خرابیم — باشد که ازین پرده بیکبار برآئیم
چون سبزه نوخاسته بر دامن صحرا — از شبنم احسان تو در نشو و نمائیم
پروانه عشقیم که گرما و دل ما — در شعله نشینیم و ندانیم کجائیم
آئیم که در پرده ایما و اشارت — قفل در گنجینه مقصود گشائیم
با آنکه پر و بال نداریم پریدن — در اوج هما سایه اقبال همائیم
تا در دل اسباب تعلق هوسی هست — گر باد هوائیم که در قید بلائیم
خون جگر ناله اگر در دل مخفی — غم نیست چو در باغ طلب نغمه سرائیم

چون فصل خزان دست در آغوش بهار است
مارا به پریشانی ایام چه کار است

نشکفت بجز داغ گلی گلبن ما غم — خون در جگر لاله کند پنبه داغم
این آب ثمر ریشه من نشئه ندارد — لبریز کن از خون دلم جام ایاغم
در خانه تاریک دلم نور نه بخشند — گر پرتو خورشید شود شمع و چراغم

هنگامهٔ غوغاے جنون گرم کند باز
آشفتگی تازهٔ سوداے دماغم

در کوچهٔ مقصود ز من نام و نشان نیست
این به که درین کوچه نگیرند سراغم

شد پنبه صفت عاقبت این موی سیاهم
خاصیت بیضاست مگر در پر زاغم

آتش بچمن زد شرر فصل تموزم
خورشید فرو رفت ز تاریکی روزم

این درد غم عشق تو خون در جگرم کرد
وین آتش تو دقت چو صبا در بدرم کرد

چون حسن ملاحت دهنم رانمکین ساخت
چون نالهٔ صاحب نفسان با اثرم کرد

روزیکه محبت بسرم داغ جنون سوخت
سوداے غم عشق تو خاکے بسرم کرد

بیحوصلگی باعث بیماری من شد
وین دارو بیفائده بیمار سرم کرد

عشق تو برآورد ز خلوتکده چشم
در کوچه و بازار جهان جلوه گرم کرد

یکشب بمرادم نرسانید بآخر
این خواب که شرمنده ز فیض سحرم کرد

آخر لبشیراری جگر تشنه لبی رفت
این گریه که صد دجله نیاز نظرم کرد

راهے بمراد دل تدبیر نه رفتم
زان روز که تقدیر مراهم سفرم کرد

افتاد مراد از دل آخر به زبانها
تاثیر مناجات چنین در بدرم کرد

فریاد کزین پرده مرا عشق برآورد
خوناب جگر از دل ریشم بدر آورد

صد شکر که زخمم سر بهبود ندارد
درمان کسے درد مرا سود ندارد

عمریست که این پاے نحوست بمیان است
این بام فلک کوکب مسعود ندارد

خواهی بحرم باشی و خواهی بخرابات
بے خواهش دل بودن تو سود ندارد

یک کس بدر میکده منظور نه نشست
نازم بسر عشق که مردود ندارد

بے نور بود دیده آن چشم که از دل
پنهان نظری جانب مقصود ندارد

در خانهٔ ما بوی کباب جگری هست — گنجایش بوی شکر و عود ندارد
سر تا بقدم سوختم و غیر ندانست — این آتش اندیشهٔ من دود ندارد
در ذائقهٔ باده کشان تلخ نمی بود — هر می که کباب نمک آلود ندارد
گر گوش دلت طالب تاثیر نباشد — خط دلت از نغمهٔ داود ندارد

امشب شب عیدست دم من بمحاق است
مخفی نظرم سوی خراسان و عراق است

زان روز که دل با تو گرفتار نیاز است — رسوائی عشق تو باد بر سر ناز است
تا هست درین مدرسهٔ عشق کتابی — مضمون خطش قصهٔ محمود و ایاز است
سرگوشی حسن تو ز زلفت نشد آخر — در پردهٔ این کار ندانم که چه راز است
برخیز بر آور بدعا دست مناجات — بر روی اجابت همه درهای تو باز است
گر رفت خطائی ز خجالت نه گریزم — چون عفو خداوند جهان بنده نواز است
تا چند توان دید درین خانهٔ تاریک — شمعی ست حیات تو که در سوز و گداز است
بر مرکب دولت نتوان رفت به تندی — این راه سراسر چو نشیب ست و فراز است
بی رخصت بلبل نروم جانب گلشن — هر چند ره گلشن مقصود دراز است

روزی که غم وصل تو ما را نگران کرد
شرمندهٔ بینائی صاحب نظران کرد

چون داغ نهم بر سر هم محنت و غم را — بر باد دهم محنت و احسان و کرم را
وقتیست که از شعلهٔ آه جگر خویش — آتش زنم این خیل نعم را و حشم را
ابتر کنم این دفتر مجموعهٔ دانش — بر آب زنم نقش سیه کار قلم را
دارم سر دیوانگی و بر سر بازار — زین باده کنم مست عرب را و عجم را
حسن ازلی محبوبی و دل گرم محبت — تا چند توان کرد گره زلف دژم را

همت مددے کن بمددگاری غفلت
بر دیدهٔ حباب زنم این نشتر غم را

روزیکه قضا قسمت اشیاے جهان کرد
بر درد دل افزود فلک بار الم را

مخفی مشو آزرده که از صیقل تدبیر
از خاطر آشفته برم داغ ستم را

اعجاز مسیح است در اسرار نهانم
گویا شده آب حیات است زبانم

بینائی چشم دلم از روے یقین ست
آتشکدهٔ سینهٔ من کعبهٔ دین ست

در راز پس پرده چو خورشید برآمد
امروز اگر طالع من پرده نشین ست

در دیدهٔ ایام شود نور تجلی
گردی که مرا از ره همت بجبین ست

بے قوت طالع نتوان دید مه حسن
این بادهٔ تصویر نگارندهٔ چین ست

اے خاک بران مهر که از روی فنا نیست
اے واے بر آنکس که دل آلودهٔ کین ست

مغرور نگردی تو درین دور مسلسل
سر نوش که بینی بدم نیش قرین است

ایمن نتوان بود براہے که بهر گام
دشمن پئے تاراج متاعت بکمین ست

گو فتنهٔ ایام دلت را به بقا باش
بنشین برام دل و در حفظ خدا باش

ایضاً در آرزوے طوف کعبه و نعت رسول صلی الله علیه وسلم

روزگاریست که من جرعه کش عصیانم
بر در توبه ز دل منتظر غفرانم

گر بزمزم فگنم پاک نگردد هرگز
غیر آب کرم آلودگی دامانم

روز و شب در نظر فطرت من یکسان است
بسکه در کار فرو بستهٔ خود حیرانم

خانهٔ دین من از ظلم عمل تاریک است
در خجالت ز من روشنی ایمانم

زنگ گمراهی چشمم نتوان پاک برید
تا براهت نرود خون دل از مژگانم

بسته ام از دل و جان نیت طوف حرمت
گر دهد یک اجل فرصت ازین طوفانم

خورد تاثیر غم عشق تو بر سینهٔ و دل
مو بمو رقص کنان در طلب پیکانم

یارسول عربی جذبهٔ شوقی که چو ابر
سالها شد بتمنای درت گریانم

نیست ممکن که بمقصود رسم بی کششت
مفلس و عاجز و درماندهٔ بی سامانم

نیست گر زاد رهی صبر و تحمل دارم
تکیه بر لطف تو از فیض توکل دارم

همتی کعبه که زین راه بجای برسم
بینوایم بطوافی بنوائی برسم

گر بمنزل برسم آبله گردم همه تن
تا درین ره بزمین بوسی پائی برسم

آنچنان زار و ضعیفم که چو کاهم نبرد
گر به پیش نظر کاه ربائی برسم

طالب عشق شوم از پی دردی بروم
سر بسر درد شوم گر بدوائی برسم

از غم مفلسیم رنجش خاطر نبود
بکشم جام فنا تا به بقائی برسم

کوشش و سعی مرا پای شتابی بتراش
شاید از تنگی ره من بقبضائی برسم

دست در دامن صبرم بتوکل همره
تا درین راه با آوازِ درائی برسم

زاد راهم شده آخر شه بطحا مددی
که ز الطاف تو بر خوان صلائی برسم

مدد ای چشمهٔ زمزم که بسی حیرانم
در رهِ شوق تو لب تشنه و سرگردانم

کو حریفی که به انداز دل از ما ببرد
مایهٔ دولتِ جاوید به یغما ببرد

حسن را جلوه دهد بی مددی زلف گره
کعبه از پیش حرم خانهٔ ترسا ببرد

چند دز دیده ز دل ناله محبت زده ام
از سرِ شعلهٔ آهم به ثریا ببرد

جان دهم در عوض تحفه همراه صبا
نشهٔ دردِ مرا گر به مسیحا ببرد

چند گردی به بیابان ندامت مخفی
تشنگیهای دل از آبلهٔ پا ببرد

تیرگیهای دل بیخبران ره عشق
روشنائی دل از یدِ توبیضا ببرد

ز رنج و غم باد به محنت طلبان ارزانی — من و عشقی که ز من دل بدارا ببرد
اے خدا شعلهٔ برق جگر آه مرا — کز دل غمزده ام ذوق تمنا ببرد
تیشهٔ عشق مرا همت فرهاد کجاست — که باندازِ نگه رنگ زخارا ببرد
گر شود کشتی این نالهٔ زارم سفرے — صبر و آرام و قرار از دل شیدا ببرد

تا دل از رفتن این راه بیابان زده ام
آتش شوق بجان سر و سامان زده ام

بازم از سوے حرم راهبرے می آید — رهبرے از بر صاحب نظرے می آید
مرغ دل در قفس سینه ندارد آرام — مگر از زلف پریشان خبرے می آید
بندهٔ همت پروانهٔ دل سوخته ام — که بامید نگاهے شررے می آید
غنچه از کار فرو بسته دل آزرده مباش — تا بگلزار نسیم سحرے مے آید
خانهٔ صبر مرا کرد بیک بار خراب — اینقدر آب که از چشم ترے می آید
گر نهان شد به پس پرده مرادت چه عجب — از پس پرده برون پرده درے می آید
خانه زادان حرم کعبهٔ مقصود کجاست — که پئے عفو گنه در بدرے می آید
یا رسول الله ز اعجاز مسلمانش کن — کز ره دور خدا بے خبرے می آید
خواجهٔ یثرب و بطحا بتوجه بکشا — در مفتوح که بے پا و سرے می آید
اے مقیمان حرم بهر خدا یک نظرے — خانه نالان شدهٔ از سفرے می آید

مفلس و عاجزم و از تو بضاعت خواهم
عاصی و منفعلم از تو شفاعت خواهم

ایکه از معجزهٔ انگشت تو شق گشت قمر — گرد نعلین تو بر تاج کیانی مغفر
کشتِ مقصود ز باران عطایت شاداب — باغ امید ز ابر کرمت تازه و تر
بسجا پا نه نهاده بسرِ کرسی پاے — برگذشته ز فلک کرده ملک را رهبر

دور اول به نهانخانهٔ وحدت رفته   خورده از جام می ساقی وحدت ساغر
خواجهٔ کون و مکان احمد مرسل که به علم   بر سر چرخ زده در شب معراج افسر
وقت جای سبق خواندن دانش کانجا   چند ارکان عناصر شده دربان بر در
مادر دهر شرف یافته از زادن تو   زانکه مثل تو ندیدست بعالم دیگر
اگر نبودی غرض از خطبهٔ نامت دیگر   از زمین بر نگرفتی سر خود را منبر
اگر تو قسام نبودی و نه گشتی مقسوم   حوض آتشکده می بود نبودی کوثر
از در حجرهٔ تو تا بدر روضهٔ خلد   صف زده خیل ملک بهر شفاعت بنگر
مخفی عاصی دعا جز بتو دارد امید   نیست جز در گه تو پشت و پناهی دیگر

این سیه رو که بامید عطا آمده است
بامیدت ز کجا تا بکجا آمده است

وقت آنست سر از خواب بقا بر داری   برده از پیش نظر بهر خدا بر داری
دهر را فتنهٔ آشوب فنا کرد خراب   از میان دفتر قانون فنا بر داری
یا دهی رونق ایام وفاداری را   یا ازین سلسله آئین وفا بر داری
عالم از روی ریا کهنه رباطی شده است   از جهان قاعدهٔ روی ریا بر داری
از سمک تا بسما کرده تصرف بیداد   رسم بیداد ازین ارض و سما بر داری
ظلم را عدل نهاده چو کله بر سر ما   این کله را ز کرم از سر ما بر داری
سرمهٔ لطف کشی دیدهٔ بینائی را   نور بی سرمه ازین چشم حیا بر داری
همچو یعقوب نبی بر سر راهم نگران   تا کے این سلسله از پای صبا بر داری

مخفیؔ باادب باش که این نعت رسول است
همه بیم و خطر در ره امید و قبول است

سلہ نقل مطابق اصل است ورنه این شعر در بحر دیگر است فقط

ایضًا در نعت رسول خدا صلی الله علیه وسلم و اظهار حال خود

چشم رحم را ز نور کعبه بینا کرده اند / کعبه را بهر مناجاتم مهیا کرده اند
بر امید سجده کافتد قبول درگهش / قدسیان بال و پر خود را مصلا کرده اند
تا دهم آبی گل اعجاز ابراهیم را / آتش نمرودیان را بر سر پا کرده اند
در گلوی سبحه دارد رشتهٔ زنار را / کفر و دین را در نقاب حسن یکجا کرده اند
سائبان بارگاه بادشاه کعبه است / این سپهر لاجوردی را که بر پا کرده اند
بهوشان از طرز ناز حسن رمزی گفته اند / عاشقان را بر سر بازار رسوا کرده اند
عاشق و معشوق باهم بوالفضول اند از خدا / رسم و آئین را بر غم خویش پیدا کرده اند
یوسف مقصود را از چه برون آورده اند / تهمت بی عصمتی را بر زلیخا کرده اند
خلق و عالم را بمحراب دعا آورده اند / کعبه را تا قبله گاه دین و دنیا کرده اند
زاهد و فاسق به پیش رحمت ایزد یکیست / بی تمیزان راه حق را ریگ پا کرده اند

من ز خون دل سبوی دیده پر می کرده ام
عقل سرگردان این راه ست و من طی کرده ام

من نمیدانم که این نور تجلی از کجاست / اینقدر دانم که چشمم با خیالش آشناست
شد ز عکس رؤیت اجزای وجودم آفتاب / کیمیا باشد وجود مس اگر با کیمیاست
سیل اشکم آمده کشتی چشمم را ربود / روشنی دیده ام بر موجهٔ بحر فناست
نیست گر با گیشام نرمی دل در پی ستون / از سرشک دیده این سنگ در نشو و نماست
سالها شد پیر کنعان بر در بیت الحزن / سر بزانوی تفکر چشم بر راه صباست
باز راه کعبه را گم کرده ام بی نور چشم / ای صبا گردی از آن وادی که رشک توتیاست
در ره عشق ست اینکه نادانی بود در شوری / ترک گفت و گوی کن کاینجا سخن محض خطاست

محرمی پیوسته باشد در کمین محرمی — هر که شد بیگانه در مجلس درین بزم آشناست
از سر اخلاص پا بردار و دست خود بر آر — کاندرین ره هر کرا بینی تو مقصودش دعاست
اکثری از بهر نام و ننگ حاجی میشوند — حج گزاران را نظر نی بر حرم نی بر صفاست

پنبهٔ غفلت نهادم باز داغ کعبه را
خیر بادی گفتم این چشم و چراغ قبله را

باز گشتم چون درین راهم سر و سامان نبود — لنگر کشتی من در موجهٔ طوفان نبود
فطرت دون همت من قوت رفتن نداشت — خنگ فکرم را درین ره قوت جولان نبود
جنس از دوکان هر بازار پرسیدم بسی — درد دل را جز شکیبائی دگر درمان نبود
مدتی سرگشته بودم در پی آب حیات — خضر را دیدم ولیکن چشمهٔ حیوان نبود
پیش ازین هم اهل عرفان صحبتی میداشتم — هیچ بانگ انقلابی بر سر این خوان نبود
در جدائیهای یوسف دیدهٔ یعقوب را — غیر گریه همدمی در کلبهٔ احزان نبود
با وجود آنکه دارم جان بدر در داغ عشق — داغ این دردم که چون این خاندان آن نبود
خون ما در گردن این دیدهٔ غماز ما — راز ما در پردهٔ با دیدهٔ گریان نبود
باعث این فتنه طالع شد وگرنه انقلاب — در پی ما نامرادان چرخ سرگردان نبود
ابر احسانش جهان خشک را سرسبز ساخت — طالع نا قابل ما قابل احسان نبود
آخر از بیطاقتی این صبر درمان خواه شد — ورنه این درد دلم را خواهش درمان نبود

احمد مرسل که عالم از طفیل ذات اوست
کل موجودات عالم جزو کلیات اوست

تا که آید خواجهٔ دنیا و عقبی بر زمین — صد شرف دارد زمین از رتبهٔ عرش برین
این جهان در علم او چون کوکبی بر آسمان — وان جهان در نطق او گردید مور انگبین
طور موسی را نه سوزد از اشارت دست او — پرتو نور تجلی دارد اندر آستین

هستی او با وجود نیستی در جلوه بود / فخر آدم بود آن روزی که آدم بود طین
زلف را مشاطه بود و حسن را آئینه دار / گرد اندر پشت آدم بهر حوا این جبین
صورت او راز معنی روز اول نقش بست / آفرین بر آفرینشهای صورت آفرین
گر نبودی ذات پاکش پرده پوش عاصیان / تازه بودی تا قیامت داغ عصیان بر جبین
پیش ازان روزیکه گردد راز پنهان آشکار / در پس آن پرده مجلس داشت با روح امین
معجز شق القمر از بهر آن کافر نبود / خاتم بدر از شکست انگشت اعجازش نگین
دید در خواب عدم یکبار روی زلف او / مشک میریزد هنوز از نافهٔ آهوی چین
گرچه پیش خلقت آدم کسی دیگر نبود / بود در پاک سالت پیش ازان مسند نشین

دیدهٔ آنرا بنور ذات روشن کرده اند
منزلش در پردهٔ وحدت معین کرده اند

بوعلی روزگارم از خراسان آمده / از بی اغراض در درگاه سلطان آمده
بسکه در یاد وطن نادیده ماتم داشتم / تا بدامان دلم چاک گریبان آمده
حیرتی دارم که یارب چون درین ظلمات هند / طوطی فکرم بی شکر ز رضوان آمده
گرچه از ظلمات می آیم همانم ذوق نیست / طبع من پر آب تر از آب حیوان آمده
درفشانی میکند دامان من بر خاک راه / بسکه اشکی ز دیده ام غلطان بدامان آمده
تا در ایام خراباتی مناجاتی شدم / خانهٔ ما قبلهٔ گبر و مسلمان آمده
بعد ازین دیگر نیایم بر در دیر و حرم / مقصد من بر طواف کعبهٔ جان آمده
وادی اندیشه را از یک قدم طی کرده ام / با وجود آنکه فکرم لنگ لنگان آمده
کوششم بیجا حصل ست سعی من بیفایده / ساعت صبح وصالت شام هجران آمده
طبع من خار ست در صحبت شگفته همچو گل / نظم من در غربت رشک صد گلستان آمده
گاه از گرمی بنازم گاه از سردی چو آب / طالعم در سایهٔ و خورشید تابان آمده

در سر سوز زمین از آسمان افتاده ام
بهر یک زخم دل من صد نمکدان آمده

خضر و اسکندر اگرچه خورده اند آب حیات
عمر جاویدان من فهم سخندان آمده

نکته سنجیهای من مخفی ز بیم روزگار
همچو گنج شایگان از خلق پنهان آمده

بلبل عشقم نوای بیقرار آورده ام
گفتگوی تازه بر روی کار آورده ام

روزگاری شد که دامن از جهان افشانده ام
آستین بر هستی کون و مکان افشانده ام

تا گلستان محبت را تماشا کرده ام
گل ز خون دل بفرق بلبلان افشانده ام

خون دل از دیدهٔ گریان خود ورزیده ام
گوهر مغز سخن بر بحر و کان افشانده ام

این سر پرشور عشقت را بدوش آورده ام
این دل پر داغ را دستی ز جان افشانده ام

از تغافل گر کشم پای طلب از کوی دوست
منکه نقد جان خود بر آستان افشانده ام

در مذاقم داروی بیهوده کی لذت دهد
منکه بر الماس مغز استخوان افشانده ام

بر سپهر لاجوردی کوکب رخشنده است
نکته کز خامهٔ زرین زبان افشانده ام

من همان ساقی بدمستم که در هنگامها
باده از خون جگر بر مردمان افشانده ام

تا چه گلها بشگفد آخر درین بستانها
شبنم خونناب دل بر ارغوان افشانده ام

رنگ و بوی گلشن مقصود در چشمم چه قدر
منکه گلهای بهاری در خزان افشانده ام

گرچه با مشق جنون کوته عنانی کرده ام
همچو گل جان را برین دست عنان افشانده ام

همتی در کار دبار شعلهٔ دل کرده ام
آتشی بر چهرهٔ پیر مغان افشانده ام

با وجود ناتوانیها ز ضعف دوستی
اشک خونین همچو گل بر دشمنان افشانده ام

هر که در راه محبت با جنون همراه نیست
خضر این ره گر بود از رهبری آگاه نیست

ایضاً متضمن حالِ عشق انگیز و مدح

خواجه آخر سپر بیار گذاشت — محک نظم با عیار گذاشت
پایم اندیشه از میان برداشت — غم و محنت بروزگار گذاشت
چون قلم فکر من بصفحهٔ دهر — نکتهٔ چند یادگار گذاشت
سوی معنی ز فکر در خم کرد — بهر درد سر خمار گذاشت
دل ز آشوب این جهان بگریخت — داغ بر روی اعتبار گذاشت
چشم گریان من مرا هر دم — خلف تازه در کنار گذاشت
درد دوری و داغ مهجوری — بی حیا بر کفم نگار گذاشت
آتش یاس روزگار مرا — داغ بر سینهٔ فگار گذاشت
ای دریغا که دست برد اجل — لوح من بر سر مزار گذاشت
ابر باران بر غم باد خزان — تربیت کردن بهار گذاشت

یاس آخر بکام دل بشکست
شب امید را بروز شکست

ابر بر رونق چمن گرید — گل بر ایام زیستن گرید
دل ز دست فراق ناله کند — دیده بر حال خویشتن گرید
وصل شیرین نصیب خسرو شد — غم هجران کوهکن گرید
رفت حسن گل و چمن برباد — سرو بر یاد یاسمن گرید
سوخت پروانه بر هوای وصال — شمع بر صبح انجمن گرید
روز این عمر کوته آخر شد — شب ز تاریکی وطن گرید
بسکه غفلت ربود مردم را — چرخ بر حال مرد و زن گرید

بیوفائی عمر اسے مخفی — برشگافت دل کفن گرید

آوخ آوخ که کار شد از دست
نقش ناخوب در جهان شبت

عشق هر جا که کار بکشاید — گره از زلف یار بکشاید
رگ امید را به نشتر غم — فتنهٔ روزگار بکشاید
از جگر خون دل برون آرد — گریه هر جا که بار بکشاید
جان نثارش کنم اگر بچشم — دیده بر روی یار بکشاید
حسن هر جا که چهره بنماید — عشق دندان یار بکشاید
قوت طالعم اگر باشد — در بر ویم نگار بکشاید
پای ساقی گر از میان بر بود — سر خم را خمار بکشاید
در بیابان چو عشق جلوه کند — رگ اندیشه خار بکشاید
چند در باغ فیض بهر سحاب — پنجهٔ خود چنار بکشاید

بعد ازین فکر کار چون باشد
که دل روزگار چون باشد

خواجه چتر مراد بر سر کش — نو عروس زمانه در بر کش
از درون حرم برون آئی — رخت این کنده از برت در کش
گرم کن بزمگاه افسرده — بمرادت نشین و ساغر کش
سنگ از بام چرخ می بارد — رخت ازین خانه جای دیگر کش
پای اندوه از میان بردار — علم شادمانی بر سر کش
بر ادای نگه گمان بردار — تیر بهر شکار لاغر کش
پای خود در رکاب همت نه — از سر روزگار افسر کش

عمر این زندگی چو کوتاه ست — باده جاودانه را درکش
آتش غم گرفت عالم را — سیل در چشم این ستمگر کش

تربیت چند این تظلم را
تازه سازد سپهر و انجم را

گریه را در دلم اگر اثر ست — چون دل از حال دیده بیخبر است
چند در خواب بیخودی امروز — کا دل شام آخر سحر است
چشم بکشا که پرتو خورشید — بر دل دیدهٔ تو بیشتر ست
از غم و شادی جهان خراب — مهر رقاص و ماه نوحه گر ست
عقل سرگشته آخر این تا کی — دشمن دین و دل همین هنر ست
مست این بادهٔ زبان تا چند — این زبان را زمانهٔ دگر ست
خم تهی گشت و دور آخر شد — ای دریغا که عمر بی خبر ست
خرمن عمر باد غفلت برد — کشت امید ما هنوز تر ست
بید را تربیت ندارد سود — بر درختی دهد که بار ور ست

غم بکنجی نشین که نوبت ماست
اینقدر صبر از مروت ماست

هست تا آسمان بقای تو باد — چرخ دربان کبریای تو باد
دور چرخ که آسمان دارد — حلقهٔ بر در سرای تو باد
تا بود با قلم سر گفتار — معنی لفظ از برای تو باد
تا که هنگامه را سامعی هست — ذکر تسبیح در ثنای تو باد
گر ترا مشکلی به پیش آید — دست قدرت گره گشای تو باد
تا بود از حیات من رمقی — ورد من روز و شب دعای تو باد

اختر نحس بہر دشمن تو — طالع سعد از برائے تو باد

ایضاً

اے مرہم زخم ہرگز ندے — وے بند کشائے ہر کمندے
مردم ز تغافل و ندیدم — یک روز لب تو زہر خندے
از گریہ دو دیدہ گشت لبریز — بردار ز پائے اشک بندے
باشد کہ ز رشتۂ محبت — در گردن دل کنم کمندے
تو مست غرور و ناز سرکش — چون در تو رسد نیازمندے
بے نطق تو چاشنی ندارد — در کشور ہند ہیچ قندے
از خال سیاہ چشم حاسد — بر آتش سینہ نہ سپندے
روشن نکند چراغ دولت — جز کوکب بخت ارجمندے
اقلیم مراد کس نہ گیرد — بے یاری طالع بلندے
تا دفع غبار دیدہ سازم — گرد رہِ جلوۂ سمندے
از گردش چرخ سفلہ پرور — تنگ آمدہ ام نہفتہ چندے

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

از من رخ روزگار برگشت — برگشت ز من چو یار برگشت
بس گریہ کہ در گلو گرہ شد — خوناب دل از کنار برگشت
گفتم رخ آرزو بہ بینم — آئینۂ اختیار برگشت
صد رہ بنصیحتم غم دل — باز آمد و شرمسار برگشت
از دیدہ خیال دوست امشب — تا دیدہ مرا ز عار برگشت
از آتش دیدہ دانۂ اشک — از دیدۂ اشکبار برگشت

پندار که خون دل بریزد	صیاد که از شکار برگشت
کی غنچهٔ دل شگفته گردد	هرگه که زما بهار برگشت
در کوچهٔ عشق خار می زد	آنکس که زکوی یار برگشت
صد شکر که دردمند عشقم	گر از دل من قرار برگشت

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

ای حسن ترا نیاز نالم	بر ریش بغیر نیش مرهم
سودا زدهٔ غمت نخواهد	از ناز تو کار عقل درهم
ما را چه خبر ز ظلمت و نور	صبح ست مرا چه شام ماتم
با گردش چرخ در ستیزم	بر من شده جاهلی مسلم
ای بلبل شوق یک فغانی	بر زن ز بهار هر دو عالم
آئینهٔ عبرت زمانه	بردار ببین تو حال آدم
زنجیر جنون عقل لشکن	این سلسله را بریز از هم
چون سد سکندرست در دل	کو جام جهان نما و کو جم
مستانه بدیده می نهی پای	ای سیل سرشک خیر مقدم

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

از جیب نمونه ایست با من	وان هم شده چاک تا بدامن
زان پیش که چهره بر فروزی	بودم بتم تو آشنا من
وارستگیم محال عقل است	از عشق کجا شوم جدا من
می رفت غم و محبت از پیش	چون بادهٔ و آتش از قفا من

صد تیر غمت بامتحان زد   زانها همه بود مدعا من
تا گفت دعا اثر ندارد   شرمنده نه گشتم از دعا من
از جذبۀ عشق گشتم آخر   سرگشته و زار و بینوا من
در راه عدم چو انتها نیست   برگشته زدم بابتدا من
من قوت طالعی ندارم   بیهوده زدم ره وفا من

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

آورد صبا ز دوست پیغام   کامیاب نشاط کن سرانجام
می رفت غم بلند می گفت   این درد ترا نباشد انجام
از گریۀ من جهان بگرید   وین نالۀ من بر آورد نام
پر کن قدح و بدست من ده   بدمست نمی شوم بیک جام
جانم بلب آمده ندیدم   کام دل خویش از لب جام
بلبل بفغان کند بگلشن   اندیشه کند ز حلقۀ دام
گل گل دل من شگفته گردد   گر یاد کنی مرا بدشنام
بے حوصلگی اگر سنے کرد   دل در ره عشق بے سرانجام
مے دید بیک نگاه کردن   صد پرتو صبح در دل شام
یک نالۀ دردمند مخفی   از هم گسلد قطار ایام
بے فائده جستجو چه داری   چون در ره عشق نیست انجام
مقصد ز حیات نیکنامیست   مرگ ست حیات مرد بدنام

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

جز عشق مرا غم دگرے نے　　مردم ز غم و مرا خبرے نے
اے مایۂ ناز چون نگہ را　　ہر سو نظر و بمن نظرے نے
بر شجرۂ بوستان عشقت　　صد گونہ گل ست و یک ثمرے نے
بیدادگری چنین ندیدم　　صد تلخی کام و یک شکرے نے
حیرت زدہ ام کہ از لب و ست　　ریزد گہر و مرا گہرے نے
در میکدہ دوش بر سر خم　　صد شیشہ شکست و شیشہ گرے نے
از آتش دل بسینہ دارم　　آتشکدۂ و ز چشم ترے نے
این طرز محبت ست دائم　　با ہمدگر و ز یک دگرے نے
رفتم ز میان خلق و مارا　　غیر از غم دل کسے دگرے نے

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

دردا کہ غمم ز حد برون شد　　فریاد کہ درد من فزون شد
دیوانۂ عشق رفتہ رفتہ　　در مکتب عشق ذوفنون شد
در خرمن عمر من زد آتش　　ہر آہ کہ از دلم برون شد
در سینہ دلی نبود جز نام　　وان ہم ز جفاے چرخ دون شد
از گمشدگان عشق بودم　　آمد غم عشق و رہنمون شد
سوداے جنون ز عقل پوشید　　زین کاسہ سرکہ سرنگون شد
از کوشش و سعی حاصلی نیست　　چون کوکب طالعت زبون شد
بگرفت غم تو مرغ دل را　　دل بردن من برت شگون شد
رسوائی من بوادی عشق　　قانون ضوابط جنون شد
مردم ز غم و نگفتم از حال　　در محنت انتظار چون شد

بنشینم و صبر را کنم یار — تا یار مرا شود خریدار

از تلخی بادهٔ جوانی	تلخ ست زبان تا دهانم
در نالهٔ زار من اثر نیست	برگشته بخت را چه مانم
راز دل من بمن نگوید	بگرفت نگر سر زبانم
می گردم و گریه میکنم زار	گمراه نموده کاروانم
من بعد کسے مرا نه بیند	گر پیک اجل دهد امانم

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

ایضاً

بازا که مرا ز اشتیاقت	بگداخته آتش فراقت
رنجیدهٔ آنچنان که ترسیم	میرم بهوای اتفاقت
پندار که تلخی زمانه	شیرین نه کند لب مذاقت
بنشین نفسے که مرغ روحم	مرد از غم چشم پر نفاقت
باشد که شبے بخدمت تو	اظهار کنم غم فراقت
با بخت سیاه من بگوئید	گو آن همه شان طمطراقت
از اختر نحس چرخ گم شد	صد اختر سعد در محاقت
بنموده هلال صد شب عید	از هر خم ابروان طاقت
تاکے جگر مرا جو ر دهند	کو جذبه بمعجز عراقت
بر عمر چو نیست اعتمادے	تا چند در آتش حراقت

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهاے جهان کنم فراموش

گرچه غم خویش با تو گفتم — از دست مرا بده که مفتم
در راه امید گوهر اشک — از شعشعهٔ نگاه سفتم
گوش من ز در و زنگار کر شد — افسانهٔ خویش بسکه گفتم
مستحسن نعت تو فتادم — از گفتهٔ خود چو گل شگفتم
مردم ز غم فراق اما — راز دل خود به کس نگفتم
فریاد که یک شبی غریبی — بر بستر عافیت نه خفتم
عمری به امید حال پیری — خاک ره تو به دیده رفتم
شاید که نگردد آشکارا — راز دل خویش را نهفتم
در گفت و شنود من اثر نیست — از گفتهٔ خویش در شگفتم

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهای جهان کنم فراموش

ای درره تو سران خاک — در معرفت تو عاجز ادراک
در شان تو جبرئیل آورد — لولاک لما خلقت الافلاک
بیدادی کفر ظلم از دهر — بی تیغ نبوتت نشد پاک
کو دست جنون که جیب دانش — تا دامن آرزو زند چاک
از شب وی رهت نه ترسم — هر چند که هست ره خطرناک
ناحال نه بسته هیچ معشوق — چندین سر عاشقان به فتراک
بگذار غبار کینه از دل — حیف ست بر آفتاب خاشاک
از حاصل زندگانی خویش — مائیم همین دو چشم نمناک
یاران چه کنم که ظلم و بیداد — از ما بگرفت لقد افلاک

بنشینم و خون دل کنم نوش — غمهای جهان کنم فراموش

فریاد که یار یار ما نیست / آنرا سر و برگ کار ما نیست
آن نشئه که غم ز دل رباید / در بادهٔ روزگار ما نیست
در حقهٔ سینه خونفشان او / هر دل که امیدوار ما نیست
ما بیگنه و گناهگاریم / انصاف درین دیار ما نیست
تا هست زمانه خونچکان باد / آن داغ جنون که یار ما نیست
سررشتهٔ کار ما بطلبید / چون کار باختیار ما نیست
یک قطره نماند ز اشک فریاد / زین گریه که شرمسار ما نیست
با مردم بی ادب نشستن / این لایق اعتبار ما نیست
ما رستم وقت روزگاریم / در بیشهٔ هند کار ما نیست

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهای جهان کنم فراموش

هر چند که پشت آبرو نیست / کس را بتو حد گفتگو نیست
باد ابتو آرزو مسلّم / ما را سر و برگ آرزو نیست
عاشق نبود که در کنارش / از خون جگر سبو سبو نیست
مرغ دل ازین قفس بتنگ است / فریاد که ناله را گلو نیست
پر کن ز شراب ارغوانی / این کاسهٔ سر به از کدو نیست
زخمی که ز تیغ یار باشد / در مذهب ما کم از رفو نیست
در کعبهٔ عشق چون در آئی / خوش باش که حاجت وضو نیست
رفتیم بکوی بی نوائی / کانجا ز هجوم غم خلو نیست

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهای جهان کنم فراموش

از محنت و درد خویش و پیوند — بیزار شده ز خویش پیوند
دل از بد و نیک میتوان کند — اما ز غمت نمی توان کند
جز این همه محنت فراقت — هستم بامید وصل خرسند
گفتار بمذهب محبت — با شرع بود برای سوگند
پست ست به پیش همت من — از جذبهٔ عشق کوه الوند
من بنده بندهٔ تو معلوم — قدرم چه بود و قیمتم چند
بست ست میان بعزم خدمت — پیش شکر لبت نئی قند
در دل بفسون نمی رود غم — کشتی به خسے نمی شود بند
دیوانهٔ عشق گلرخان را — نے خویشے بود بگو نه پیوند
دست من و دامن جنونے — گر گریه بر آورد شکر خند
در کوچهٔ غم ز بینوائی — خواهم که شوم نهفته یک چند

بنشینم و خون دل کنم نوش
غمهاے جهان کنم فراموش

ایضًا

تا کیم و دلی ز باده مدهوش — تا صبح خمار شب در آغوش
تا چند بقهر و غصته همدم — تا کے بغم زمانه همدوش
تا کے دل پر ز زخم کاری — در سینه بود مرا فراموش
از بسکه حدیث عشق گفتم — خون جگرم ز دیده زد جوش
دوشینه بمن لطعنه می گفت — دیوانه کسی ست رفته از هوش
در خواب نه بینی عافیت را — تا بار سر تو هست بر دوش

تا یار جدا شدم بنا کام — با تفرقه گشته ام هم آغوش
دشوار بود همیشه بودن — بر خاطر دوستان فراموش
همت نه بود بغل کشادن — وقتیکه نباشدش بغل دوش
تا هست رمق ز تو درین راه — میزن قدم و بسعی می کوش
این راز محبت ست مخفی — خاموش ز گفتگوی مخروش
آب از رخ زرد رنگ ما را — زنهار بآب جوی مفروش
زنیستم که بگوشه نشینم — از گفت و شنود عیش خاموش

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

شد عمر عزیز در تگ و دو — تا چند توان فتاد در کو
خورشید ز ماه نور گیرد — ابروی تو دید تا مه نو
مغرور بحسن خویش بنگر — شیرین چه شد و کجاست خسرو
چون مرغ که در قفس بتنگ ست — تنگم من ازین جهان کج رو
از ظلمت ظلم و گردش چرخ — بر بام فلک نماند یک جو
برکشور حسن ماه و خورشید — افتاد ز سایهٔ تو پرتو
حیف ست رود بغفلت این عمر — چون هست حساب عمر جو جو
نادیده بهار عمر بگذشت — فریاد ز دست این سکبرو
از نادر بپیر این زمانه — افسانهٔ روزگار بشنو
از گردش روزگار مخفی — سے بین دسترس تند میرو

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

چمن مایهٔ خرمی غم اوست   هر نیک و بدی که هست نیکوست
طاق در کعبهٔ محبت   قائم به بنائے طاق ابروست
هر مرغ دلے که در بدن هست   در حلقهٔ دام زلف بدخوست
هر شور و شرے که در جهان ست   از فتنه گری و زور بازوست
افتاده بپاے سرو قدت   هر سرو که تازه بر لب جوست
اول به نگاه بایدت ساخت   در عشق که فتنه آخر اوست
تا حسن ملاحتِ تو سنجد   ابروے تو در میان ترازوست
پژمرده شود در آفتابے   گلزار هوس گیاه خودروست
چون هر دل ما بدی کس نیست   هم دشمن ما بما چو خود دوست
با هر بد و نیک صلح کردم   مارا به کسے نه زور بازوست
رفتم که بگوشهٔ نشینم   با دیده چه گریه کار یک دست

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

رفتیم و تو یاد ما نکردی   با رفته هنوز پے نبردی
بر فرقِ تو اره گر نهد پاے   زنهار ز یار بر نگردی
فریاد که نیست همچو مجنون   در وادی عشق ره نوردی
یک نقش مراد کس ندیدست   بر تختهٔ نرد لاجوردی
شاید که درست بر نیارد   بر سنگ مزن عیار مردی
باشد که ز روے مهربانی   طومار فراق در نوردی
گلدستهٔ آخر بهارم   گلزار نهاده رو بزردی
از مطلب خود نشان ندیدی   هر چند که جستجوے کردی

چون کام دلم نشد میسر — ناکام روم بپاے مردی

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

ما یوسف و نیست کس خریدار — سر دست زمانه رواج بازار
از مصر زمانه مشتری رفت — بر مالک چرخ تنگ شد کار
در گلشن آرزو زلیخا — نشگفته گل مراد جز خار
جائیکه قلم برفتن آمد — شمشیر خجل شود ز رفتار
خجلت بشکست سر قلم را — بر صفحهٔ آرزوے گفتار
جائیکه سخن اثر ندارد — خاموش نشین چو نقش دیوار
دل طاقت رنگ و بو ندارد — ور نه دهمش هزار گلزار
بوے سر زلف ای دل آشوب — دل بر دز دست مشک تاتار
در باغ مراد دل رسم نیست — چون سایه فتم بپاے دیوار
آوخ که بکوے نیکنامی — بدنام شدیم آخر کار

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

آنجا که حکایت از تمناست — اظهار ز شکر و شکوه بیجاست
بیماری دل علاج دارد — گر کار ز بدار و مسیحاست
پروانه بیا که هیچ غم نیست — تا پرتو شمع مجلس آراست
خوش باش برغم دشمن از دوست — امروز که کار وقت فرداست
معشوق به بندگی فتادن — از قوت طالع زلیخاست
آئینهٔ خلق هر نکو روے — از زنگ نفاق دل مبراست

لائق نبود شکایت از دوست
از دهر بر غم تلخ کامی
تا شیر نه کرد نالهٔ من
از کشور عمر مشتری رفت
رفتم که بگوشهٔ قناعت

سرمایهٔ مفلسی چو هر جاست
طوطی طبیعتم شکر خاست
گویا که دولت از سنگ خاره است
حرص تو هنوز گرم سودا است
از حوصله خانه اکنم راست

بنشینم و صبر را کنم یار
تا یار مرا شود خریدار

مخمس

ظاهر نشد که مطلب این گیر و دار چیست
پر کن ز قدح می که ندانیم کار چیست
رعنائی گل و چمن لاله زار چیست
خوشتر ز عیش صحبت باغ و بهار چیست
ساقی کجاست گو سبب انتظار چیست

ساقی چهار فصل جهان ست روزگار
با هر چهار فصل بود باده خوشگوار
فصل دی و تموز و خزان ست و نو بهار
هر وقت خوش که دست دهد مغتنم شمار
کس را وقوف نیست که انجام کار چیست

باشد چه ابتدا ازل و انتها عدم
ساقی بیار بادهٔ گلگون جام جم
موجود در میانه کریم ست ذو الکرم
این موسم بهار و گل روضهٔ ارم
جز طرف جوئبار و می خوشگوار چیست

بی اختیار کار نه صبر ست و اختیار
ترک شراب و عشق خطا هست در بهار
زاهد چو ربی برای خدا چیست کار و بار
سهو و خطای بنده گرت نیست اختیار
معنی عفو و رحمت پروردگار چیست

دنیا و آخرت خود و دیگر جمیله اند — آبادی و خرابی دما را وسیله اند
گوئی درین میان همه در مکر و حیله اند — مشهور دوست هر دو از یک قبیله اند

با دل بعشوه که دهم اختیار چیست

ادراک جام مے نتواند کسے خموش — حرفے ازین ترانه نخواند کسے خموش
صوفی باین نوا برساند کسے خموش — زاهد درون پرده نداند کسے خموش

اے مدعی نزاع تو با پرده دار چیست

عاشق نشان داغ خود از داغ لاله خواست — مخمور نشه از مے صاف پیاله خواست
مخفی مراد خویشتن از آه و ناله خواست — زاهد شراب کوثر و حافظ پیاله خواست

تا در میانه خواسته کردگار چیست

خاتمة الطبع

پس از شکر آفریدگار سخن آفرین بر سخن سنجان دقیقه آئین و زبان آوران لطافت گزین که صیرفیان بازار معانی اند و جوهریان رستهٔ بازار سخندانی بسان خندهٔ بهار هویدا باد که درین ایام خجسته آغاز همایون انجام کلام بلاغت نظام شاعرهٔ عالی مقام و سخن گوے فلک احتشام سرآمد شعرائے نامی صاحب زبان تخلص او مخفی معروف به دیوان مخفی که به سبب مرغوبے کلام تا هنگام هزاران خواستگاری بار یازدهم در مطبع منشی نولکشور واقع لکهنؤ بسرپرستی عالیجناب معلے القاب منشی بشن نراین صاحب بهارگو۔ مالک مطبع دام اقباله باهتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماه جولائی ۱۹۲۹ء بحسن و خوبی طبع گردید۔

تاریخ ادب اردو

یہ وہی نایاب و نادر کتاب ہے جسے مسٹر رام بابو سکسینہ نے انگریزی میں تصنیف کیا اور جو اپنی مقبولیت کی وجہ سے ملک کے گوشہ گوشہ میں پھیل گئی۔ مطبع ہذا کی فرمایش سے مرزا محمد عسکری صاحب۔ بی اے نے نہایت محنت اور جاں کاہی سے بہت سے فوائد اضافہ کرکے اُردو میں ترجمہ کیا۔ اس میں اُردو زبان کی تدریجی ترقیوں کی مکمل بحث کے بعد ہندوستان کے تمام مشاہیر شعرا کے مفصل حالات اور انتخاب بھی پیش کئے گئے ہیں۔ اور تمام مشہور شعرا قدیم و جدید کی تصاویر بھی قریب سو کے دی گئی ہیں ایک مفصل بہت اور جامع انڈکس بھی شامل ہے یہ کتاب دو حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے میں شعرا کا تذکرہ ہے۔ دوسرے میں نثاروں کا ذکر ہے دونوں کی فروخت یکجائی ہے۔ لکھائی چھپائی نہایت دیدہ زیب کاغذ سفید عمدہ ۲۴ پونڈ تقطیع $\frac{۲۰}{۲۶}$ تعداد صفحات قریب ۹۰۰ کے ہیں۔ اس فن میں اس سے بہتر کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی

بحر الفصاحت
اردو

علم معنی و بیان میں ایسی مکمل اتنی مبسوط اسقدر جامع اتنی
سہل زبان میں کوئی کتاب شایع نہیں ہوئی مصنف نے معنی بیان پر
بحث کرکے عروض بحور انکے ایجاد ہونیکے اسباب اُسکے زحافات وغیرہ کا نہایت
مفصل تذکرہ کیا ہی اور ہر ایک کی مثالیں اساتذہ قدیم و جدید کے بیان سے پیش کی
ہیں شعر کے ایجاد ہونے پر ایک مکمل بحث ہی شعر کے عیوب اور شعر کے محاسن وغیرہ
پر پوری پوری روشنی ڈالی گئی ہی۔ اور کوئی چیز اس علم میں ایسی باقی نہیں
رکھی جسکی ضرورت ہو نثر کی تعریف اسکے اقسام اُسکی مثالیں بھی مفصل
بیان کی ہیں قیمت کاغذ رسمی ۵ مصنفہ مولوی حکیم نجم الغنی صاحب رامپوری